UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222749

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵ آ ک Accession No. ۲۵

Author آتش

Title کلیات آتش

This book should be returned on or before the date last marked below.

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

الموسوم بہ

کلیات آتش

نہایت صحت سے

بہ اہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

حقوق طبع محفوظ ہیں

دفعہ ۱۰-

بعون خالق کون و مکان و بتوفیق آفرین زمین و آسمان

کلیات تسلیم

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مرغوب جہان ہوا

۸۹۱۵۲۱



۸۹۱۵۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست تیرے عاشق دلخستہ دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے مین چلن ہے چارون کی آشنائی کا

فراق یار مین مرکے آخر زندگانی کی
رہا صد مہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ تجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی صورتین مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گو رنگ اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہین اے یار عاشق کو
شکار اتنک کہین دیکھا نہین تیر ہوائی کا

دکھایا حسن نے اعجاز موسی کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا چور انگشت حنائی کا

نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

شکست خاطر احباب ہوتی ہے دست اس سے
توجہ مین تری اے یار اثر ہے مومیائی کا

دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہو
تماشا دیکھتا ہے حسن اس مین خود نمائی کا

کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی
نچھاکر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہو آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعوی ہے خدائی کا

حسن پری اک جلوہ مستانہ ہے اسکا
ہشیار وہی ہو کہ جو دیوانہ ہے اس کا

گل آتے ہین بستی مین عدم سے بہت گوش
بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہو اس کا

گریان ہو اگر شمع تو سر دھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اس کا

وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہو اسمین
معمورہ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا

جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہو اسکی
جو سینہ کہ صد چاک ہوا شانہ ہو اس کا

دل قصر شہنشہ ہو وہ شوخ اسمین شہنشاہ
عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہو اس کا

وہ یاد ہے اسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہو اس کا

یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہو بیعانہ ہو اس کا

اللہ رے صفائے دو بنا گوش کا عالم
مشتاق ہر ایک گوہر یکدانہ ہے اس کا

آوارگی نکہت گل ہے یہ اشارا
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہو اس کا

یہ حال ہوا اس کے فقیرون سے ہویدا
آلودہ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اس کا

شکرانہ ساقی ازل کرتا ہو آتش
لبریز ہے شوق سے پیمانہ ہو اس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک نو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری دہلیز پر
تو اس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی سنگ صنم پایا

نشانہ تیر ہمت کا ہے میرا اختر طالع
اٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا

ہزار دن حسرتین جاوین گی میرے ساتھ دنیا سے
شرار برق سے بھی عرصہ ہستی کو کم پایا

سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابے مین
غنیمت جان جو آرام تونے کوئی دم پایا

نظر آیا نما شاے جہان جب بند کین آنکھین — صفاے قلب سے پہلو مین ہنے جام جم پایا
جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے — کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا
فراق انجام کار آغاز وصلت کا بلاشک ہے — بہت رویا مین روح وتن کو جب مشتاق ہم پایا
ہر اک جوہر مین اسکا نقش پاے رہگان سمجھا — دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا
ہمارا کعبہ مقصود تیرا طاق ابرو ہے — تری چشم سیہ کو ہم نے آہو ے حرم پایا

ہوا ہر گز نہ خط شوق کا سامان درست اپنا
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

کیا داد خواہ ہو کوئی اس کے فتیل کا — عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا
طے کسطرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے — سنگ نشان کا دخل ہے آہن نہ میل کا
راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے — ہر جرس ہے سر بسر غبار اس سبیل کا
آوارہ ہون مین گور کی منزل کے شوق مین — رہزن سلوک مجھسے کریگا دلیل کا
لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا — دان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا
محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین — کرتا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا
شب کو چراغ کی نہین رہرو کو احتیاج — ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا
یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے — نالان جرس ہین شور ہے کوس رحیل کا
عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین — رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ دہما آتش نمرود کو کیا — مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی — فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی — حقا جو اب ہی نہین تجھسے کفیل کا
بندہ ہے کس کا پوچھین گے جب نکیر — عاشق ہون مین کہون گا کہ بندہ جمیل کا
سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین — مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا
کوتاہ یان کمند ہے قاصر ہے نردبان — بام مراد عرش ہے رب جلیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہی سبکہ گوش زد — پشہ سے زور چل نہین سکتا ہو فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا

وہی ہے جو تو نے تشنہ عزت کو آبرو
کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا

سُرمہ کیا جو برق تجلّی نے طور کو
منظور تجھکو جلوہ تھا چشم کحیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آئینہ سینۂ صاحب نظران ہو کہ جو تھا
چہرۂ شاہد مقصود عیان ہو کہ جو تھا

عشق گل مین وہی بلبل کا فغان ہو کہ جو تھا
پرتو مہ سے وہی حال کتان ہو کہ جو تھا

عالم حُسن خداداد تپان ہو کہ جو تھا
ناز و انداز بلائے دل و جان ہو کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
وہی میل اور وہی سنگ نشان ہو کہ جو تھا

روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہو کہ جو تھا

ایک عالم مین ہو ہر چند مسیحا مشہور
نام بیمار سے تمکو خفقان ہو کہ جو تھا

دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہو کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے تھین شرم آنے لگی
عارضی حُسن کا عالم وہ کہان ہو کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لئے حالت کہتے ہین
بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہو کہ جو تھا

اثر منزل مقصود نہین دنیا مین
راہ مین قافلۂ ریگ روان ہو کہ جو تھا

دہن اُس روئے کتابی مین ہو پنہان پیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہو کہ جو تھا

کعبۂ مدّنظر قبلہ نما ہے تا حال
کوئے جانان کی طرف دل نگران ہو کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
سلسبیل وہ ترا آب روان ہے کہ جو تھا

سوزش دل سے تسلسل ہو وہی آہون کا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہو کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہو باتین رہی سُنتے سُنتے
شمع محفل صنم چرب زبان ہے کہ جو تھا

پائے خم ستون کے ہو حق کا جو عالم ہو سو ہو
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہے کہ جو تھا

کون سے دن نئی قبرین نہین اسمین بنتین
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہو کہ جو تھا

بیخبر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ
قاصد اشک شب و روز روان ہو کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شب وصل سے ہو
اس کا افسانہ بیان رمضان ہے کہ جو تھا

دین و دنیا کا طلبگار ہنوز آتش ہے
یہ گدا سائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا

مُنھ چھپایا اَب تو نہ مشتاقون سے اے خورشید رو
چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا

مرگئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا

نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جلد نہلا مجھکو میرے خون سے اے شہریار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

اے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دلخستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایان کیا

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا
رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا

قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا
چشم کی گردش نے کار فتنہ دوران کیا

پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر
ذکر آرہ تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا

شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر بھانسی کے لئے
صبح تک مین نے خیال گیسوئے پیچان کیا

سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری
تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا

یاد ابرو و ذقن مین اڑ گئی آنکھون سے نیند
گہ کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا

چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے
گوش دینی پر گمان اخگر سوزان کیا

دھیان مین ساقی کی شمعون کے جلا پروانہ وار
زانوؤن کے آئینون نے رات بھر حیران کیا

کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
صاف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست دبازد کے تصور مین ہوا آتش مین گل

پائے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکساں کیا

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا
نہال خاکسار ای کو نگاہ کرم نے پھل پایا

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا

نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
سیاہ رنگ نے شہد بدخشان مین عسل پایا

گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین یون رنگ دل کھویا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ آکے کچلایا

غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
تری امداد سے آرام ہم نے اے اجل پایا

شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا ملتا ہے
موافر زندگی اگر تو داغ دل نعم البدل پایا

نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تم نے پھل پایا

رعونت کون سی شے پر ہے ان عورت گزیدون کو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا

غضب ہے منزل ہستی مین آسائش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہو آخر خلل پایا

حرارت ہوتی ہے سردار سے افزون سپاہی مین
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی مین آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ گنول پایا

مری آنکھون کے آگے آبگا کیا جوش مین دریا
ہمیشہ صورت ساحل ہو بان آغوش مین دریا

وہ حد کم ظرف ہین جو ایک ساغر مین ہکتے ہین
سمٹین قطرہ بھی یان ہنگام نوشا نوش مین دریا

نکالا چاہے اے غواص تو جلد اب نکال اس کو
خدا جانے کہ کیا تجھ کو لگے صدف کے گوش مین دریا

خموشی اور گویائی مری اک اک سے بہتر ہے
سکونت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا

سرک جائے جو روئے چشم تر سے گوشہ دامن کا
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا

کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین
کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش مین دریا

اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہائے ابر نیسان سے
تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

دل جھٹ کے جان سے کوئی منزل مین رہ گیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا

ناقص ہو دوستداری میں کامل نہیں ہو تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے
تسمہ لگا ہو گردن بسمل میں رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری میں لطف ہے
دل مرغ روح کا قفس گل میں رہ گیا

سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا
اے خضر پیچھے مرگ کی منزل میں رہ گیا

مجنوں برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلےٰ کا پر نہ پردۂ محمل میں رہ گیا

پار اُترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق میں
وہ داغ ہے جو دامن ساحل میں رہ گیا

کافر ہے منکر اسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کف سائل میں رہ گیا

آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہو نا رہم
بیچارہ مر کے حسرت قاتل میں رہ گیا

سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہو تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

کیا کیا اُلجھتا ہے تری زلفوں کے تار سے
بخیہ طلب ہو سینۂ صد چاک شانہ کیا

زیر زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوق راحت منزل سے اہل عمر
مہمیز کہتے ہیں گے کسے تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک
بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیر دام رگ گل ہو عندلیب
دکھلا رہا ہے چھیب کے اسے دام و دانہ کیا

بلبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

آتی ہو کس طرح سے مری قبض روح کو
دیکھوں تو موت ڈھونڈھ رہی ہو بہانہ کیا

ہوتا ہے زور و سن کے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار و ساز و یار نہ ہوئے گا گوش کو
مطرب ہمیں سناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ
بلبل قفس میں یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اُڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزیں
مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے ندے داد تو ندے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا — بیچارہ منھ چھپا کے کفن سے نکل گیا
مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے — صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا
بیکس نگاہ چشمۂ حیوان دہن میں ہے — بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا
دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے لوگ — مدت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا
عالم جو تھا مطیع ہمارے کلام کا — کیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا
جوش جنون نے فصدوں سے مطلق کمی نکی — سیروں لہو ہمارے بدن سے نکل گیا
آویزہ ترے گوش کا ہو اس امید پر — کیا کیا عقیق کان میں سے نکل گیا
زنجیر کا وہ غل سہنیں زندان میں الجنون — دیوانہ قید خانۂ تن سے نکل گیا
رتبہ کو تیرے سن کے سمجھ کے ہر غزل — دیوانہ ہو کے دشت ختن سے نکل گیا

پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو
آتش وہ ابکی بار تو فن سے نکل گیا

جگر کو داغ میں مانند لالہ کیا کرتا — لب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا
ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں پھل — کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا
جریدہ میں رہ پر خون عشق سے گذرا — جرس سے قافلہ میں بحث نالہ کیا کرتا
جنون عشق میں رہتا تھا امتیاز نہ کچھ — چکور طوق گلوسے کا ہالہ کیا کرتا
بچا کیا اسے توڑا جو سر دریا کے — حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا
نہ کھایا غصہ کبھی خونخیر سے قسمت کے — بھنسے جو حلق میں میں وہ نوالہ کیا کرتا
بلائے بد ہوئی داغون سے سردی کافور — سلوک نیک زراعت سے زالہ کیا کرتا
دیا نوشتہ نہ اس بت کو دل کے توڑ میں — خدا کے گھر کا بھلا میں قبالہ کیا کرتا
صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ — کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا
لگی ہے آگ جو کمبل کبھی اڑایا ہے — ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا

نہ کرتی عقل اگر سفت آسمانی سیر — کوئی یہ ساتھ ورق کا رسالہ کیا کرتا
مری طرف جو انھیں کھینچنی کشش دل کی — بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا — کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
عروس دہر سے بو لے وفا نہین آتی — علاجین بجز کا اس کے ازالہ کیا کرتا

سر دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پی کے شراب دو سالہ کیا کرتا

ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا — دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا
تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے — آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
تیر باران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز — رہ گیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا
داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین مر کے مین — چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دم نکلتا ہی نہین اے حسرت دیدار یار — کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت — گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
بیرخ عالم فروز یار عزرائیل تھی — شمع بالین کیا مین ہمبار محبت مانگتا
آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت — مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین حسین — سیم تن محبوب ہنسنے مین جو دولت مانگتا
حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی — نقش پا تیرا ید بیضا سے بعیت مانگتا
یار کے دلمین کدورت آئی ہے ملتی تو مین — دو گھڑی دل کھولکر رونے کی فرصت مانگتا
رہ گئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے — زہر دنیا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا
سنگ ملتی کو تیشہ کر فرہاد مانگتا

وحشت آگین ہو فسانہ مری رسوائی کا — عاشق زار ہون اک آہوئے صحرائی کا
پانون زندان سے نہ نکلا ترے سودائی کا — داغ دل ہی مین رہا لالۂ صحرائی کا
دھیان رہتا ہے ندیدار کی رعنائی کا — سامنا روز ہے یان آفت بالائی کا

کوہ غم مثل پر کاہ اٹھا لیتا ہون — ناتوانی مین بھی عالم ہے توانائی کا
لحد تیرہ مین مجھپر جو لگا ہونے عذاب — پھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا
کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی نہ زرہ — شکوہ کس مُنھ سے کرون مین بت رعنائی کا
مرد درویش ہون تکیہ ہو توکل میرا — خرچ ہر روز ہے یان آمد بالائی کا
بوسہ چشم غزالان مجھے یاد آتے ہین — نہین بھولا مین مزا میوہ صحرائی کا
زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے — ملک الموت سے سائل ہون مسیحائی کا
مصرع تر مین لاکھون ہی نکالون شاعر — باندھون مضمون جو قدیار کی رعنائی کا
جب سے شیطان کا احوال سُنا ہے مین نے — پائے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا
ہوئی جب مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا — شک پڑا تھا دہن یار مین گویائی کا
وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب کہ ترک — آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا
کس طرح سے دل وحشی کا مین کہنا مانون — کوئی قائل نہین دیوانے کی دانائی کا
یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہے — قید خانے مین بُرا حال ہے سودائی کا
اک پری کو بھی نہ شیشے مین اُتارا مین نے — یاد کیا آئے گا اس گنبد مینائی کا
بعد شاعر کے ہو مشہور کلام شاعر — شہرہ البتہ کہ ہو مردہ کی گویائی کا

شہر مین قافیہ پیمائی ہست کی آتش
اب ارادہ ہو مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا — شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا
وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان — کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا
بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے — واقعی زور نہین نیچہ شمل مین ہوتا
عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے — یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا
عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی — دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا
سخن سخت مین سُنتا ہون لب شیرین سے — عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا
داغ ہین یون دل نازک مین چراغان روشن — جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین | امتحان مرد کا ہو جنگ و جدل مین ہوتا

غزل و نصب اسکو شب روز ہی منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہو پھر بدل مین ہوتا

خاک مین مل کے بھی مین اُس کو نہ دشمن سمجھا | گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چوٹ جو دل کو لگی اُس کے ہی سر سے بے یار | خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون | کیا یہ اس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا
بسکہ تھی اُس سے عیان سینۂ عارف کی صفا | چہرہ یار کو مین نے دل روشن سمجھا
زلفین سنبل ہین نو پھر نرگس سرمہ آنکھین | جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا
کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ | کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا
یاد آئی جو تجھے اپنی بیابان مرگی | گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا
سنگ در جان کے تیرا نہ کیا سجدہ اُنھین | کچھ حقیقت کو بتون کی نہ برہمن سمجھا
سینے سے شکل چمن مین نے لگایا جو اُسے | داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا
موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے | سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہو گئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی | اُنگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا | بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے | گردن شمع کو عاشق کی مین کردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا | رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
خاک پر سنگ در یار نے سونے نہ دیا | دھوپ مین سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا
شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح | شادی دولت دیدار نے سونے نہ دیا
ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب | پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا
جب لگی آنکھ کرا ہا یہ کہ بد خواب کیا | نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا

دردِ شام سے اُس زلف کے سودا میں رہا
صبح تک مجھکو شبِ تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کنجِ دل بیتاب باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیلِ گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکرِ بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

باغِ عالم مین رہین خواب کی شتاق آنکھین
گرمیِ آتشِ گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہی غمخواری بیمار عذابِ جان ہے
تا دمِ مرگ دلِ زار نے سونے نہ دیا

یکجا تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق تمکو اُس کے حسنِ پاک سے پیدا
کیا ہے نور نے بجون کو جس نے خاک سے پیدا

کلامِ صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہرِ ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین دن رات ذکرِ ذاتِ اقدس ہی
قضا نے کی ہی یہ تسبیح خاکِ پاک سے پیدا

ہر اک جانب ہی اُس محبوب کے خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ٹک سی پیدا

اسیرِ آزادہون اے جانِ جان تیری محبت سے
دماغِ دلکشی ہووے الف سی ناک سے پیدا

نجیبون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہر تجہ کو ہی امساک سے پیدا

تری تیرِ نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا پھڑکا
نہ کی دلبستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونے کا نہین غم ہے تو یہ غم ہی
نہ ہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہی سمجھیے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردشِ افلاک سے پیدا

دماغِ حضرتِ یعقوبؑ عاشق اسکو کہتے ہین
ہوئی ہے بوئے یوسفؑ یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہِ عشق مین آتی ہی ہر سون سے
نشانہ تیر کا ہو راہِ کر فتراک سے پیدا

ملائے جان عالم ہوگئین ہین تیری زلفون نے
قرابت کی ہی مارِ شانۂ ضحاک سے پیدا

یقین ہی صبر کرتے کرتے عاجز اُن کو کردون مین
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سے پیدا

دلِ صد پارہ کے ہر پارہ پر نقشِ محبت ہے
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا

ترے اے مغبچہ سونگھ کر کہتے ہین افیونی
یہ کیفیت نہوگی نشہ سرتاک سے پیدا

پیامِ مرگ سے ہوتی ہے غمگین روح کس ظالم
ملے گا خاک مین وہ جو ہوا ہو خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
ہزار دن ہوویں گے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہے کس کے آستانہ کی خاک سے پیدا

یہ کس نخچیر ناوک خوردہ کی صورت سے پھرتا ہے
رم آہو ہے تیرے توسن چالاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانوں کی آبادی کا عالم ہے
ہوا ہے شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیازیوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر میں جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا

سحر تک شام سے چلتی ہیں لاتیں وصل کی شب میں
محبت کی ہے کس گستاخ کس بیباک سے پیدا

کیا ہے اپنے غنچے سے دہن میں تو نے جو اسکو
شمیم گل ہوئی ہے رشتۂ مسواک سے پیدا

عزیز از جان نہ رکھیں داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل کہتے ہیں کس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہیں بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا

دعائے آتش خستہ یہی ہے روز محشر کو
بہشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جاں بخش دکھاتا کیے اعجاز اپنا

سرو گر جائیں گے گل خاک میں ملجاویں گے
یاؤں رکھے تو چمن میں وہ سرافراز اپنا

خندہ زن ہیں کبھی گریاں ہیں کبھی نالاں ہیں
ناز خوباں سے ہوا ہے عجب انداز اپنا

یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری اے وائے
کور بد بیں ہو ترا گنگ ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زباں کو نہ ہوئی آگاہی
اف کیا منہ سے نہ کہنے نہ کھلا راز اپنا

خوف ہوتا ہے جگر زمزمہ سنکر بے یار
دل دکھاتی ہے سخنی تری آواز اپنا

نہ سنی یار نے اک بات سخن ساز کی
رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

ہیں کھولے ہی گا تنگدہ کا در وازہ
نذر رہنے کا نہیں کارخدا ساز اپنا

یاد آتی ہیں ادائیں جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہیں حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھیں
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہیں مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہیں گو اے فلک رتبہ ہے مجھ کو خوار کا
آفتاب اک زرد پتا ہے مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ میں الجھا سبزہ گوش یار کا
ہو گیا سنگ زمرد خال چشم مار کا

ناخدا ہے موت جو دم ہے سو ہے باد مراد
عزم ہے کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا ڈرتا ہوں اب
یاد آتا ہے کف پا میں کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہیں ہے آنسوؤں کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمگیں
زرق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل مداوائے مرض عشق ہے
تھامنا ممکن نہیں گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کا گریباں تک پہونچ سکتا نہیں
اور فرط شوق ہے بان زخم دامندار کا

پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے
ہر شجر اس باغ میں لاتا ہے پھل تلوار کا

خط روئے یار سے ایذا اٹھائی ہے بس
سبزہ سے ہوتا ہے صدمہ میرے دل کو خار کا

گرچہ پیش طاق ابروئے صنم گیسو نہیں
کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے نابت ہوا
رنگ اڑ جاتا ہے روئے مردم بیمار کا

یاد میں تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اس پری رو کے جو کوچہ کا گدا ہے خیال
بن کے جن سایہ لپٹا ہے مجھے دیوار کا

اٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہیں سر
اک قیامت ہے صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب میں کعبہ کے سر
گردن زاہد سے بوجھ اٹھا نہ جب زنار کا

زندگی میں ہے ادب ہونے ندے تو رعب حسن
خاک ہے میری پس از مرگ ردامن یار کا

اے صنم عاشق سے روپوشی نہیں لازم تجھے
پردہ موسی سے نہیں اللہ کو دیدار کا

بوئے گل آتش کہیں ہوتی ہے محسوس نظر
افزا ہے روز محشر یار کے دیدار کا

تہمت کو نالوں نے مجھ مجنوں کے صحرا کر دیا
جوش سیل اشک نے چشموں کو دریا کر دیا

شادی مرگ سے پھولا مین سمانے کا نہین
گور کہتے ہین کسے نام کفن ہے کس کا

دہن تنگ ہے موہوم یقین ہے کس کو
کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا

مفسدے جو کہ ہون اس جسم سیہ سے کم ہین
خرمنہ پروازی جسے کہتے ہین فن ہے کس کا

ایک عالم کو ترے عشق مین سکتا ہو گا
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا

حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو
پھر یہ عناب و سیب و ذقن ہے کس کا

گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین
سنبل اسطرح کا پر پیچ و شکن ہے کس کا

باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت
باغبان کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا

خاک مین اس کو ملاؤن اسے برباد کرون
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا

سرو ساقد ہے نہین مد نظر کا میرے
گل سا رخ کس کا ہے غنچہ سا دہن ہے کس کا

کیون نہ بے ساختہ بندے ہون دل و جان سے آتش
قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کس کا

آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو
ہم غریبون کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

یار کو تم سے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین
شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزارون نے موجود ہوے
خط نے اس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دلمین ہو درد
واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خندان ہین بجینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا منہ برسا ہے
مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوے یار ہوے درہم و برہم پیدا

شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہین موتی نکرین قطرہ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلواؤ
غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمنِ جان ہوگیا اپنا آتش
نوشِ دارو نے کیا بانِ اثر سم پیدا

توڑ کر تارِ نگہ کا سلسلہ جاتا رہا
خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا

کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامانِ یار
کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا

خارِ صحرا پر کسی نے نہمتِ دزدی نہ کی
پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا

دوستون سے ہفتہ رصدی ہوئے ہین جانبر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جب اُٹھایا پاؤن آتش مثلِ آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگیِ حق مین بھی بھولا نہ یادِ صنم
توبہ مے کی لیکن داغ دامان رہ گیا

جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانندِ روح
جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا

پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ پھٹے کپڑے پھٹے
طوقِ نکبر میری گردن مین گریبان رہ گیا

اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جا کر تو اے سرو خراماں رہگیا

دوستی تجھ سے نہین ہر گز فرومایہ کے ساتھ
رُوحِ نسبت کو گئی جسمِ گلی یان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو نشان
موت سے اب تیر کے پہلے کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یارِ ثابت وقت بدمین اک گریبان رہگیا

حُسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہی
گُل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبدِ افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا واں رہ گیا

کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
نیند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہ گیا

راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر گئے کب یوسف سیان چاہ کنعان رہ گیا

جان شیریں ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہی خانہ جو ویران رہ گیا

میری وحشت نے چراغ راہ جو بجھا اُسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا

لاش اُٹھوا کر نکر اس کو بھی اے قاتل اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا

کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کروں
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا

کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا

شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو پیٹا پر آتش گنج پنہان رہ گیا

کوئی عشق میں تجھسے افزوں نہ نکلا
کبھی سامنے ہو کے مجنوں نہ نکلا

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

بجا کہتے آئے ہیں ہیچ اس کو شاعر
کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا

ہوا کونسا روز روشن نہ کالا
کب افسانۂ زلف شبگوں نہ نکلا

پہونچیا اُسے مصرع تازہ تر
قدر بار سا سرو موزون نہ نکلا

رہا سالہا سال جنگل میں آتش
مرے سامنے بید مجنوں نہ نکلا

تیری کاکل میں پھنسا ہی دل جوان و پیر کا
سیکڑوں آزاد ہے پابند اک زنجیر کا

وصف چشم یار میں یارا نہیں تقریر کا
جائے خاموشی ہی عالم سرمہ کی تحریر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہیں گلے
نقش حبائے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

جانب چرخ قوس آہ ہوتی ہے روان
یہ کمان اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا

اسقدر بیتاب ہوں تیرے بغیر اے بحر حسن
پیرہن دنیا ہی دھوکہ دام ماہی گیر کا

دولت دنیا سے مستغنی طبیعت ہوگئی
خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا

باغ میں شب باش ہو کر لالہ رو جلوہ نما شمع
داغ بلبل کو ندے دکھلا کے منہ گلگیر کا

جو کہ لکھا خوب لکھا دست رس ہوتا کم
چو مقابل ہا تھا اپنے کاتب تقدیر کا

روز و شب پیش نظر چشم سیاہ یار ہے
کام لیتا ہوں تصور سے میں آہو گیر کا

عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے
سر نوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا

حیف کی جا ہی نہ ہووے نرم و چرب اسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقوں کے خون سے رہتی ہی بس وہ سرخ رو
دیدۂ مرغ جو ہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک رونوا ماندوں کو پہونچایا کیا
اے جرس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا

فکر قصر چرخ میں کیا موجزن ہوتے ہیں شک
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اُس پری رُو طفل کا دیوانہ ہوں آتش جسے
کھیل ہی اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا
منھ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی میر کا

رتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا

زندۂ جاوید ہیں قربانیان تیغ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہیں پھوٹنا نکسیر کا

مثل شانہ دسترس اُس زلف پر ہوئے اگر
دعوت اعمی کردن بھر کریالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنوں کیطرح سے وہ درخت
عشق بیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی اندا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

رخ بادصف سیہ کاری ہی رنگ رو مرا
سامنا ہوتا ہی کس کے عفو سے تقصیر کا

خط لکھوں گا یار سیم اندام کو میں اے قلم
روشنائی میں ہو دودہ روغن کیسیر کا

ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رُو
اپنا نعم البدل بھی نقش ہے تسخیر کا

نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول سے رنگین ہی پھلپڑا یہ تری شمشیر کا

غش کرینگے کودکان دہشت سے مجھ دیوانہ کے
حلق سمبل ہی ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

خوبیان رخ کی صباحت کا کرا شیریں دہن
قند کے کوزے سے جاری ہووے دریا شیر کا

رو سیہ دشمن کا یوں با پوش سے کیجئے نگار
جیسے سلیٹ کے سر سبز چم ہو شمشیر کا

دیسکا بوسہ نہ اک وہ برق وش خسرات حسن
مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا

حال سنبل بوی اُس سے کرنے ہیں بیان
(اڑا) جو کچھ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا

جارا برو میں ترے حیران ہیں سارے خوشنویس
کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا

نرمیِ ظاہر سمجھ لے سخت گیری کی دلیل
پنبہ بھی ہر شررِ مہر ہے آتش گیر کا

رُتبہ موسیٰ نماز بیگانہ نے دیا
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتوں کے اپنے دل میں داغ ہیں
اس رقم میں بھی ہے کیا اوراق تصویر کا

کشتۂ تیر نگہ پر تیغ ابرو بھی چلے
اے شکار انداز ہو چورنگ اس نخچیر کا (زخم)

رُوک سخت پردار قاتل کا سپر کی طرح سے
مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکے میں ہاتھ قاتل کی کمر میں ڈالئے
کھینچئے دامن سر میدان گریبان گیر کا

چاک ہوتا ہے کتان میرے گریباں کی طرح
یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاندی تصویر کا

(غزل)

قدِ صنم سا اگر آفریدہ ہوتا تھا
نہ سروِ باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کسقدر شانہ
ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا

نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامنِ یوسف
اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا
روانہ مُلکِ عدم کو جریدہ ہوتا تھا

مٹائے سے کوئی مٹتا ہے باطلوں کے حق
کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہوتا تھا

نجانتا تھا غضب تیغ نگہ کا تیرے دل
تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا

رُولا تا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست
بلند سر سے مرے آبِ دیدہ ہوتا تھا

گریز یار نے برباد کر دیا ہم کو
غبارِ راہِ غزال رمیدہ ہوتا تھا

نہ آئی دامنِ دامن میں تا بندائے آتش
درون دامنِ خاک آرمیدہ ہوتا تھا

دکھا یا آئینہ فکر نے جب صفائے آب و رخ کا
دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گل بن ہے نخلِ ماتم ہر ایک جُو ہے پر آب دیدہ
جو زخم گل میرے باغ کا ہے تو داغ ہے پیرہن کا

نظر جو آجائے بید مجنوں تو رو دوں مجنوں کی یاد میں خوں
جو بھولوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال بند ہجائے کوہکن کا

برہنہ آیا تھا بان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو
نہ بوئے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

پھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیا مشک سے گو یا
لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا

نگاہ اول مین چشم مستی کون یہ رنگ تغفل کرے دگرگون
وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوار دن کی انجمن کا

خراب مٹی ہو کسی کی کوئی نہ مرد و دوستان ہو
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہو وہی محبت مین عالم دل
وہ شمع فانوس کا ہے شعلہ یہ سوختہ نور پیرہن کا

جو نخچہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اس پر
غبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت اسکی
جو ہار پھولون کا اس نے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

بلبل گلون سے دیکھلے تجھ کو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

جبین برجبین نہ اے بت جبین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی
سن لیجو باؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچہ قاتل سے اپنا پاؤن
سر تڑپ کے چار قدم آگے دھر گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوئے پرویز کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دوچند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بنکے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا جو اس فقیر کے تکیہ سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل ناداں شریک روح
منزل مین رنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کہنہ کو
یہ جان لے کہ راستے مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقون کے نہ اٹھواؤ گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آکے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رُو وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نپوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم دیا کیا
شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا

کریمی مین تری شک ہو جسے وہ کافر ہی
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا

یہ دل لگانے مین مین نے مزا اُٹھایا ہی
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا

سہا جو نرگس فتان یار سے سُرمہ
تو مین نے چہرہ پر اُس کو یقین صاد کیا

ہماری آہ سے اے منکر و خدا رمانگو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت
وگرنہ دل نے ہمین کو نسا فساد کیا

کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہی
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا

حسد سے جل کے دبے پاؤن اُڑ گئے اغیار
ہمارے نالون نے جب کار برق دباد کیا

عوض یہی ہی زمانے مین راست بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا

یہی کہون گا خدا سے مین روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسہ سر کاسہ حباب ہوا

دل اپنا خون جو بے ساقی فرشراب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا خون سے
نہ سمجھے نصب کے چلنے کا پانی تراب ہوا

گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا

شکارگاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے مین طعمہ عقاب ہوا

بنایا جادہ رہ مجھکو خاکساری نے
پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا

ہمارا طالع خفتہ کہیں نہ پس جاوے
یہ سر بہ اس کے ہی بیدھب ہجوم خواب ہوا

کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

ملا نہ صورت دولاب غیر کوزۂ آب
ہزار چرخ چلے لاک انقلاب ہوا

دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ نہو
در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
رہروون کی موت ہی خس پوش ہونا چاہ کا

تل ٹھہانا ہے فلک منظور کس دل خواہ کا
برج میزان مین نہین بے وجہ آنا ماہ کا

بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھون مین اُس دلخواہ کا
رنگ رد کے اُڑنے مین عالم ہی گرد راہ کا

صفحۂ دل سے اٹھاؤن کس طرح نقش صنم
ملک مین ہوتا کسی کے گھر نہین اللہ کا

کم بضاعت سے خیال خام ہی کثرت کو فیض
احتفا کرتا نہین لشکر کو پانی چاہ کا

راہ ہستی مین ہی رخسار صنم سے رندی
تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تکیہ راہ کا

لاش بھی بسمل کی دینا مزا ہے قتل یار
طول ہی دینا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا

پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہین
پاے گل کشتی کو کر دیتا ہے پانی قاہ کا

چھوڑ کر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور
کب یقین لاتا ہی دانا دور کی افواہ کا

دل کو ابروے صنم کا شیفتہ کرتی ہی آنکھ
درس دیتا ہے معلم پہلے بسم اللہ کا

اے صنم بندہ نوازی ہے صفت اللہ کی
حیف ہی خالی پھرے سائل تری درگاہ کا

مائل معشوقہ خسرو نہ ہوا سے کوہکن
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے روباہ کا

جوش اشک آتشین کا باعث آہ سرد ہے
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا

نزع مین آیا نہ بالین پر مرے یار اس لئے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہون وہ ابتر طفل جس کو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہے گھر دندانسیری بازیگاہ کا

آسمان روے زمین ہے یا رماہ چاردہ
حلقۂ احباب گرد اُس کے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہن ہی چشمہ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہی چاہ خال اُس مین تو ہی چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہون مین اے آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہی اے یار خاک دوست و دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑ دین گے آیا جو دامن زیر پا

منکر روز قیامت ہین بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا شوخ ہی
نقش پا سے پھوٹتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ مستی مو ہوم ہین وہ چال چل
اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑون کانٹون کی گردن زیر پا

رہگذر مین دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آ جاوے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لئے
گوشہ زد ہوئے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اس قدر تو ناگوار اہے کوتاہین خلق کو
نقش سے رکھتے ہین مردم نعل آہن زیر پا

سر فروہان تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورت نقش قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
بزنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا

جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھے بدظن تھا
یقین خضر تھا جس پر مجھے وہ رہزن تھا

نباہ چشم رقیبان مین بد نگاہ ہوا
خطا ان غزالون کے اوپر بجائے جوشن تھا

خفا نہ ہو جو ہوئے گال نیلے بوسون سے
چمن مرا داس مری جان غیر سوسن تھا

کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بدیکھ بس اے دست
جو شیخ کعبہ مین تو دیر مین برہمن تھا

ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق اڑتی تھی
اسے کدورت خاطر غبار دامن تھا

زبس تھے اس کے صغیر و کبیر دیوانے
جوان کو بڑیان لڑکون کو ملوق کردن تھا

ہزار جان تصدق ہر زخم کاری پر
دعائے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

دل و جگر ہوئے قوت فراق یار آخر
برائے شحنۂ حاکم ہمارا خصم من تھا

نہ کھایا من نے کڑے پر ہے زخم تیغ کرم
مین اپنے جوہر ذاتی سے غرق آہن تھا

یقین مرگ جو عشق تباں مین تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ دفن تھا

تن سے بار سر آمادۂ سودا اترا
شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اترا

حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ
ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلےٰ اترا

اسقدر اپنے یم اشک نے کی موجزنی
آخر کار نظر سے مرے دریا اترا

کسطرح مرلے نہ کچھ پر فلک چارم سے
تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
جل کے جن مجھسے نہ اے آتش سودا اترا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اترا

چشمہ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی
روتے روتے جو مرا عشق کا دریا اترا

درد سر مین جو ہوا وان تو بدن پان ٹوٹا
تپ چڑھی مجھکو اگر یار کا جبہ اترا

ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا
چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اترا

کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ بت
بیستر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اترا

باع سے بادہ ہاری کی ہے آمد آمد
طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اترا

دہن یار کا رہتا ہے تصور اس مین
شیشہ دل مین پری بنکے ہے عنقا اترا

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیریں
من و سلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا اب تک
خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اترا

جب کے رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا
اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا

یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا
شک ہے اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بت خانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھر رہے گبر و مسلمان مین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر
بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اوڑھی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آدھی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا بڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھکے خط اور بھی مایوس ہوے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اُس سے
تو نے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات مین کیا

دل شہید رہ دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

برق بے نور ہے اُس رخ کی چمک کے آگے
عالم نور کا انسان نہ ہوا تھا سو ہوا

رونے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل شرمندہ
غنچہ ساں سر بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

مین نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کر دامن
سر جلاد پہ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہو گیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اُس کا
بیگنہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا

عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا
شبنم باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا

قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے
خون ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

یار کے روے کتابی کی کرون کیا تعریف
بعد قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا

آنسو آنکھون سے نکلتا ہی سو چنگاری ہے
پردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا

آتش عشق سے ہے داغ سراپا میرا
آدمی سرو چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا

گرد رہ بن کے ہوا صندل پیشانی یار
ذرہ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا

پیر دن ہی مصرع سودا ہے رُلاتا آتش
تجھے اے دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا

آگ پر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا
خاک پر وقت خرام اُس کا جو دامان لوٹا

دل کو از بسکہ جو لاگ ابروے خمدار سے تھی
دم شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا

حق بجانب ہے جو موسیٰ کو نہ ہوتا جمال
تجھکو تا دیدہ دل گبر و مسلمان لوٹا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دلمیں سمجھ
پاؤن پر آکے مرے حاجبِ زندان لوٹا

مرغِ بسمل کی طرح تڑپے ہزاروں دل اور
ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گلِ خندان لوٹا

مین نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر
دونون ہاتھون سے جگر تھام کے درمان لوٹا

خیال آیا جو عشقِ زلف مین دلکی تباہی کا
بندھا فکر رسا سے ایک قلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے
شکار اکثر کیا ہے باز نے طاؤس ماہی کا

سمندر چشم تر با دمخالف آہ و نالہ ہے
یقین ہے کوئی دم مین کشتی تنکی تباہی کا

شب ہجران مین جو دم تھا وہ گویا واپسین دم تھا
گمان تھا شام سے مجھپر چراغ صبح گاہی کا

لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا

سر شست کا عالم مین ہر اک مو مین پاتا ہون
تری زلفون کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا

کرون تحریر گر مین اپنے رنگ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جائے طلائی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے
ارادہ کون سے در پر کرون مین دادخواہی کا

غنیمت جان اے دل جنبش ابروے قاتل کو
بڑی معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہین کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھاتا ہے
نہ ہونا خوف ہے ظل ہمائے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی
گلا روز ازل سے کیون کٹاتا ہے ماہی کا

جنون کا لطف اٹھا صحرا کو چل زندان سے دیوانے
نہین کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا

فرشتون سے لحد مین گفتگو یان کون کرتا ہے
شہادت نامہ پڑھ لین چار مومن گواہی کا

مرکب ہے یہ ستر اجزا خطا سے اور نسیان سے
خیال خام ہے انسان کو دعوی بیگناہی کا

تبان سنگدل کی صورت آتش کاٹے کھاتی ہے
ارادہ کنج عزلت مین ہے اب یاد الٰہی کا

کشتہ اے یار ہون مین تیری جفاکاری کا
نقش ہے دل مین ترے میری وفاداری کا

کون دارفتہ نہین تیرے طرحداری کا
حوصلہ سب کو ہی یوسف سی خریداری کا

تار اس زلف معنبر کا نہ توڑا اے شانے
سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا

لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ ہی قتیل
سامری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا

نخل امید کو پہونچے نہ کہین اس سے گزند
کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا

رخ پر اس زلف کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین
چاندنی سے ہی بڑا مرتبہ اندھیاری کا

آنکھ کیونکر مین رخ یار سے پھیرون ناصح
کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا

سبزہ زنگون سے بہت تنگ ہون تبلا موتے
مجھکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا

دل مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اس کے
بوا لہوس حوصلہ بھر کر نہ سکین یاری کا

اس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت
مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا
برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

ننگ ہمکا اسقدر اس قاتل احباب کا
سند آخر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا

روئے خرگان ہی بجا اس طاق ابرو کی طرف
چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا
پانی بھی مین نے نہ پایا خانہ قصاب کا

فرصت اکدم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جبتی بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہل قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن ان ہونٹون کی سستی دیکھکر نیلی ہوئی
رنگ چھپکا فندق پانے کیا عناب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلایا نہین
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامہ تن ہوگیا راہ عدم مین نذر گور
بوجھ اٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لئے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا مین نے جاکر گور مین
ڈونیا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر مارا قدم
دور کوسون رہگیا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح
کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب رخ جانان ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا

نہ رولا مجھکو تو اے دوری کوئے مقصود
راہ مین ظلم مسافر کو ہے باران ہونا

عشق نے حال کیا مردۂ بے وارث کا
مرے اوپر ہے یقین قبضۂ سلطان ہونا

آفت جان ہوئی اس روئے کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا

داغ چیچک کے ہین زیبا ذقن یار کے گرد
لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا

بے طرح مجھکو رلاتا ہے غم دوری یار
ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا

آتش اس رشک پری سے تجھے اللہ ملائے
تا بجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا

عشق مین ممکن نہین ہونا بخیر انجام کا
بدمزا کرتا ہے منھ لگنا کباب خام کا

سر اٹھا بالین سے بے خورشید محشر کب مرا
اے خروس صبح حاصل شور بے ہنگام کا

زلف نے شانے کو پہونچا یا رخ محبوب تک
زینہ رکھنا قہر ہے بیرون خانہ بام کا

ایک حاشل در غلطان کہین ٹھہرا نہ پاوین
اختر اقبال ہون مین گردش ایام کا

دل کو الجھایا گرہ پڑنے سے زلف یار مین
دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا

گوشہ گیری سے ہر معدومی مجھے مقصود دل
ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا

ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفونکی ہے
گریۂ مینا ہے باعث خندہائے جام کا

نشۂ مے سے ہوا مبہوش مین برگشتہ وقت
تر دماغی نے خلل پیدا کیا ارام کا

شبہ ہے مدعی رو سیہ مین آفتاب
مجھ مین اور اس مین ہے فرق اے بارخ شاہ کا

بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست
سکہ لگنا غیر ممکن ہے طلائے خام کا

چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا
واقعی کرتا ہے تر دامن چھلکنا جام کا

عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا ہے
دل ہے پروانہ الٰہی کس چراغ بام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار مین
ماہی بے آب کو تا چند صد سرسام کا

مر گیا مون جستجوئے کعبۂ مقصود مین
ہے کفن پیرہن عالم جامۂ احرام کا

جان جاوے پر رضائے دوست سے آتش نہ پھیر
ہے محل بندے کو مولے پر نہین الزام کا

کشتۂ اک عالم ہے چشم فتنہ خود کام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

اے تپ غم گور مین لے چل جوانی مین مجھے
دوپہر ہو موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہو گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری
نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوؤن نے کر دیا وہ چند حسن روئے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا

عرصۂ روئے زمین ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا کتم عدم سے برہنہ
پر وہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہے مثل ماہی بے آب سیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹنا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانیکو مرا دل دوڑا
سر کھجانے مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہے
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

نہ ہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات
پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا — تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا
دشت پرخار مین تا چند رہون سرگردان — بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دوڑا
رونق بزم تجھے کہتے ترے لینے کو — تا در خانہ ہر اک صاحب محفل دوڑا
بے خبرو کو کیا یون صف مژگان نے خراب — دوڑ جیسے کسی دوپہ کوئی عامل دوڑا
منزل عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم — بنکے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا

ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا
کشت پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا — جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا
آفتین ڈھاتی ہے وہ نرگس فتان کیا کیا — داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا
پھر کسی میرے گلے پر نہ چھری ہے ظالم — ورنہ گردون سے ہوے کار نمایان کیا کیا
حسن مین پہلوے خورشید مگر دابے گا — دور کھنچتا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا
روے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعوی — سامنے ہوکے ہوا آئینہ حیران کیا کیا
آنکھین گیسو کے تصور مین رہا کرتی ہین بند — لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا
گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام — میری تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا
چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا — میرے اللہ نے مجھ پر کیے احسان کیا کیا
دوست نے جب نہ دم ذبح سرکایا چھوڑا — میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے پشیمان کیا کیا
گردش نرگس فتان نے تو دیوانہ کیا — دیکھو بھنکو اے کنوئین چاہ زنخدان کیا کیا
جلگیا آگ مین آپ اپنے من مانند خیار — پیسے رہ گئے دانت ارہ دسوہان کیا کیا
کچھ کہے کوئی مین منھ دیکھکے رہ جاتا ہون — کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلوے خالی بے یار — یاد آوے گی مجھے فصل زمستان کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہین سب دو مسلمان کیا کیا

چشم یاران مین مرے بعد نہ خوناب آوے — یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب آوے

شرط ہی رتبۂ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اترا

ہو گیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ کے اگر دستۂ قصاب اترا

روز روشن شب تاریک ہوا آنکھو نمین
بام پر سے جو وہ خورشید جہان تاب اترا

عشق اس چاہ زنخدان کا ہوا جسدن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اترا

قتل ستی مین کیا دوست جو مجھ سا اس نے
دشمن جان سے مری نشۂ احباب اترا

سامنا رو ئے سنور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ ہے کچھ اے شب مہتاب اترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اترا

آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہی قائم یہی سیماب اترا

بوسۂ لب کا مزا لے کے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہے جب شربت عناب اترا

برق وش دیکھکے گیسوئے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
یاد بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اترا

اک جا کہین مین مثل رگ ریگ روان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا

اللہ رے جذب الفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا

اے زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
میخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا

اے چرخ بے مروت بل بے فلک اجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اک مہمان نہ ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق اے باد صرصر اس کو
بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہی خاک پر کی سنہ زوری اسنے آتش
پہر دن سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

فرد دن ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
درخت بار دار مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

بجا یا والہی مین ہے شب بیداری زاہد
یقین ہے نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا

نہ تھی ہزار ہو ہم سے نہ ہم ہزار ہون تم سے
محبت کا مزا کیا ہے جب آپا درمیان کھٹکا

زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا

در و دیوار کو دیکھا جو دزدیدہ نگاہون سے
مری آنکھون سے اُسکو مین نہایت پاسبان کھٹکا

بدی کس روز اُس گلرو نے شرط دوستی مجھسے
سنو نرگس کی آنکھون مین دشمن کے مین کانٹا سا کہان کھٹکا

ہے انسان شب بیدار دنیا کے خوانے مین
مسافر کو ہے اس ویران سرا کے درمیان کھٹکا

خدا حامی ہے اپنے بندۂ عاجز کا مشکل مین
نہ دان کھٹکا ہے کچھ ہمکو نہ کچھ ہمکو ہے یان کھٹکا

نعل مین لے کے یوسف کو اکیلا دینے گذرے مین
قدم رکھتے ہوئے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی بھی کی ہے کبھی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان دہن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو بزرخ در و کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دے گا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہر لقا یار کے لب سے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس سنے بدن دکھلایا

دل کو ان آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی چاہے گا تو اس سے یہ چھٹے گی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دِکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکایا تھا یہ کیا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

میرا جگر جلائے سے کیا ہاتھ آئے گا
اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا

مفت آسمان پھنکے جو مرے دود آہ سے
کیا کیا نہ غار دل سے نہ غار زمین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری شاک آتشین
مشعل کسیطرح سے تو مری آستین جلا

کیا کیا پری اُتاری ہین شیشے مین آہ نے
حسن کو سنا فتیلہ سے اپنے نہین جلا

دنیا مین ہمسا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شاتہ بین جلا

لیلےٰ کے زلف سا ہے دھوان کچھ بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روئے صبیح یار کا دھوکہ نہ دل کو دے
وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا

کس لعل آتشین کا ہے دل اپنا شگفتہ
جس پر ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا

آہ شرر فشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھلا تہ جسم پر
نا یاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نمود سے اگر دلمین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا
گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا

ہزار بوسے ہر اک لب کے گنگے لونگا مین
جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا

خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھو مین
مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا

جرس کیطرح سے نالے کرینگے بلبل باغ
اگر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا

ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
سفید رنگ رخ یاسمن نظر آیا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان رنگارنگ
شمس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

کریگی برق عمبال اسکی بند آنکھون کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

اُڑھائی چادر آب اسکو مین نے رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالہ پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم
رُولائیگا جو وہ چاہِ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پر نور کا
چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

مین وہ سکیش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر
آب ہوجاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینے ہوتے ہین گل کھاتے ہین عاشق ترے
گرم بازار اذنون ہے مرہم کافور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اُجھا جھاڑ کب بلور کا

آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہے عبث
ٹھہرنا اچھا نہین حب ہو ارادہ دور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون یاد آتا ہی جب
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا

تشنۂ خون ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بے مقدور کا

ہو نہ اُس بیلے وحشی کا دل دیوانہ محو
سبد مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

کس کے داغ دل سے محشر مین ملایا جائیگا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خلعت نور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کار ہے
بار لاتا ہے تلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن
دخل ہمارا اسمین ہونے دخل ہے مزدور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیے،
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

عہد پیری مین کرون کیونکر مین ترک جام مے
دفع کرتی ہے قسیحی درد سر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہے آتش رشک جیم
یان سفیدی پر سیاہی سے ہے عالم نور کا

دھیان رہنا شرط ہے اس دلبر مغرور کا
فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

منھ نہیں دیکھا ہمارے سینے کے ناسور کا
رنگ اڑ جائے گا رو مے مرہم کافور کا

نرم ہو کچھ تو دل سخت اس بت مغرور کا
کہتے ہیں فریاد رس اللہ ہے مجبور کا

بوسہ لب میں دو چار تیر مژگان دل ہوا
تیش کھلوایا طمع نے شہد کے زنبور کا

درد زخم فرقت اتنا خون رلاتا ہے مجھے
رو دن دیوار نہاتے ہیں منھ ناسور کا

سامنے اپنے تصور سے سمجھتا ہوں مجھے
دور میں نزدیک دکھلاتی ہے انسان دور کا

حوصلہ دل کو ہوا جو درد سر کا عشق کے
آنکھوں نے پیدا کیا انسان حسن حور کا

محفل عشرت میں خستہ خاطروں کو جا نہیں
تاک میں خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

رنج اٹھا دے گو رقیب بیدل محروم ہے
نعمتوں میں خوان کے حصہ نہیں مزدور کا

کون سے دن سیکڑوں عاشق ترے مرتے نہیں
مشک سے سودا گراں ہے آج کل کافور کا

بادہ کا دھوکہ دیا اس میں پینے نے مجھے
ناف ساقی پر ہوا شک ساغر بلور کا

حق تلف حقدار کا مودے نہ دو زنہار میں
چاندنی میں رزق ہوتا ہے عسل زنبور کا

فی سبیل اللہ مے ساقی نے کی ہے خیر خم
دست سائل میں پیالہ چاہیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نکر انکار یار
شام کو ملتا ہے روز نیہ ہر اک مزدور کا

سیر سے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یار بکا نور کا

یار کے دل میں کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ میں میری ہے عالم گردن مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم میں چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجئے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہیں ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہے فلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اڑ کے آتش سے کہاں مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اس دلبر کا
بہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم ستانہ کی گردش میں تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اُس لبِ رنگین کے اظہار سے لگی
پھول سے صدمہ ہو پہنچا ہے کلیجے سنگِ خار کا

جوشِ وحشت ہے پئے قطع تعلق مقراض
سگِ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلبِ ماہیت اربابِ صفا کھوتی ہے قدر
عدم آب سے ارزاں ہو بہا گوہر کا

عاشقوں سے طلبِ بوسہ کہاں جاتی ہے
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفتِ جان ہو فرومایہ کو طاقت ہوتا
چوب کو نیر کی ملتا ہے قیامت پر کا

چرخ گے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دُود مرے بجر کا

نالہ عاشقِ دل سوختہ ہے آفتِ جان
بھڑکے خوب آگ جہاں ڈھیر ہے خاکستر کا

دشمنِ ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہدِ طفلی ہی سے ہے مشقِ تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوبِ تر کا

خالِ رُخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
نوجِ چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

کیا اثر ہو مری آہوں سے بتوں کے دل میں
صدمہ کھینچے نہ رگِ سنگ کبھی نشتر کا

آخر کار کیا ہے اُسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے بے کوثر کا

جانبدے آتش اگر اہلِ جہاں تجھ سے پھرے
مرد پیچھا نہ کریں بھاگے ہوئے لشکر کا

وہ نازنیں یہ نزاکت میں کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولوں کی بدھی تو دردِ شانہ ہوا

شہیدِ ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا،
اُڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شبِ وصل اُسکے اعضا گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

نہ زلفِ یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی،
ہر ایک بال میں کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تو نگہ دن کو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گنہگار میں محراب تیغ کے ساجد
جھکایا سر تو ادا فرضِ نیچگانہ ہوا

غرورِ عشق زیادہ غرورِ حسن سے ہے
اُدھر تو آنکھ بھری دم اِدھر روانہ ہوا

دکھادے زاہدِ مغرور کو بھی اے صنم آنکھ
جمالِ حور کا حاصل سوا فسانہ ہوا

بھرا ہے شیشۂ دل کو مے محبت سے
خدا کا گھر تھا جہاں وان شراب خانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گرد راہ کہان خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار چین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے نہ چشم زخم بھی رکھ
کسی کا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپش دل نے آخر اس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے تیتا اگر کوئی کھڑکا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
من قفل بنکے کلید در خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی
چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہ ذقن مین مرا دل وحشی
کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو
یہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا

نہین ہے مثل صدف مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے منھ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے ٹوٹی بو ہمن آتی ہے تجھسے اے نسیم
ہاتھ منھدی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر مین لینے نہ پائے
آتے ہی یان تو سن عمر رواں پر زین ہوا

مر گیا سنتے ہی اسکے نالۂ مرغ سحر
وصل کی شب میرے حق مین سورۂ یٰسین ہوا

بل بے بے تاثیر کر دیتا لب تیشہ کو نبد
خون ہی ہونا ترا اے کوہکن شیرین ہوا

عاشقون کے مرغ دل کے خون ناحق کے لئے
پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا

روزِ اوّل سے دلِ بیتاب میرے ساتھ ہی
صورتِ سیماب میں پیدا ہی بے تسکین ہوا

خردمند انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو
شورِ دریا سے ہے بہتر چشمۂ جب شیرین ہوا

ناز کیا کیا کچھ کیے اُس پادشاہِ حُسن نے
عاشقوں کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطر ساز آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبر سارا وہ گیسو خال مشکِ چین ہوا

تول دیکھا ہنسنے میزان خرد میں بارہا
کوہ سے اے نازنیں بھاری ترا تمکین ہوا

آسمان تک اُڑ کے پہونچے تھے ہمارے شیشۂ
کہکشاں اک نصف اک نصف اُن میں سے پرِ زرین ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد میں نہیں کل بہر فرش
خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحبِ قالین ہوا

منہ دکھا اتوار سے اللہ رے تسکینِ جاں
دل کی بیتابی سے عاجز آتشِ مسکین ہوا

خوشی ہوتے ہیں نادان پہنکر کمخواب کا جوڑا
کفن ہے عاقبت اس عالمِ اسباب کا جوڑا

شعاعِ حسن سے پوشاک کا عالم دگرگوں ہے
تماشا کا ہے اُس فتنۂ احباب کا جوڑا

ہے کچھ قدر اسکی صاحبِ اکسیر کے آگے
مہوس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

شبِ فرقت ہوا غفا اللہی روزِ محشر تک
جدا ہووے نہ جھپک کی طرح سُرخاب کا جوڑا

پھٹے کپڑے گر یکجا اُس سے ہم بہتر سمجھتے ہیں
اگر اُترا ہوا ہو سے تنِ نواب کا جوڑا

سنو تم گر کوئی ان مطربِ بیجا سے کیا فرمے
سرِ مجلس اُتر واتے ہیں شیخ و شاب کا جوڑا

حنا کا رنگ بھی ہو بارِ حسنِ نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤں میں جراب کا جوڑا

شبِ فرقت میں کافر موں جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان غش نے آکے بھیجا خواب کا جوڑا

لگاؤں ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے آتش
ستاروں کا وہ پائے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا
پتلیوں کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردشِ چشم بھی اے نرگسِ شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنوں کھبے مری آنکھ جھپکنے کی نہیں
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

فلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ
لب دریا جو نہین قوت دریا دکھلا

چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی پھر اب اے شب یلدا دکھلا

یا عنبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب اے گردش چشم
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہے ولا منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی
روئے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا

دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کفک پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

آنکھون سے اُس پری کے دل ناتوان گرا
شیشہ ہمارے طاق سے اے آسمان گرا

چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھا دیا
سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا

منڈلا رہی ہین کیون یہ ہما چیل کی طرح
شاید دہان سگ سے مرا استخوان گرا

جلتا ہے کیا اکڑ کے ابھی سے دم خرام
سرکس کا تیرے پاؤن پر اے نوجوان گرا

گلچین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی
الزام رکھکے تو نہ مرا آشیان گرا

نکلی نہ جان زار فراق تبان مین بھی
کہسار سے لپٹ کے نہ مین ناتوان گرا

بجلی وہ کر خرمن مرغ چمن نبا
جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا

حسرت مین خواب وصل کی یہ بیخودی رہی
پیرون ہی مجھکو ہوش نہ آیا جہان گرا

دیکھا تھا کیون ان آنکھون نے آتش وہ نکاح
لے کر مجھے کنوئین مین دل خستہ جان گرا

منتظر تھا وہ تو حبت دجو مین یہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونیکی ہمین
حاصل اس آئینہ خانہ مین فقط نظارہ تھا

جب شب مہ مین چکور اڑتا ہے مرجاتے ہین ہم
تپیون کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا

کھول کر دل حبب میں رونا تھا فراق یار میں
چشم تر منبع تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا

سیل گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست
حوصلہ آبا نظر اک دانۂ گوہر تھا

ایک شب تو وصل جانان کی تواضع اے فلک
چار دن مہمان تیرے گھر میں بیچارہ تھا

روز و شب کے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

پیٹنا سر اپنے ماتم میں عزیز و یار کا
قلعۂ گنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا

عہد طفلی سے جنون عشق کامل ہے شفیق
شاخ نخل بید مجنوں سے مرا گہوارہ تھا

جان شیریں مزدجوے شیر میں تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالت دل کو بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف رخسار کے سپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنوں سے ہمیں
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا اے صنم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل میں جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن پر اپنے بار صد پنجارہ تھا

ٹوٹتا تھا اس میں بدخوئی سے میں مانند شک
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا

شان عشق اولیٰ ہے مجنوں دودمان عشق سے
ناخلف ناقابل و نالایق و ناکارہ تھا

اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا میں ہوئیں
مردم دنیا نمک تھے میں دل صد پارہ تھا

گل سے خوشرنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتش عشق نے بیخار چمن مجھکو دیا

عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا

زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
زخم نے بیئے بے زخم دہن مجھکو دیا

گردش چرخ نے غربت میں بھی پہونچایا رزق
جائے نان داغ عزیزان وطن مجھکو دیا

بوسہ لب نے ترے وصل کی شب اے محبوب
حاصل ملک بدخشان و یمن مجھکو دیا

زلف جاناں اضی ہے یا دل جگر مہرہ ہے
حسن نے سانپ اسے عشق نے من مجھکو دیا

جا کے اس عمکدہ سے یاد کروں گا میں بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا

میوہ خوروں میں ترے میں بھی ہوں اے نخل مراد
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

دے کے اک بوسہ خال لب شیریں اُس دست
تو نے سو ناقۂ آہو سے ختن مجھکو دیا

دم نکل جائے گا اُس زلف کے سودے میں مرا
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجھکو دیا

حُسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
ڈوب مرنے کے لئے چاہِ ذقن مجھکو دیا

تعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی اے آتش
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجھکو دیا

آئینہ رُخ کا دکھا مردم کو آنکھ اوپر اُٹھا
اسکہ جھلا بار اپنا نقش اسکندر اُٹھا

اسکہ دل جلتا تھا زیر خاک میری قبر سے
شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھواں اکثر اُٹھا

سامنے ہوتی نہیں اُس شمع رُو کے اپنی آنکھ
اے حیا محفل سے پروانہ کی خاکستر اُٹھا

یار نے مُنھ دیکھکر آئینہ توڑا وقتِ صبح
بدمزاج النسان ہوتا ہے جہاں سو کر اُٹھا

مثل عنقا نام تو مشہور عالم میں رہا
گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا بستر اُٹھا

اے دل دیوانہ صابر کو خدا رکھتا ہے دست
اُف نکر داغ حسینان بدی پیکر اُٹھا

اپنی آنکھوں میں رہی گو نازنیں ہے او صنم
نعل اُٹھا اب رزور بیدا کرکے یا گمدار اُٹھا

جبر کر بے اختیار دن پر نہ اے برق سمندر
سبزہ کی گور غریبان سے نہ تو چادر اُٹھا

ہو گیا دنیا ہی میں گردن کشی کا انتقام
پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اُٹھا

تشنۂ دیدار بھسا دوسرا کوئی نہیں
سب سے پہلے مجھکو اے ہنگامۂ محشر اُٹھا

دل میں قاتل کے مرے شوق شہادت کا ہے نقش
سر نگوں یا یا مجھے جب کھینچکر خنجر اُٹھا

چارپائی لے کے آئے یار ہنگامہ ہوا
کیا کہوں میں بیٹھکر اُس کوچہ سے کیونکر اُٹھا

صدمۂ رنج خمار آتش کہانتک کھینچئے
شیشہ و ساغر بر اے ساقی کوثر اُٹھا

میں نے عریاں تجھے اے رشک قمر دیکھ لیا
دیدۂ و دل کو جو تھا مدنظر دیکھ لیا

نزع میں یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشت دل گور غریبان کی طرف
ہمنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے
یار نے چیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

ذہن یار سے اِک شعر کسی دن نہ سُنا
ہنسے اُس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا
پھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے
آنکھ اُٹھا کر جو کبھی تو نے اِدھر دیکھ لیا

رو برو رہنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہیں ہے آسمان فریاد کا
شوق دید رُخ نے کھلوایا اُن آنکھوں کا زیب
اُلفت گل سا منا کرواتی ہے صیّاد کا
عرصہ محشر میں جاتے ہی جہنم میں پڑا
اور اُلٹے بان ارادہ تھا مجھے فریاد کا
دیکھکر مجھکو اکڑتے ہیں بہت بالا بلند
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا
قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز
حکم سلطان سے ہو خون ریزی عمل جلاد کا
مل نہیں چلتے ہیں کج طبعوں سے ہرگز راست باز
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا
زال دنیا تنگ کرتی ہو نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیوا کا کیا بدن فولاد کا
دوستی بنتی نظر آتی نہیں محبوب سے
نازبان اٹھتا نہیں دان شغل ہے بیداد کا
اسقدر ایذا نہیں دی ہے بتوں کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا
قامت موزوں سے قصد آگے نکل چلنے کا ہے
تاڑ سے نا بیں گے قد اک روز ہم شمشاد کا
دام میں لاکر کیا جب بن چھری اُسنے حلال
باغبان بھی ہوگیا عاشق مرے صیاد کا
ضبط جوش گریہ سے کرتا ہوں آنکھ نمین
گرد ہوں دشمن ہوں لیکن سیل کی بنیاد کا

یاد دور افتادگان ہو آتش اُس لب سے بعید
دھیان کب مولا کو آیا بندۂ آزاد کا

آشیانہ ہوگیا اپنا قفس فولاد کا
آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمیں صیاد کا
حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
روے گل بھولے جو مُنھ دیکھے مرے صیاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا میں خاک میں
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن میں
گلشن فردوس میں بھی دخل ہے صیاد کا
رہ گیا تسمہ جو گردن میں لگا تو رہ گیا
کھینچکر دامن میں کیا دل توڑنا جلاد کا

بارِ عشق اُنسے اُٹھایا اور سیلی کی نہ آہ
حوصلہ تو دیکھو مشتِ خاکِ بے بنیاد کا

سُرخیِ مہندی سے گنہگارون کے خونکا رنگ ہے
ہاتھ ملوانا ہمین منظور ہے جلاد کا

بے نوایانِ محبت پر گمان بد نہ کر
چار ابرو سے بھی یان دل صاف ہے آزاد کا

گردرہ سے گو سمجھتے ہین مجھے آدم ذلیل
آنکھون مین گھر ہے مری خاکسترِ بہزاد کا

قدکشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا

خاک مین ملوا دیا سر کڑے پن نے مجھے
شکر ہے کشتہ ہی ہونا خوب تھا فولاد کا

پھوڑنا سر کو ہوا محبت کمالِ عشق پر
تیشۂ فولاد سے جوہر کھلا فرہاد کا

اے پری رو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
شہر پر عالم ہے صحرائے جنون آباد کا

تبر پر شیرینی لے جاوے اگر انصاف ہو
سُنڈ چڑھا شاگرد ہووے کوہکن اُستاد کا

اب بھی اوبت آجو آتا ہے خدا کیواسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتشِ ناشاد کا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو کم نام ونامی کا
یہ لکھوا تا ہے خطِ مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے مثلِ کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو پرائے جوشِ جنون پہونچے
زبان خارِ صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

گیا کھو جان سے مین ہائے سوزِ غم پر فکر کرتا ہون
کبابِ دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا

کلوے نالہ کو کرتا ہون وقفِ تیغِ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبعِ گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسیٰ کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جانِ شیرین کو
مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے پارے حسن کا شاید کہ کھیلے گا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا

بسر ہو جائے گی مل کے سایہ مین فقیر دنیکی
مبارک اہلِ دولت کو ہو لنگر ہ تمامی کا

ابھی سیفِ زبان سے لون مین کا رزد انتظار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا
بھیک کا کاسہ اُسے دستِ دعا ہو جائیگا

تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائے گا

حالت اُسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائے گا

پیس ڈالا دل کو خالِ عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائے گا

کیمیا ہے مہربانی صاحبِ تاثیر کی
اِس کیا پارس سے جب آہن طلا ہو جائے گا

بحرِ غم سے پار اُتارے گی ہمین کشتی مے
بادبان ابر اور ساقی نا خدا ہو جائے گا

خونِ مسلمانون کے کرتے ہو سہت ملکر اُسے
دل سے کافر کے یہ رنگِ حنا ہو جائے گا

میکشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
نشہ مین اُس کے ہمارا مدعا ہو جائے گا

عیبِ عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے
اطلس مغفت آسمان صرفِ قبا ہو جائے گا

ضد دلاتا ہے عبث آنکھین چھپا کر مجھکو یار
سوزِ دل سے جسمِ خاکی توتیا ہو جائے گا

اسقدر نازان نہ ہو اے شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو سیکھی تو کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس ہین صورت انسان پیدا

سحر وصل کریگی شبِ ہجران پیدا
صلب کافر سے ہوتا ہے مسلمان پیدا

دل کے آئینہ مین کر جوہرِ پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا

خارِ دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گُل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دستِ نگارین سے ہمین کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

نشۂ مے مین کھلی دشمنی دوست مجھے
آب انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا

باغِ سنسان نکر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہین مرغِ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

رہ کے آنکھون سے نکالون مین نگارِ دل کو
کر چکے ابرِ مژہ بھی کہین باران پیدا

نغمہ زن کنجِ شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آب آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

نقش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے سخن مین ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا

خوف ناخنی مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورت انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا

بیچا بون کا مگر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہوتے خزان جسکی بہار
کون سے دنت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اس کے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل دان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا

کوے جانان مین بھی اب اسکا پتہ ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بہر روشنی شہر مصر
دیدہ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

نشہ ہی مین یا الٰہی سیکشون کو موت دے
کیا گھر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
درد دل پیدا ہوا اور دجگر جاتا رہا

حسن کھو کر آشنا سے ہوا وہ نونہال
پھونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب شب شیراتری کسدن درد سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین بس الفت اسقدر جاتا رہا

فریب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
خدائی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہوجرہ سنبلا اسقدر زخم شہیدان کا
ترچھی تلوار کا منھ کچھ نہ کچھ اے تیغزن بگڑا

تکلف کیا جو کھوئی جان تیرین چھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خنجر سے ہوتا کوہکن بگڑا

کسی چشم سیہ کا جب ہوا بابت مین دیوانہ
تو مجھ سے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا

اثر اکسیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے
جذامی خاک رہ مل کر بنا تے ہی بدن بگڑا

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکریں کھائین
چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا حلین بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہے میوے کی قسم مجھسے
لگا یا داغ خط نے آنکر سیب ذقن بگڑا

رخ سادہ مین اُس شوخ کا نقش عداوت ہو
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

جو بد خو فعل اشک اے چشم تر مین دیکھنا اکدن
گھروندے کی طرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا

صف مژگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ
شہیدون کے ہوئے سالار جب ہے تمن بگڑا

کسیکی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین لڑتا ہون
سنبھا گل کی طرح غنچہ جہان اس کا دہن بگڑا

کمال دوستی اندیشۂ دشمن نہین رکھتا
کسی بھونرے سے کسدن کوئی ماریا شن بگڑا

رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو پھلنے سے
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا

رگڑا دامین یہ مجھسے ایڑیان غربت مین وحشت نے
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا

کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نے
الٰہی خیر کیجو نیل رخسار چمن بگڑا

ارادہ میرے کھانیکا نہ اے زاغ و زغن کیجو
رہ کشتہ ہون جیسے سونگھے سے کشتون کا بدن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا نا سور تو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تو نکو تھا نبی تھی جبتک اُس محبوب عالم سے
مین مفلس ہوگیا جس روز سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان صاحب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

مناجات کیفیت سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو ہے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گاہے گہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلوت ہو اس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ایذا جو ہو اس خال و گیسو سے تعجب ہو
وہ اژدہا بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اس پر جو شفق پھولی
ہمدوش کبود چرخ اس ترک کا مرکب تھا

اس قد کشیدہ کی جو شرح کردن کم ہے
اک مصرع موزون میں سو بیت کا مطلب تھا

موقع تھا یہی قاتل لیکن جو کیا تو نے
اولیٰ تھا یہی میرے حق میں یہی انسب تھا

پہلو میں ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی انکھو میں جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اسے مارا
میں اور رقیب آتش یکجان و دو قالب تھا

بچہ ٹے گا چھڑا کر اس کو اے قاتل نہ لڑکا
وفاداروں کے خون کا داغ کیا دھبا ہے کچھو کا

شراب لالہ گوں سے ساقیا جام صبوحی بھر
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا

زوال حسن ہے عاشق کنارہ کرتے جاتے ہیں
بہار باغ ہوتی ہے خزاں موسم ہے پت جھڑ کا

عجب محبوب با شوکت ہے اے باد بہاری تو
صدائے خندۂ گل ہے سواری کا ترے کڑکا

جو چاہے سینۂ روشن تو سوز عشق پیدا کر
شعاع مہر ہر اک تار ہے شمع کے گودڑ کا

زلیخا کو دکھا اے آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہے جس کا پری پیکر ہے وہ لڑکا

بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم ہے شاعروں کا یا کوئی ہے رہرو بیہڑ کا

سبک سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
اگر کی ہو دھواں دنیا ہے اس قلیانکے گگڑ کا

روا رکھ کلفت ایام میں بھی قدر نیکوں کی
پھٹے کپڑوں میں بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا

خزاں کے جور سے ایمن بہار فکر رنگین ہے
چمن کا اپنے صرصر سے کبھی تپا نہیں کھڑکا

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا

دکھا نیکو نہ زور اپنا اکھیڑیں خاک کے تیلے
ترے جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیڑ کی جڑ کا

چھپے ہیں حلقہ گیسو جو اس رخسار روشن پر
بنفشہ میں ظلمت شب نے لیا ہے نور کا تڑکا

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
جوانو میں جوان بڈھو میں بڈھا لڑکو میں لڑکا

نگاہ خشمگیں آگے کہاں تھی دل جلانے کو
سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑکا

دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
قفس کی تیلیاں ٹوٹیں گی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے نیل فلک رفعت سے تھا وہ لبکہ دلجمہ — تمکیت خانۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا
لئے رہتا ہے زر مٹھی مین میرے مول لینے کو — وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا مجھیر ہے دم پھڑکا
ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے — وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہو آتش کی غزل مخدوب کی ٹھوکا

ہو جب سے دست یار مین ساغر شراب کا — کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا
صیاد دے تسلی بلبل کے واسطے — کنج قفس مین حوض بھرا ہو گلاب کا
دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں — حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا
جو سطر ہے وہ گیسوے حور بہشت ہے — خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا
نو آسمان ہین صفحۂ اول کے نو لغت — کونین اک ورق ہو ہماری کتاب کا
اے موج بے لحاظ سمجھکر مٹایو — دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا
بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ — منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا
اک ترک شہسوار کی دلجوئی فرض ہے — زنجیر مین ہمارے ہو لوہا رکاب کا
حسن و جمال سے ہے زمانے مین روشنی — شب ماہتاب کی ہو تو روز آفتاب کا
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال — روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا — موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے — دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا
الفت جو زلف سے ہو دل داغدار کو — طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا
معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ ذقن — مضمون ملگیا مجھے چاہ گلاب کا
یا تا ہون ناف کا کمر یار مین مقام — ہے نیمچہ مگر عدم مین ہو گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھون گا ماہ سے
یہ داغ ہو دیا ہوا کس آفتاب کا

کہتے ہین عطر جس کو یہ ہو موم گلاب کا — اے ترک درد ہے تری جھوٹی شراب کا

خط دیجیو پھیے یار کے ہاتھون مین نامہ بر — پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا
دیکھا ہو تونے سامنے رکھکر جو آئینہ — آئینہ برج بنگیا ہے آفتاب کا
کیا کیا ترارے تو سن جلاد نے کئے — بوسہ لیا جو مین نے ترا پکر رکاب کا
مشق خرام مین عرق افشان ہے روے یار — چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا
ساقی کی دور کھینچے سے رکتا ہو دم مرا — انگور سے خوش آتا ہو کھینچنا شراب کا
حرص دہوا کو سینہ مین غافل جگہ ندے — مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا
خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی — باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا
دربت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل — محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا
کرتے ہین سجدہ اسکی طرف کیا بھلے لوگ — کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا
رویا کا حال یار کے آگے کہون گا مین — یوسف کے مُنہ سے لطف ہو تعبیر خواب کا
دریا مین ڈال دو مرے مردیکو دوستو — آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا
غنچے کا عقد اس کو بھیجو نہ اے صبا — ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا
اڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے تار — کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی اے شہسوار ہے
اسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

ہاتھون مین یار کے ہین ساغر شراب کا — دست مسیح مین ہو قدح آفتاب کا
آنکھون مین تیرے چاہنے والونکے داغ ہو — شبنم پسند ہو دیگا حسن آفتاب کا
دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست — اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا
اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین — رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا
چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر — وا سبتہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا
بے معنی شعر مین نے کسی کا اگر سُنا — اُسیر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا
اُس ترک تک ہو پہنچنے کی تدبیر ہو یہی — تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا
پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر — شمعون کو عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
چھٹتا ہے بازوؤن سے ہر اک عقاب کا

مدسے نکل چلا ہے بہت سرمہ پوچھیے
لگتا ہے داغ موے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہے کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لئے اترا جو وہ صنم
ماہوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال چار دن
دیکھون گا روز حشر مین کاغذ حساب کا

بیخود ہو سکے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تجھ سے یا علیؑ
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

اُن انکھڑیون مین اگر نشہ شراب آیا
سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا

مین موج ہون لب ساحل ہین آسمان پر ہے
کبھی جو جوش مین دریاے اضطراب آیا

اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا

کسر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح
ملا نہ دانہ جو مجھکو میسّر آب آیا

صداے رعد سے ظاہر ہے برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

شب فراق مین کار محال مجھسے ہوا
اُڑی یہ نیند مری قدسیونکو خواب آیا

کسی کی محرم آب روانکی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہمیشہ بلبل و قمری سے کنج نالہ رہی
کسی کمان سے چھٹا تیر مین جواب آیا

شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

بلاذہین و ذکی ہو وہ طفل ابجد خوان
گیا جو سامنے ملا سر حساب آیا

جو علم چاہے تو ہو اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا

وہ کوہ اُس بت سیمین کا کوہ نکلین ہے
ہزار سینے پکارا نہ کچھ جواب آیا

گمانِ سانی پہ صیاد کا ہوا مجھکو
حضورِ یار ہوئے کر لبِ شتاب آیا

چکورِ حُسن سہ چارہ دہ کو بھُول گیا
مرا دہ پر جو ترا عالمِ شباب آیا

اصولِ دین جو سنے گوشِ زبان نے کہا
مجھے سوالِ نکیرین کا جواب آیا

ہماری قبر سے آوے گی یہ صدا تا حشر
یہ مردہ آیا کہ مجھپر کوئی عذاب آیا

گلال مل کے ڈرا مین رُخِ منور پر
یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا

مقامِ رشک ہو الفت مین طالعِ طاؤس
جمین مین قلۂ کہسار سے سحاب آیا

عدم سے ہستی مین جا کر ہی کھو گیا مین
ہزار دن حسرتِ زندہ کو گاڑ داب آیا

محبتِ مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسمِ خضاب آیا

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہو گا
مشعلِ راہِ عدم داغِ عزیزان ہو گا

گیسوؤن سا نہ کوئی رہزنِ ایمان ہو گا
خالِ ہندو سے ترے خونِ مسلمان ہو گا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ مین خنداں ہو گا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشہ دامان ہو گا

عود کرنے کی نہین رُوح نکلکر تن سے
پھر نہ آباد یہ گھر ہو گا جو ویران ہو گا

نالۂ بلبلِ شیدا مین اگر ہے تاثیر
دستِ صیاد مین گلچین کا گریبان ہو گا

بوئے مے رکھتی ہے اس نکتہ مین کیفیت یا
محتسب توڑ کے تسبیح کو پیمان ہو گا

تیری فریاد کا محتاج مین واماندہ نہین
اے جرس میرے لئے قافلہ نالان ہو گا

سایہ مین اس کے مری گور کھلیگی اکدن
ای پری رُو تری دیوار کا احسان ہو گا

آتشِ عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہون جو سوزِ چراغان ہو گا

خط کا آغاز قیامت ہے رخِ رنگین پر
خارِ گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہو گا

دستِ گستاخ مین قزاق کا یا مون سپہر
ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریان ہو گا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
نہ گدا مجھسا نہ کوئی سلطان ہو گا

بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا
زلفِ خوبان کا بہت حال پریشان ہو گا

بے نیازی سے فریب اے بت عیار نہ دے
ہم نہ مانیں گے خدا صورت انسان ہو کر گا

اس کے عاشق ہیں زلیخا و زلیخا کے خلیل
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریاں ہوگا

ہنگام نزع محو ہوں تیرے خیال کا
مشتاق ہوں فرشتہ صاحب جمال کا

پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہے چھال کا
ملتا نہیں چمن میں مزاج اک نہال کا

آلودہ بیگنا ہوں کے خون سے ہے تیغ چرخ
ماہ نو کو گمان ہے شفق میں ہلال کا

شانہ نہیں گے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلے گا گیسوؤں کے بان بال کا

مہنی سہیل مشتری و زہرہ گوش ہیں
قطب شمال حسن ہے تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہے دنیا فریب میں
کیا کیا جوان مرد ہے اس پیرزال کا

لاتی ہے وان قضا و قدر مرغ روح کو
پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا

امرد پرست ہو تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہے یاں خردسال کا

اکدم میں جا ملوں گا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہے زمانۂ ماضی سے حال کا

سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہے آشکار
وہ جسم نازنیں ہے عبیر و گلال کا

اے دل قضا نہ آئے ادھر ٹکٹکی نہ باندھ
گولی کا سامنا ہے یہ نظارہ خال کا

بوسہ دئے سے حسن میں ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہیں زکوٰۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہیں دل وحشی کی فکر میں
ہر ترک کو ہے شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکر بہا گئی
دیوانہ ہوں میں بادہ بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر میں میرے جلے چراغ
پروانوں کو نصیب ہوا دن وصال کا

رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسا کئے
پردا ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا

دکھلا یا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا
وہ روئے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا

کرتی ہے یاں زبان کمر یار میں کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھوں گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہوں میں یار کے حسن و جمال کا

اُس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا — خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا — حدِ ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا — پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک — گیسوئے یار جادۂ راہ عدم ہوا
انگلیم خط سایہ نے اسکے کیا خراب — منحوس چند سے بھی ہما کا قدم ہوا
یاد آیا طوف کعبہ مین سندوستان مجھے — کوئے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا
بیڑا اٹھا رہے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے — کمسکر کمر بندھی ہو تو در دشکم ہوا
وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا — دیکھین گے روئے یار جو اِس کھوئے مین دم ہوا
ٹوٹے ہین لاکھ شیشہ تہ آب ہر قدم — کانٹون پہ ابلون سے ہمارے تم ہوا
دنیا مین نیک سے ہے فزون بد کا اعتیاد — کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہو — ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا
نقش روئی مٹا کے بناگھ خدا کا دل — کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا
چرخ دنی نے داغ کیا نذر دل مدام — دست تخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
مضمون میرزا منشی یک قلم ہے بند — زر مگین فکر عراق عجم ہوا
وارستہ خاطری نے کیا داخل بہشت — صحرائے بے تعلقی باغ ارم ہوا
تاریخ تیسری کا مکرجا ند یار ہے — جسکو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا
تا گفتنی ہے حال بہار و خزان باغ — اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا
رکھی تھی اکدن اُسکی چھڑی تو نے ہاتھ مین — ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لٹ گئی اپنے تیغ — چھوٹا کمان سے تیر تو ہمسر کرم ہوا
چرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز — قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا
نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے — محراب بیت کعبہ کا طغرا رقم ہوا
رکھا تھا پاؤن ایکدن اس رہ مزاج نے — چین جبین جادہ فشان قلم ہوا
ماتم کدہ ہے اپنا الٰہی کہ بتکدہ — ہر سنگ سینہ کوب ترش کر صنم ہوا

آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان — بیداری کی ترنی ہوئی خواب کم ہوا
راحت سے ایکدن نہ ہوا عشق مین بسر — غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا — یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا
روئے زمین پہ ایسا مین سبل تپان ہوا — اڑکر مرا لہو شفق آسمان ہوا
اس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا — ابر سیاہ آہون کا میرے دھوان ہوا
پیری مین مجھکو عشق حسین جوان ہوا — بار دگر کبادے مین زور کمان ہوا
اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا — کس روز بیج ماہ مین فرش کتان ہوا
معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا — افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا
دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے — گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا
دیکھا جو مین نے اس کو سمندر کی آنکھ سے — گلزار آگ ہوگئی سنبل دھوان ہوا
ملتا نہین دماغ ہی گیسو سے یار کا — کچھ ان دنون مین مشک کا سودا گران ہوا
خوش چشمون کے فراق مین کھائے یہ پیچ و تاب — شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن — جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا
انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور — کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا
پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین — پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا
پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح — کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا
تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی — استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع — سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا
اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی — کانٹے پڑے زبان مین جو سیل بیان ہوا
اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع — زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا
انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا — بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے آسمان — چکی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا
قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی — آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا — سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا
بوسے لیتا ہوں لب شیرین کے میں جس شوق سے — فاقہ کش مومن نہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا
لالہ رو کہکر لگاتے ہیں گل انداموں کے داغ — روز محشر شاعروں کا پوست کھینچا جائے گا
کشتۂ مژگان خوش چشماں مردم کش نہ ہو — شیر کے نیچہ کے زخمی کی طرح چلائے گا
سے سزاوار اہل دولت سے فقیروں کا غرور — ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پاؤں کو پھیلائے گا
کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دل کو کون — اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائیگا
راہ میں وقفہ کرے گا جو نہ مثل آفتاب — پا شکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جائیگا
یہ صدا آتی ہے شور بحر ہستی سے مجھے — گوہر مقصود اس دریا سے باہر جائے گا
طفل کے مانند اس پر رال ٹپکے گی مری — باغ عالم میں مجھے شفتالو لب بھائے گا
گوشت کھا کر استخوان میری نہ اے صیاد پھینک — دام میں رکھ دیکھ انھیں زندہ ہما ہاتھ آئے گا
گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی ہمیں — ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا

پوست اس کا صرف کفش ای یار ہوگا بعد مرگ
آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤں تک پھیلائیگا

رشک کے مارے زمرد خاک میں ملجائے گا — سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
دسترس انگشت تک اس سیم تن کے پائیگا — نقش اپنا خانہ زرمیں نگین بٹھلائے گا
چل نہیں سکنے کا ہرگز تیری اٹھکیلی کی چال — پاؤں میں موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہیں — چشم موسیٰ سے جو دیکھے گا وہ سے غش آئے گا
آسیائی گردش اور اس کی سکونت ایک ہے — سیکڑوں دل کوہ تمکین سے ترے پس جائیگا
ایک عالم سے رسا سنتا ہوں میں مجنوں اسے — میری گردن تک ترے کیسو کا حلقہ آئے گا

سردی دے کا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم
آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر
شش جہت کو تنگ کردے گا جو دل گھبرائیگا

عرش ہے اس بادشاہ حسن کا تخت روان
وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائے گا

بعد مردن بھی رہے گا زلف مشکین کا خیال
گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگادے منہ سے ساقی لب تر ہو دین مرے
مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائے گا

اپنی زلفون کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جس نے سیدھی بات کی الٹا اسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک
اک نہ اکدن ابر آب آتشین برسائے گا

یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائے گا

آستان یار سے اٹھنے کا قصد آتش مکر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسی سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا
ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار بھاندجاتا مین در گذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا
اسم مبارک اس کا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا
قاتل ادھر کی دنیا کوئی ادھر نہ کرتا

حسن اس کو پیش دست اپنا اگر نہ کرتا
خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو
منھ پھیرتا جدھر سے پھر منھ ادھر نہ کرتا

صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی
مین در دسر کی خاطر یہ دردسر نہ کرتا

آنکھین دکھائین تو نے دیوانے ہوگئے ہم
یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا

آئینہ مین پری سے چہرے کو دیکھئے تو
کیونکر بھلا محبت تجھسے بشر نہ کرتا

شیرینی ان لبون کی رکھتا جو تو ہرگز
پانی سے تجھکو تیلا اے نیشکر نہ کرتا

بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران
دو روز ہفتہ اک گل ہنسکر بسر نہ کرتا

اے آسمان کفن کے دینے مین دیر کیا ہے
قسمت کے لکھے مین تو شام و سحر نہ کرتا

ملجاتے خاک مین گو سودا زدے بلا سے
زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

جادو کہن کا اس پر چلتا جبھی چلے گا
گرد اپنے یہ حصارِ ہالہ قمر نہ کرتا

بلبل کا عشق حسن گل سے نہین خوش آتا
تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا

تریاق کا ہے جوہر اس جسم سخت جان مین
کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا

اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اس مین ہوتا
کس کس کو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا

عالم دکھا کے اپنا وہ پنجۂ حنائی
میرے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

وہ تیر آہ اپنے سینہ مین ضعف سے ہی
جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا

نخت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی
سعد دم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا

مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو
مین ذکر ارہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اس سیمبر کو آتش
تحریر اُس کو خامہ بے آب زر نہ کرتا

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا
بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا

حُسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق
زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے
تیغ ابرو نہ گئی خنجر مژگان نہ گیا

ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ مین رُخ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اُمڈے پھونچا مدِ جوش جنون سے دان تک
پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف رخ یار کا افسانہ رہا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون سے دل مین نہین یارے عشق کا نقش
کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہین دور امجھ سے گردش
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نگیا

کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا

خاکیا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھیڑ کی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم درست نہ ہووے گا کوئی زنہار مین
کون سی مجلس ماتم مین مہمان نہ گیا

اے سر رہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تم سے شرمندہ مین اے خار مغیلان نگیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
گرد و ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا
مردہ سے بدتر تھا اپنا حال مجھ مجنون کا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا
میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے اکبار
نکہت گل پر گمان بوئے پیراہن رہا
آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو اے غیرت گلشن رہا
باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے تجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا
صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے
غرفہ مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا
شمع سان رو رو کے یار گور مین شب بھر زکی
صبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
اسکو یرقان سیہ تو اُس کو ہے یرقان زرد
حنظہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
چہرہ کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ الملق ایام سا توسن رہا
گرد رہ نے میری اُڑکر اُسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لئے رہزن رہا
چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا
دم مین دم جبتک رہا تیری جلو مین اے جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مراد دشمن رہا

ظہور آدم خاکی سے یہ ہم کو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری دماہ کا دورہ قرین آیا
ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہووے تجھکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشہ مین اُتری کیجیے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حُب کا مشتری کے روز کھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک مین
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مے کی تبان ہند کو ہووین
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ ٹھہرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اس کا مکین آیا

نہایت تشنہ دیدار مین خوب اُسکو جو سین گے
اگر اپنے لبون تک کوئی نعل آتشین آیا

یہ جنس دل مقرر اک نظر اس کو دکھا دین گے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق مین ہمنے
پسینا پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

بچھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا

سگ کو سے شکار اُس کا تبان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوے چین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہنما اس کا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھون سے اُس آئینہ کی صورت دیکھیگا
کھلے کی حسن کی قلعی جو کوئی قبح بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین وخال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے
گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جو ان تجھسا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

کیا شکرانہ آب بقا پی کر اُسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ کچھ نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کرامات کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ بدبین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسف کے قرین آیا

بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لے کر سکڑون کرسی نشین آیا

دکھائے جو ہر اپنے آئینہ نے فکر رنگین کے
مقرر سنکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا

نہوگا حسن کا ایسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو ناز نین آیا

صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُس کو
زبان پر میرے صد تُف ہونے مارا سین آیا

نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا

کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا

لے لیا شکر کر کے ساقی نے
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا

تیغ قاتل پہ اپنا خون جسم کر
تحمل سُرخ کا غلاف ہوا

زہر پرہیز ہو گیا مجھکو
درد درمان سے المضاف ہوا

خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا

کمر یار نے دکھائی آنکھ
مردم دیدہ خال ناف ہوا

وعدہ جھوٹا کردہ مرد نہین
قول سے فعل حب خلاف ہوا

فاتحہ کو جو وہ پری آیا
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا

اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
فکر کر کر کے موشگاف ہوا

رند مشرب ہون مجھکو کیا ہوئے
مذہبون مین جو اختلاف ہوا

وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قد راست کو اپنے نگون کیا
محراب قصر تن کا ہمارے ستون کیا

جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون
اب کی بہار مین اسے نذر جنون کیا

دیوا نے تیرے یون تو ہزارون ہین آدمی
شیشہ مین جس نے تجھکو اُتارا فسون کیا

مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُس کو آگیا
مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغون کیا

کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا

گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا
یوسف سے بھی عزیز اُسے تھنے فرزون کیا

آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین
بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا

آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون
عاصل نے سال حال کا اپنے شگون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
شیرین نے نا پسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مثل حباب کاسئہ مے واژگون کیا

مضمون بندھا نہ ہم سے کبھی ہلکے داغ کا
بیرون لب زبان سے ہموز درون کیا

جوہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین
دے کر خدا نے عقل اسے زود فنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے
کیف شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

فرط شوق اس بت کے کوچہ مین لگا لیجائے گا
کعبہ مقصود تک مجھکو خدا لے جائے گا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لے جائیگا

روتے روتے جان جاوے گی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لے جائیگا

دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اگر دن اسے دزد حنا لے جائیگا

مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف ہوئین
دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لے جائیگا

ایک گل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لے جائے گا

وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اس سراسے مجھکو کبتک اس سرا لے جائیگا

باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے بند
کون غنچہ کی کلہ گل کی قبا لے جائے گا

استخوان اجرت مین دینگے ہم فقیرای شاہ حسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لے جائیگا

کشتی تن بحر ہستی مین رہی برسون تباہ
پار اسے اکدم مین اس کا ناخدا لیجائیگا

حسن دکھلا دیگا اے بت تجھمین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا

بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے
آتش مقبول اپنا خون بہا لے جائے گا

کیجئے برق تجلی کو اشارا اپنا
لاچکا حسن جہان سوز حرارا اپنا

یادِ خاطر ہی جنبش تری مژگان کو صنم
گنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ
حق تو یہ ہے نہین تقدیر سے چارا اپنا

رنگ رخسار و لب خشک و مژہ خون آلود
گنہ عشق مین ہم ہے یہ کفارا اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کیا تھا ای قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارا اپنا

آئینہ صاف ہوا دور سکندر آیا
خود نسپند دن کو سیارک ہو نظارا اپنا

راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی
کشتی پل سے نہو دے گا گذارا اپنا

زیر دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہے ستارا اپنا

بحر ہستی مین یہ طوفان ہے علم ڈبونے سے
غوطے کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا

صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار
منھ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤن گا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا

کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
بچہ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچہ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ
پاؤن تھک تھک کے ہون ہر چند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو
تیری حسرت ہی مین اے حسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے ناسف مین مجھے
حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رویون کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آتش
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا

چلے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو
گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
کیا سمجھتا تھا مین دو دن مین بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا

مشغر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

شب خورشید رو نوروز کے دن میہمان ہوگا
خدا کے فضل سے برج شرف اپنا مکان ہوگا

کہین چھوٹے بھی سکے آلائش تن روح سے یارب
کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا

دہن مین تیرے وقت ہو دیگی وقت لسپدونکو
تامل ہوشگا فون کو کمر کے درمیان ہوگا

پیمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گذارا بامتک کسطرح سے بے نردبان ہوگا

حواس خمسہ دوری مین کسی کے منتشر ہونگے
فراق دوستان سے نصیب دشمنان ہوگا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

عداوت کی تو کیا حاصل نتھا معلوم اخوان کو
نکلکر چاہ سے یوسف عزیز کاروان ہوگا

ہوائے دھر اگر انصاف پر آئے تو سن لینا
گل وبلبل چمن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا

نہین معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا مین
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا

فضیلت خانہ کعبہ کو ہے سارے مکانون سے
کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا

فرو غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اُس نے
اُسے رستم کہین گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا

قدم بھاری ہمارا ہوگا ہمپر باغ عالم مین
وہ ٹہنی جھپٹ پڑے گی جس پر اپنا آشیان ہوگا

نہین اسرار سے آتش یہ تپلا خاک کا خالی
یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا

کر یار سے کھینچ کر ہوئی تلوار جدا
بیگنا ہون سے کھڑے ہوئین گنہگار جدا

عرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا
رُوٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہونمین بیمار جدا

مول لے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا

نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی
طرز رفتار الگ نبض شن دستار جدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہو وہ گل
یارب انسان کے گلے سے رہے ہار جدا

حق تعالی نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم
زلف سے پیچ تری لٹپٹی دستار جدا

سوزش عشق سے ہووے گی نفاق انگیزی
چار عنصر کو کرے گی یہ تب حسار جدا

تنگ کرتی ہے قبا تجھکو نہایت اے گل
بند بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا

شش جہت مین نہین اُس روے کتابی کا نظیر
معنی نو ہین ہر اک فقرہ مین دو چار جدا

جال دل کہنے سے گھٹتی ہے زبان شمع کیطرح
لب سے لب کیجیو اس بزم مین زنہار جدا

خانۂ یار کا سُن رکھ یہ نشان اے قاصد
تیرے سایہ سے کھڑی ہووے گی دیوار جدا

پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیلے
ساری سرکارون سے ہے عشق کی سرکار جدا

بے بہا حسن کا اس کے نہ بنے گا سودا
میرے یوسف سے کھڑے ہووین خریدار جدا

ہو نہ ہمسر تری زلفون سے بنفشہ سنبل
کس کے ہر پیچ مین اکدل ہے گرفتار جدا

یہی رونا ہے جوان خانہ خراب آنکھون کا
بام سے در ہے جدا در سے ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنہ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

لبھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
کھینچے گا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا

روان رکھتا ہے خون آنکھون سے ہجر اک مہر تابان کا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہے
جلا ہندو کے مردہ کی طرح زندہ مسلمان کا

حسینون کو دیا دل جس نے اپنی جان پر کھیلا
روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر نسانی کا

گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
ہمارا محضر خون ہے ہر اک پاٹا سکے دامان کا

لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

خط شبرنگ محبت ہو گیا جو اُس کی ظلمت پہ
دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا

لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون یک قلم میں نے
تماشہ قتل گہہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا

بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُس نے
یقین ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہمان کا

چھیڑی صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا

عدم کو بازگشت روح ہے اکرو زستی سے
ارادہ بندھ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا

وہ جانے گا ہماری حالت دل جس نے دیکھا ہے
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا

نہیں کچھ دفترِ گل ہی میں لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہے ہر برگِ گلستان کا

اٹھا دے نرگسِ شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا تش کی آنکھ میں سرمہ صفاہان کا

کیا ہے خانہ زنبور میں جو یاد صحرا کو
ہوا ہے دور میں ہر ایک چشمِ زن میرِ زندان کا

پھنسیں ہیں مسکہ دل سودا زدوں کے تیری زلفوں میں
ہر اک موئے رسا پہ الجھے عالم ہے رگِ جان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر رکھتا ہے
بلند اقبال ہے تو آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہے تیری خوش چشمی کا شہرا اے صنم ہر سو
عجب کیا اڑ کے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہے
کہ ہ مہ ہفت کشور میں ہے تابع تیرے فرمان کا

خط نورس نے دلوائے لبِ جاں بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آبِ حیوان کا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشان کا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھا کر چکے لعلِ بدخشان کا
ملو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہے اک گنجینہ پیچان کا
نگہبان اعنی مسکین ہے اس گنج شہیدان کا

خدا دو پختن کے عشق نے اسمیں جگہ کی ہے
نگین دل پر ہے اپنے نقش ہے مہر سلیمان کا

دل اس کا ہے خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھوں کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

قتیلہ اس کا اسکی ناک میں دنیا ہوئیں مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوانکا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہیں ہے نام رہجاتا ہے انسان کا

شب مہتاب میں منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آنجل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا

کہاں جاتی ہے یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمیں آگے ہیں جب پیچھا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اس کا امداد جنوں سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اسمیں بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہیں اطبا سن کے بیمار اچھے ہوتے ہیں
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا

جبیں پر اپنے افشاں کو جو اس محبوب نے چھڑکا
کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قرآن کا

پھرے رہتے ہیں مشتاقوں سے اپنے آنکھ بھی
اُن آنکھوں پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم اِدھر اپنا
بلائے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا

رُخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہرتابان کا

زبان سے اُسکے افسانہ دہان یار کا سُنتے
پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہان کا

اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہین
شکوہ حسن عالمگیر سے ہے رُتبہ سلطان کا

نشان تیرا اُن آنکھون کی محبت نے بتایا ہے
اُدھر پھر جاتے ہین ہم رُخ جدھر پھرتا ہے مژگان کا

کنوئین لبریز مین نے کر دیے ہین ایسا رویا ہون
خیال آیا ہے جو بے آبی چاہ زنخدان کا

چمک جانے سے اس کے بند جو ہو جاتی ہے آنکھین
یہ دھوکا برق دیتی ہے تمھارے روئے خندان کا

سنا کرتا ہون اس کو چھیڑ کر پاؤن سے مین مجنون
مری زنجیر کا نالہ ہے افسانہ بیابان کا

کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھین منور ہون
دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا

وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر ٹالا
لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس نسیا کا

بہار آئی ہے سائل ساغر مے کا ہو ساقی سے
چمن سرسبز ہین آتش کرم ہے ابر باران کا

رُخ و زلف پر جان کھو یا کیا
اندھیرے اُجالے مین رو یا کیا

ہمیشہ لکھے وصف دندان یار
قلم اپنا موتی پرو یا کیا

کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
مین جاگا کیا بخت سو یا کیا

رہی سبز بے فکر کشت سخن
نہ جوتا کیا مین نہ بو یا کیا

برہمن کو باتون کی حسرت رہی
خدا نے بتون کو نہ گو یا کیا

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھو یا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی
کنوئین مین مجھے دل ڈبو یا کیا

گوش زد جس کے تمھاری چشم کا افسانہ تھا
آہوئے مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا

شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا
پنجۂ مژگان کو حکم دست خنک شانہ تھا

خواب مین مجھکو خیال نرگس مستانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک میں ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہیں
پردہ میں تو کوچہ و بازار میں افسانہ تھا

اٹھتے ہی تیرے دگرگوں ہو گیا رنگ نشاط
جام خالی میکدے میں سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یاں جاتی رہی واں ناز معشوقانہ تھا

آہ کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہیں
عالم ارواح میں میرے ترے یارانہ تھا

نیند اڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
خواب شیریں تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بخت علم عشق کے قابل نہ تھا دونوں میں ایک
کوہکن بے مغز تھا مجنوں جو تھا دیوانہ تھا

پردہ ہائے گوش تک سننے کو آجاتی ہے جان
کس قدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پہ اپنے توجہ کی نظر تھی جن و نوں
آفتاب ذرہ پرور جلوہ جانانہ تھا

جوہر جام جہاں بین میں سن کے یہ روشن ہوا
بادہ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونوں تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو منہ میں تیرے گوہر یکدانہ تھا

مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو
سیکڑوں ہی تو وہ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ایجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدے کی کیا کروں
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

لبکہ رکھتا تھا ہر اک نگین سے ہیرے کی چمک
جوہروں سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ ری نیرنگ سازی طلسم زندگی
محبوب آنکھیں تھیں دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت زلفوں میں تمہارے شانہ تھا

بھول کر تجھکو کسی مشکل میں کرتے یاد ہم
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا

روشنی دل میں تصور سے تھی حسن یار کی
گنج کی دولت سے مالا مال یہ ویرانہ تھا

حسن دلکر عاشق شیدا دیے اللہ نے
ان بتوں کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

عشق کہتے ہیں اسے نیچہ ابرو کا
صورت زخم ہو تا دم آخر عمو کا

نشہ میں کرتا ہے کار دل وحشی وہ ترک
آتش مے سے لگاتا ہے کباب آہو کا

دم فنا دیکھنے والون کے کیا کرتا ہے
سیفی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا

نگہ لطف کی حسرت یہ سمجھاتی ہے ہمین
ڈھونڈھیے سرمہ ان آنکھون کے عداد کا

کہتے ہین سنبل فردوس بھی شاعر اس کو
سلسلہ دور پہونچتا ہے ترے گیسو کا

رخ پر نور کے سودے مین مسلمان ہوے زرد
خال کافر نے لہو خشک کیا ہندو کا

اس پری رو نے گھلایا ہے جو سرمہ ان مین
نیلیان آنکھون کی پتلا ہوئی ہین جادو کا

کیا کہون اس بت چینی کی صفا کا عالم
نام کو دخل نہین سارے بدن مین مو کا

جان لے گا مری اس چشم سیہ کا سودا
ڈر چھپا دے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا

خط لب یار آنکھون مین پھر جاتا ہے
دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنار جو کا

مصرع قد مین ترے یون تو ہین معنی بلند
اک لطیفہ ہے یہ اس مین کہ ہے دو پہلو کا

کیا کہون آگئی ہے نیند کس آسائش سے
ملگیا سر کو جو تکیہ ہے کسی زانو کا

سیر گلزار عبث کی نہ لگا دل بے یار
خار اس خو کا نہ دیکھا نہ تو گل اس بو کا

سارے نخلون سے شرافت مین ہی بالادستی
سرو شجرہ ہے مرے گل کے قد دلجو کا

مادہ ہو بار دہاری سے نہ بلبل کا دماغ
تو ے گل پر جو پڑے سایہ تمھاری خو کا

یہی شوق آنکھون کو ہے سارے مہینے رہتا
ماہ نو دیکھ کے منھ دیکھیے اس خوشرو کا

شر محفل نہ کر اس شوخ سے گستاخ اے شوق
چاہیے خلوت اسے وقت نہین قابو کا

فکر کے زور سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آیا ہے جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
اے خنجر دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اس کو سمجھتے ہین اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر شرف ترا رخ خوشرنگ لیگیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

دلفون کے دام دیکھ کے گل پھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہے جسے نقیر
مرشد وہی ہے فرقہ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق مین
خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح سے ناز کیے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریاد رس جو داد نہ دے اس کی جو رضا
حبس نے سنا وہ عیش مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نہ کرنے دی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسیٰ نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیرے ہی گنج حسن کے سودمین چند کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

عاشق کو جنکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ
خون بیگناہ کا نہین جلاد سے ہوا

تا کوئے یار اشک بہا کر نہ لے گئے
نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا

کیا کیا گناہگار محبت کیے ہین قتل
کس کس کا سر نگون مرے جلاد سے ہوا

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا
شیرین کے دل مین گھر تو نہ فرہاد سے ہوا

گشتہ ہے گرم جوشی ہر جائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا

نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا

بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا

رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
سونے کر کورتبہ ہے سونے کے تار کا

پہونچا دیا عدم شب تار فراق نے
دکھلا دیا سودا ہمارے دیار کا

کرتا ہے مجھسے ابلق ایام شوخیان
پہچانتا نہین مگر آسن سوار کا

خاموشی مین بھی باقی ہے گویائی کا نشان
طوطے کا پر ہے سبزہ ہمارے مزار کا

جلوے سے روئے یار کے ہے لامکین روشنی
ماہ چہاردہ ہے چراغ اس دیار کا

اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گل چین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا

عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہے سامنے
پھرتا نہین ہے تیر سے منہ اس شکار کا

گشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز
روشن ہو حال آئینہ سے زنگ بار کا

جلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا
اس راہ مین نہین ہے گذارا سوار کا

مطلب نہین ہو عاشق یوسف سے یار کو
وہ ترک آشنا نہین زخمی شکار کا

آتش یہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا

دامان زین چھوا ہے جو اس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا

اس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون
ظل ہما سواد ہے جس کے دیار کا

پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہر خموشان سے یہ صدا
تاریکی لحد ہے سواد اس دیار کا

فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا

دست دعا کی ضرب کا جنبش مین ہے اثر
اون ابرو مین معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا

چلتی رہی چھری تری اے ترک صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا

گیسو نے قرب آئینۂ روے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پاؤن معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آوین گے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا

پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ روح کو بستہ شکار کا

بے یار داغ ہوتا ہے لالہ کو دیکھکر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا

پیکر شراب موسم گل مین ہوا مین مست
حاصل کیا پیادہ نے رتبہ سوار کا

اس شمع رو کی بعد فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

آتش نہ پوچھ ہجر میں اک نونہال کے
سوز درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

کرینگے افترا شاعر قبائے یار پر کیا کیا
بندھینگے باندھنون اُس لٹ پٹی ستار پر کیا کیا

اندھیری رات میں ہوتے ہیں صدقے کبک اُڑ اُڑ کے
تمھارے چودھوین کے چاند سے رخسار پر کیا کیا

گیا ہون بعد مدت کے جو میں دیوانہ صحرا میں
پڑی ہے آبلون کی آنکھ نوک خار پر کیا کیا

شب فرقت میں اس کان ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخم دیدۂ بیدار پر کیا کیا

نہ طاؤسون کو یہ طرز روش آئی نہ کبکون کو
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا

سونگھا کر تو نے جو سیب ذقن اچھا کیا اُس کو
ہوا رشک اہل صحت کو ترے بیمار پر کیا کیا

گیا وہ ماہ جو صبح شب وصل اپنے گھر میں سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پیر کیا کیا

ہوا تجھ سے نہ عشق اے حسن کس کس کو زمانے میں
ستم تو نے کئے ہیں کافر و دیندار پر کیا کیا

لبون پر مستی و پان کیسے کیسے رنگ لائے ہیں
لپسا ہے سرمہ تیری نرگس بیمار پر کیا کیا

صفا آئینہ کی وہ چہرۂ محبوب رکھتا ہے
پھسلتی ہیں نگاہیں یار کے رخسار پر کیا کیا

کمان سے دی کبھی تشبیہ ہمنے تیغ سے گاہے
کہی ہیں پھبتیان اُس ابروئے خمدار پر کیا کیا

فنا کی جان مصری کے عوض میں زہر کھا کھا کر
موئے طوطی تری شیرینی گفتار پر کیا کیا

چمن میں جاکے رویا میں جو بادروے رنگین میں
گری ہر اوس اشکون سے مرے گلزار پر کیا کیا

مٹانے یادگار دون کو تری خنجر کے آیا تھا
مرے زخمون نے تھوکا مرہم زنگار پر کیا کیا

چٹانے کو جو سنگ اے ترک اُسے تو نے گھسیٹا ہے
شہادت خواہ پھرتے ہیں تری تلوار پر کیا کیا

رُکی دان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی
چمن میں گل سے کھٹکا ہو نہیں قرب خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانۂ حسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

گلون نے کپڑے پھاڑے ہیں قبائے یار پر کیا کیا
حنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا

کیے ہیں شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا

گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہیں حنائے یار پر کیا کیا

خیال آتا ہے اُس خوشرو کو جو صورت نمائی کا
ہوئے ہین آئینے حیران صفائے بار پر کیا کیا

جزائے خیر دے خالق انھین بان اور مسی نے
دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا

کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیشہر ہم نے
ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا

سنبھار رکھا ہے احوال قیامت بہنے آنکھون کو
بندھے گی ٹکٹکی اپنی تماشے یار پر کیا کیا

رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
اڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا

کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
ملین ہین ہمنے آنکھین پشت پائے یار پر کیا کیا

کیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے
گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا

قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے
ہماری جان نکلی ہے ادائے یار پر کیا کیا

اُٹھانے دی نہ آنکھ اوپر شب وصل اس پری رُو کو
چڑھا ہے جن مری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا

نہین آنیکا میرے بعد شانہ کا خیال آتش
پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

معاف ہوویگا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا
گناہ بخشے گا اللہ ہے غفور ہمارا

ترے جمال کے نظارے سے ہوئے ہین یہ روشن
زبان جو ہو کہین آنکھین تو ہے نور ہمارا

عدم سے شوق تمھارا کشان کشان ہمے آیا
کہو تو شب یہین رہ جائین گھر ہے دور ہمارا

اندھیری رات مین نکلے تو نور روز ہو شب مین
چراغ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا

شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپک کے بہے گی
ہزار شیشۂ دل ہوے چور چور ہمارا

فراق کرتے ہین صورت سے تیرے دلکی جو غم ہین
نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا

تآل کار کا دھیان آگیا کمال ہی روئے
گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا

سمایا دیدۂ مشتاق مین وہ عزت یوسف
لپند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا

کھلا یہ آپ کی آرائش جمال سے صاحب
حنائی ہاتھون سے خون ہوگا بے قصور ہمارا

گئے جو ذرون مین اے رشک آفتاب تو اپنے
بہت ہے مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا

تمھارے لیکہ سے یہ عرش پر دماغ ہے اپنا
تمھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا

بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت
مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا

یہ حسن و عشق سے رسوائے دہر گر ہوے ہم تم | یہ گناہ اس مین تمھارا نہ کچھ قصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھیے کمر اپنی
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

مزا صیاد تو ہمین گے ہمارے شعر موزون کا | نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا
رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا | نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
چمن آئینہ ہے گل عکس ہے رخسار گلگون کا | رہا جو سر پہ چھاوان ہے تیرے قد موزون کا
تری دیوار کے سایہ کو مین سر پر سمجھتا ہون | جو دھیان آتا ہے خوش اقبالی بخت ہمایون کا
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتے ہین | لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
سن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانون کی | وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روز افزون کا
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجیے کیفیت | بہار آخر ہے جلتا دور ہے صہبائے گلگون کا
لب جان بخش کی جنبش پہ ایما ہے ان آنکھون سے | تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا
نگہ میری نہین مد نظر پہ غیر کے پڑتی | وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
قرار اس کو نہین آتا ہماری بیقراری سے | زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا
سیہ شوخی سے اپنی ہو کے مضطر اس پہ پردی | حنا پیدا کرے گی رنگ مجھ سودائی کے خون کا
تلاش اے نوگل خندان ہے تیری جسقدر مجھکو | نہوگا اسقدر شاعر بھی جو تازہ مضمون کا
بنایا صبح سے تا شام ان کو آئینہ رکھکر | ملا سے اس مین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے | زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا
نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان | صدائے چنگ گویا تیر ہے آوازہ قانون کا
چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے | نسیم صبح سے آگے قدم ہو اسکے گلگون کا
نہایت دل مراد یدار کا قاتل کے بھوکا ہے | قضا دکھلا چکی منھ مجھکو میرے تشنۂ خون کا
گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے | سگ لیلیٰ کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا
بنایا ہے زلیس حکمت سے اپنی دست قدرت نے | وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا
جنون لے چل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا | کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہیں نعمت سے اپنی بدنصیبوں کو
نہ دیکھا لالۂ داغی کو اکدن نشہ انیوں کا

صفا کے واسطے منجن وہ بت دانتوں میں ملتا ہے
خدا حافظ ہے آتش آبروئے درمکنوں کا

تری زلفوں نے بل کھایا تو ہوتا
ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا

رخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا
گل لالہ کو سرمایا تو ہوتا

چلے گا کبک کیا رفتار تیری
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا

نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
قیامت قد ترا لایا تو ہوتا

بجا لاتے اسے آنکھوں سے ایدوست
کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا

تری صورت سے سنبل تھا نہ لازم
گلوں نے منھ کو بنوایا تو ہوتا

اکڑنا بھول جاتے سرو شمشاد
یہ قد بوٹا سا رکھلایا تو ہوتا

کہے جاتے وہ سنتے یا نہ سنتے
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا

صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
نہ گرتا جاتا تو پتا یا تو ہوتا

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا
چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا

نام تیرا جس کو درد اے گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا

موسم گل میں بدن کو کپڑے چھاتے کھائیں گے
دھجیاں لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن میں ہو گی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھا دے گی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیریں میں عبث دونوں کو ہے آپس میں شک
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائے گا

خلعت شاہی نہیں اے بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اس کو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہے گا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

تمکنار اکدن مری تمثال ہو کے یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائے گا

چشم کے حیضون مین اُنکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نڈال
سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائے گا

سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو دین گے ترے
آب زہرہ دیکھ کر چاہ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترا نہ اے گیسوئے یار
عنبر سارانہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہو گی حلقے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر
غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہو جائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو
روح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا

وحدہ ہو گا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی بہار
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا

دم مین دم صبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے
میرے اُس کے اتفاق روح و تن ہو جائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کرے گی خامشی
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلاویگی توفیق ازل
دوست دشمن ہون گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہو گا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

ہلال عید ہے بار جانی فعل ماتم کا
نہین ہے غرۂ شوال عشرہ ہے محرم کا

نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے
خدا نے کردیا حاکم مجھے اکسیر اعظم کا

تصور یار کے دندان کا ہیرے کا نگینہ ہے
ہماری آنکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا

جبینے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھو
مسیحا سا ہے شاہد پاکدامانی مریم کا

شکستون پر شکستین چوٹ پر کھائی ہے چوٹ اسنے
کھلونا ہے ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسے ایوان دل مین مین لگاؤن گا
صفا سے پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا

جنازہ ہو چکا تیار اے سرو روان اپنا
شگوفہ پھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا

ہوائے فصل گل بھڑکا رہی ہے آتش گل کو
چمن مین کر رہا کار روغن آب شبنم کا

خموشی قتل کرتی ہے صنم للہ گویا ہو
لب جان بخش پر ہوتا ہے شک عیسیٰ مریم کا

ہوا ہون موسے لاغر مین پڑے ہین آنکھون مین حلقے
پریشان کر رہا ہے حال سودا زلف پرخم کا

چرانے سے ہنوگی دیو کے زیر نگین کشور
تکلف ہے تو انگشت سلیمان مین ہے خاتم کا

چمن مین جا نکلتا ہون جو بے اس حور جنت کے
حرارہ آتش گل لاتی ہے نار جہنم کا

عتاب یار سے رنگ رخ مریخ اڑتا ہے
نگاہ خشمگین کرتی ہے زہرہ آب رستم کا

بلائے جان ہوا تیرا لگاڑ اے مایہ شادی
بنایا کاہشون نے ہجر کی پتلا مجھے غم کا

وہ بت بھی راہ مولا دے اگر لوبسے تو بہتر ہے
سخاوت سے زمانے مین ہے ذکر خیر حاتم کا

تری ابرو کا دل اے ترک کشتہ ہو ہے طالع
خوشا حال اس کا جو چو رنگ ہو اس تیغ خوش خم کا

فقیری نے دیا ہے رتبہ اعلی بادشاہی سے
دو عالم مین مرا دل ہے جہان مین جام تھا جم کا

بھر آیا زخم دل منھ چومنے سے یار جانی کے
نہ تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا

نگاہ زہر آلودہ سے اسکا یہ اشارہ ہے
کہان تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا

ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا

کف افسوس مل مل کر گریبان چاک کرتا ہون
خیال آتا ہے اے رشک پری جب پیری محرم کا

لہو پانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے
ہمارے دیدہ تر پر ہے عالم چاہ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان اے آتش
ہر اک نام الٰہی مین اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا
دردمندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا

تیرے پھرتے ہی اداسی سی چمن پر چھائی
رنگ ببرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا

گورے منھ کی ترے باد آئی سنہری افشان
لوح سیمین پہ اگر کام طلا کا دیکھا

سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ آجاتا
تجھنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا

دست و پا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر
نوچتا ہون جو کہین پیڑ حنا کا دیکھا

نازِ معشوق سے غمزہ مین زیادہ کلی
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا

جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا

تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گدا کا دیکھا

پھانسی دینے مین احبا کے نہ کوتاہی کی
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا

اے شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

پھر گئین آنکھین ہماری طرف کوچہ یار
جانب کعبہ جو رُخ قبلہ نما کا دیکھا

ہر ستارے سے لڑی آنکھ ہر اک گل سونگھا
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا

ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائین آنکھین
رُخ جب اپنی طرف اُس مہر لقا کا دیکھا

جوہر لوح کیے نشۂ مے نے روشن
ٹوٹتے ہمنے طلسم اُن کی حیا کا دیکھا

سیر تنجانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قد بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا

التجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی
ہاتھ اُٹھائے جو محل مین نے دعا کا دیکھا

روئے گل دیدۂ بلبل سے گرا ای محبوب
رنگ مہندی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا

چکھکے یا قوتی لب کو ترے بیخود ہوئے ہم
نشہ معجون مین نے ہوش ربا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش
گرم جس نے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو لیں و پیش ہوا رزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

مضمون سے تو سودا نگیا حسن بیان کا
دانتون سے مگر کاٹنا باقی ہے زبان کا

عقدہ کھلے اس گل کے جو غنچہ سے دہان کا
موہوم سمجھتا ہون تصور اپنے گمان کا

شک ہے کمر یار کے اوپر رگ جان کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کہان کا

منہ تمنے شب وصل مین کس واسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہے کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوئے رسا کو — اُترا ہوا چلّہ کہون ابرو کی کمان کا
لہرا کے نہ اُلجھے مژۂ یار سے گیسو — سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا
اک ترک کے ابرو کے اشاریکا ہون بندہ — درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا
فرقت مین تری صبر نہین ہونے کا مجھسے — بوجھ اُٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا
قد سرو مین رخسارے مین گل آنکھین مین نرگس — رفتار مین عالم ہے تری باغ روان کا
تفتیش جو کرتے ہین مرے حالت دل کی — در پردہ پتہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا
سودا زدون کی طرح کیا کرتے ہین باتین — بے فصد گذارا نہین اب اپنی زبان کا
پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھسے — مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا
اک آبلہ پک پک کے خوشی سی ہوئی ہے — کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا
زمینہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہم کو — ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا
غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل دہ کمر ہے — اندیشۂ باطل ہے ترے وہم و گمان کا
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت — گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے — کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا
کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری — دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا
طوفان نہ کر اے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رُوا — بھاری ہے چمن پر قدم پر اس آب روان کا
بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اس کی — کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا
دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا — جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا
لطف دو جہان حسن سے ہے یار مین میرے — چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا
جان بر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر — آخر مین دق اول مین مرض ہے خفقان کا
بنیاد فسادون کی ہے آغاز سے اس کے — انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان پیچھے آتش
اب اپنی غزل خوانی ہے غل برگ خزان کا

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا — مدح حیدر سے کمیت خامہ دُلدل ہو گیا

زلفِ پیچاں سے پریشان حال سنبل ہوگیا
گل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہوگیا

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا
مجلس جمشید برہم ہو چکی قل ہوگیا

انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہاں
ابتدائے عشق مین چندے تحمل ہوگیا

لے لیا جس نونہال حسن نے بوسہ دیا
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہوگیا

کون ہے جو اس کی جانب کو کھنچا جاتا نہین
حسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہوگیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو بعد یار مین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہوگیا

مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہوگیا

تو نے رکھوائی جو کاکل اے بت بالا بلند
طرۂ شمشاد باغ حسن سنبل ہوگیا

جب وہ شاہ حسن نکلا گرد پیش اُسکے رہے
عشقبازون سے سواری کا تجمل ہوگیا

کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنین کا مصحف رُو سے ترے قل ہوگیا

تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ رنگ شوخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہوگیا

بے تکلف بند کھولون گا قبائے یار کے
جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہوگیا

لسکہ انگشت حنائی مین رہا تھا مدتون
لالہ بیداغ چھلّے کا ترے گل ہوگیا

بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے وہ موے مشک بو
رفتہ رفتہ مغز سر سودائے کاکل ہوگیا

جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریائے اشک
تہ ہوا سطحہ زمین کا آسمان پل ہوگیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہوگیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو ای قاتل قضا
زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی مین کر دیا ہے مجھکو مردہ عشق نے
میری قبض روح کو آتی ہے لا حاصل قضا

خواب غفلت مین نہ کھو ہنگام پیری اے گمان
چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا

دل نہ دون گا پیشتر سے دیچکا ہون یار کو
جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا

بیگنہ جلاد سے پھر ائی گردن پر چھری
کر چکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا

بزم دنیا سے اُٹھاتی ہے تو غم اس کا نہین
عالم ارواح کی دکھلائے گی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے
پہلے مجنون سے کرے گی لیلیٰ محمل قضا

عاشق حسن بتان سنتی ہے برسون سے مجھے
دق کرے گی خون تھوکوا کر نہ لے گی سل قضا

نزع کی ایذا سے ہو جاوینگی اکدم مین نجات
سہل کر دے گا خدا ہر چند ہو مشکل قضا

مین اُسے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین
مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا

پاس اپنے وعدے کے اوپر سمجھتا ہون اُسے
دور ہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا

حسن سے اک شمع رو محبوب کے ہے دل کو عشق
مثل پروانہ سمجھتا ہون سر محفل قضا

آجکل ہونا ہے سوز عشق سے جل جلکے خاک
کھیلتی ہے شمع سان سر پر ترے ایدل قضا

بہر قبض روح آتش خور بنکر آئے گی
عشق بازی مین اگر سمجھی تھین کامل قضا

طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا
اندھیر گیسوئے سیہ یار نے کیا

گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا
مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا

نازوادا کو ترک مرے یار نے کیا
غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا

افشان سے کشتہ ابرو خمدار نے کیا
جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا

قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی
کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا

میری نگہ کے رشک سے روزن کو جا ندی
رخنہ یہ قصر یار کی دیوار نے کیا

سودائے زلف مین مجھے آیا خیال رُخ
مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی
میٹھا نہ منھ کو تیرے نمک خوار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین
پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا

سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج
اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا

قد مین تو کر چکا تھا وہ احمق برابری
مجبور سرو کو تری رفتار نے کیا

حیرت سے پا بگل ہوے روزن کو دیکھکر
دیوار ہم کو یار کی دیوار نے کیا

پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن
کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا

کاوش مژہ نے کی رُخ دلبر کی دید مین
پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا

عاشق کی طرح مین جو لگا کرنے بندگی
آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا

اعجاز کا عجب لب جان بخش سے نہین
پیغمبر اُس کو مصحف رخسار نے کیا

طرّہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین
کس مکس لپیٹ سے تری دستار نے کیا

آنکھون کو بند کرکے تصور مین باغ کے
گلشن قفس کو مرغ گرفتار نے کیا

نالان ہوا مین اُس رُخ رنگین کو دیکھکر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا

بکلا کے مجھسے بات جو اُس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا

اُلٹا اُدھر نقاب تو پروے پڑے اِدھر
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا

لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا

ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلا کار نے کیا

حلقہ کی ناف بار کے تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن بار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابرو خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ بناتی ہے سنگ کا

سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے تپلا ہے سنگ کا

دریائے حسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا
مژگان نہین ہے آرہ ہے پشت نہنگ کا

کلمہ پڑھین کے دونون مرے خانہ جنگ کا
زاع کمان ہو اس مین کہ طوطہ تفنگ کا

مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
چندے ہے دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوئے عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہے تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا

صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے
خرقے مین اور داغ ہے لالہ رنگ کا

اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ مین ضرور نہین فرش سنگ کا

معجون آب و گل ہی سے رہتے ہین مست ہم
کس کو دماغ ہے مے یاقوت رنگ کا

سنتا ہون تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑایئے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغ چمن کے نالون سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

رتبہ ہے پست تخت سلیمان کا اے پری
پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز
یک رنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین
رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا

چھپر دن سے کم نہین شرر آہ آتشین
طاؤس آسمان ہے شکار اس تفنگ کا

زور کمان ہے ابرو خمدار یار مین
موے مژہ مین توڑ ہے تیر خدنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لئے
آئینہ ہو حلب کا کہ یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائے گا
تربت سے میری پیڑ اُگے گا پتنگ کا

یوسف کے حسن کے ہین وہ چوکا روان مین مست
نالہ سرود کا ہے اُنھین شور زنگ کا

ساقی نہ قطع سلسلہ دور جام ہو
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا

جو مصقلی دو ابرو خمدار یار تھے
دھبا لگا نہ آئینہ رُخ کو زنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبد سپہر کو مین کیا کرون گا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا

قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ چھٹکے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانہ زنجیر سے ہوا

بے یار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روے یار نے
خورشید سرو قرص تباشیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منھ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہِ ناز سے اُس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینۂ خیال کو منظور تو رہا
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

نخجوانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبشِ ابرو سے بے گناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلفِ یار جو سُنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھرکا کیا مرقع عالم کے حُسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغازِ خط کا زلفِ مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مُور دانۂ زنجیر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز پہ کہتا ہے کیجئے
وہ ظلم جو فلک کے نہ پیر سے ہوا

زندان مین اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کارِ سپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
استاد ان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

اے پیر عقل پھر نہین آتش ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا

تجھے موجود پایا یار تجکو جلوہ گر دیکھا
ترا دیدار آنکھون کو جو تھا مدنظر دیکھا

تری مستانہ آنکھون کی نگرش کا اثر دیکھا
مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا

تمھارے روبرو پھیکا رخ شمس و قمر دیکھا
وہ نان بے نمک پایا یہ شیر بے شکر دیکھا

سوادِ گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا

محبت مین مزا ملتا ہے ایذا مین اُٹھانیسے
اُسی کو ہنسے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینہ سوزان مین یاد آئی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے بھی بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جس مین درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

خلاوت سے نہین اک ذرہ موجودات کا خالی
گرہ مین قند کو باندھے ہوئے ہر مگس کو دیکھا

ہوئے ہین کیا سمجھکر پرِ پروانون سے باہر
مگر مضمون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا

بھری نیت نہ ہرگز لاکھ کھایا مجھکو بے صرفہ
فراق یار سا کوئی نہین جوع البقر دیکھا

خدا کی شان اے سب جلوہ گر ہی حسن سے تیرے
تجلی طور پر دیکھی جو تجھکو بام پر دیکھا

جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کے نالے کا اثر دیکھا

خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیرون کا
وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا

یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

تڑپتے دیکھکر مجھکو کہا ہنس کر یہ اُس سب نے
خدا کے دوست کو رنج و الم مین بیشتر دیکھا

فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان و یمن چھانا لگائے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

کیجیے چور رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہے نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہے اُن کی نگاہ ناز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو پڑھ جائے گی تقریر عیسی نے جو کی
وہ لب جان بخش بھی دم بھرتے ہین اعجاز کا

پڑ گئے سو داغ دل مین گفتگوے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا

زندہ اُن آنکھون کے کشتے کو نہ وہ لب کر سکے
اس فسون پر زور حلیسکتا نہین اعجاز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
ایک ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا

سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودا سے یار
دیکھنے والا تری چشم فسون پرداز کا

بہر پامالی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
سورہے خلخال پائے یار کی آواز کا

منھ سے بیدل کے اشارے نکلتا کچھ نہین — مثل نے محتاج ہے اپنا دہن و مساز کا
حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اس محبوب کے — یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا
یہ اشارہ کر رہی ہے ابرو خمدار یار — کام منھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا
اے زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال — منکشف ہونا نہین بہتر ہے مخفی راز کا
غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اس کو نہین — بند ہو جاتا ہے پیش یار دم غماز کا
کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروا نہ ہو — روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاکا خیال — فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگین کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلائے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا — چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا
گرو ہوا تو اسے چھوٹنا محال ہوا — دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا
کمی نہین تری درگاہ مین کسی شے کی — وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا
دکھا کے چہرۂ روشن وہ کہتے ہین سر شام — وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا
دکھا نہ دل کو صنم اتنا در کھلتا ہون — مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا
سجایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین — خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا
ترے شہید کے جیب کفن مین اے قاتل — گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا
بلند خاک نشینی نے قدر کی میری — عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا
غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی — بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا
یقین ہے دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا — ہمارے وجد کے عالم مین ہے جو حال ہوا
وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا — غم فراق کے دانتون مین مین خلال ہوا
کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے — پڑا جو عکس مرا آئینہ مین بال ہوا
دکھانی تھی نہ تھین چشم سرمگین اپنی — نگاہ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا
دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی — خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا

سُنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تو نے جبکا نام
پھر اُس کا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھر تھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم جس کو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمھاری ابرو کج کا تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ تو شیرین تجھے وصال ہوا

وہی ہے فوج شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا
سُرمہ کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا

کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سودا نے کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سُنین اللہ کی مشتاق تھے جس کے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے تیغ شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تو نے جھکائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

کیونکر وہ شہ حسن کرے چین جہین دور
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانہ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مسی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت نے ہے چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

اے حسن محل دونون کو سمجھا جو ترا مین
الفت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا

ہر چند کہ کاوش رہی مضمون میں اُس کے
پانی نہ ترے چاہِ زنخدان سے نکالا

لٹکایا ہے زلفوں کو اُنھوں نے بھی تری طرح
پریوں نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا

نالاں رہے ہم کوچۂ محبوب میں آتشؔ
بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب بے نگ گردوں نوع دیگر ہو گیا
شام سے یار اور میں جامے سے باہر ہو گیا

عیسیٰ مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
روے زیبا حسن یوسف سے پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیماں وہ ستمگر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اُس شہِ خوباں کو جب بکھا عرضیۂ شوق کا
اس قدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہو گیا

تختۂ نرد عشق دل کھیا جو حسن یار سے
اُڑ گئے ایسے مرے چھکے کہ شش در ہو گیا

منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ میں
صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح ان دانتوں کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہر اول کا صنوبر ہو گیا

کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

جنبش اُن مژگان نے کی مجھ پر جھپی سی جلد پی
مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہیں گے ہم حضور شاہ حسن
وقت شب دربار آگرا نپا مقرر ہو گیا

کوبکو پھرتا ہوں میں خانہ خرابوں کی طرح
جیسے سودا کا ترے سر میں مرے گھر ہو گیا

رتبہ سنبل کو ہم پہونچا خس و خاشاک کا
پیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھوں میں ہلال عید خنجر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اُس کے دلپر ہو گیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہو پریشان حال لوح
بھول کر گھر کو تباہی میں کبوتر ہو گیا

بوجھ ہے حمال کا قاتل سے اُٹھنے کا نہیں
طول شرح شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا

لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوئے گئے
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

گوش عارف میں یہ گویان سے آتی ہے صدا
آسمان سے وہ زمیں کے جو برابر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا

کشور دل کو کیا غارت خطِ شبرنگ نے
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی اے آرام جان
استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہو گیا

خطبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہار حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا

شوق خود بینی ہوا تجھکو جو اے سلطان حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جام چشم یار مہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سو دیوان ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

شادمانی مین نے کی غم جس قدر افزون ہوا
بادہ گلرنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا

گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا مضمون ہوا
سرو سے سرسبز اپنا مصرعۂ موزون ہوا

کاکل مشکین کے سودا لیسے ہوا مین سنبجیب
سانپ نے کاٹا تو مجھکو نشۂ افیون ہوا

موسم گل کی ہوا نے دور کی قید لباس
زائل اعجاز جنون سے عقل کا افسون ہوا

مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشق یار کا
کاسۂ سر یردہ پوشی کے لئے واژون ہوا

پھرتے پھرتے جستجوئے گوہر مقصود مین
بیٹھ کر دریا گھڑی بھر مین حباب جیحون ہوا

حکم سے اُس کے کیا جو قتل مجھکو بے گناہ
یار کا شاکر تو مین جلاد کا ممنون ہوا

خون کیا غربت مین دل اپنا وطن کی یاد مین
شہر مین آئے تو داغ لالۂ ہامون ہوا

اے جنون عشق کالے کا اثر رکھتا ہی تو
گل ترے آگے چراغ عقل افلاطون ہوا

قول دیکھا ہمنے میزان خرد مین یار ہا
سر و نا موزون ہوا قد یار کا موزون ہوا

گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان گہ خموش
عشق کے نیرنگ سے حال اپنا گوناگون ہوا

آرزومند شہادت مر گئے حسرت سے یار
بیگنہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا

فکر رنگین نے اُسے باندھا عنبر کی طرح
سامنے زرد حنا کا جب کوئی مضمون ہوا

یار جب آیا وہ ترک اُڑنے لگا بے اختیار
رنگ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا

نبگئی گور اسکی راحت کے لئے آغوش حور
داخل جنت تمہارے کوچہ کا مدفون ہوا

دیدۂ فرہاد سے شیرین اداد یکھا کیا
ناز لیلیٰ جب کیا تمنے تو مین مجنون ہوا

غائب آنکھون سے خیال یار اے آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہی ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار آنکھون مین ہین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا ہے چلے ہین یار کے پابوس کا

ہے سر بازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہی شیشۂ ناموس کا

موسم گل کی ہوا ہلوا کے رکھتی ہی مست
رقص دکھلا دیتا ہی ابر کرم طاؤس کا

پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہی دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے اس طاؤس کا

سر پہ ہوتا ہے آنکھون کو قربالا کا شک
دشمنی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہین سنتا خبر جاکر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا

چشم بنیا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع رو پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہی خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

حسن مین تیرے خدا کی شان ہی اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نا لاکرتے ہین ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہے
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منھ کو پھیر لیتے ہین بت
صورت انکی ہی سخی کی دل مگر منحوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب
پردہ کھلجاتا ہے آتش زاہد سالوس کا

آگیا مجھکو پسینا جب کوئی ملزم ہوا
خاک مین مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا

یاد فصل گل مین آنکھون کا عجب عالم ہوا
اشک جو مژگان سے ٹپکا قطرۂ شبنم ہوا

مردے بھی دیکھے سے تیرے یار زندہ ہو گئے
جان مین جان آگئی دم مین ہمارے دم ہوا

نغمہ بلبل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل
گوش صوفی سے سنا تو وجد کا عالم ہوا

نزع کی حالت ہے سن رکھیے وصیت مہربان
روح ہوگی شاد اگر تمکو نہ اپنا غم ہوا

اُس پری رو نے کئے سنڈوا کے زلف آزاد اسیر
سلسلہ سودا زدون کا درہم و برہم ہوا

جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف
دم بخود مین رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا

کر دیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے
دل مرا حسن و جمال یار کا محرم ہوا

بوے گل سے بد دماغ اس نازنین کو جب سنا
اس قدر چھینکے کہ نتھنون مین ہمارے دم ہوا

چشم وحدت بین سے سیر عالم کثرت جو کی
ذرہ بھی اپنی نظر مین نیر اعظم ہوا

کالے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار
سونگھنا اُس گیسوے مشکین کا تھا کو سم ہوا

ہاتھ مین رکھنے سے تیرے قدر انگشتر کھلی
نام اقدس سے نگین تاج ہر خاتم ہوا

دوسرا ہمسایہ پایا جب کوئی ہمدرد دوست
زخم پہ اپنے نمک کافور کا مرہم ہوا

ایک بوسہ مانگنے پر دے کے لاکھون گالیان
نخل مین قارون سخاوت مین وہ حاتم ہوا

چپ رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا
ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا

مر گیا سودائے گیسوے مسلسل مین جو مین
خانہ زنجیر مین چالیس دن ماتم ہوا

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روے یار نے
وہ لب جان بخش نور دیدہ مریم ہوا

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

زور مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اس مین وہ رستم ہوا

عاشقون سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند
قمریون سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا

دیکھے پھانسی مجھے بے تقصیر کو گیسوے یار
گردن اہل ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینہ قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہے اس پر تمھارے حسن سے خونریز کا
کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیریں سے گالی دی ہے بکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بے ستون پیچھے بنا کھود اس کو پہلے کوہکن
دل مین شیرین کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ یار کے
دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگون کر دیا اس ماہ کے شبدیز کا

نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرنا ہے وہ ترک
کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے اے شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا

جب سے دکھلایا ہے آنکھون نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہے ہمین اک ساغر لبریز کا

کم نہین عباسیون سے مسند آرا غیر
توڑیے دکھلا کے آنکھ اپنی غضب چنگیز کا

مہربانی حال پر میرے نفرمائین طبیب
دردسر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا

خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار
ہاتھ سے قاصد کی آنا اسکی دستاویز کا

صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہے
کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

مین کنایہ کی کسی سے گفتگو کرتا نہین
ناگوار آتش ہے سننا حرف طنز آمیز کا

باغ عالم مین نہین کون ثنا خوان تیرا
ذکر کرتا ہے ہر مرغ خوش الحان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہے تو اے محبوب
حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا

گل کو خوش رنگی مین نسبت رخ روشن سے نہین
طرۂ سنبل سے ہے گیسوے پریشان تیرا

جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائین لہرین
ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا

تو ہے محبوب سے ادنی ہو کہ اعلی اس مین
دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا

لالہ ہی اک نہین اے یار غلام داغی
سرو آزاد بھی ہے بندہ احسان تیرا

جان شیرین سے بھرے دل کو تمنا ہے یہی
آب شیرین کے عوض چاہ زنخدان تیرا

بات بے مصلحت وقت نہین تو نے کی
بعین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

کون عالم مین ہے ایسا جو نہین سربسجود
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا

باغ عالم مین ترے دم سے ہے اپنی مستی
چلتے ہین سونگھ کے ہم سیب زنخدان تیرا

خوش بیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
کلمہ پڑھتے ہین وہ سنتے ہین جو قرآن تیرا

جسم خاکی سے ہے دشوار رسائی تجھ تک
گرد اڑکر نہین چھو سکتی ہے دامان تیرا

بانٹ چاہے جسے دولت دوجہان کی اے دوست
چاہتا تیرے سوا کچھ نہین خواہان تیرا

عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا اخیر
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

منت اہل توکل ہے کرم نے بھر دی
سیر نعمت سے دوعالم کی ہے مہمان تیرا

چھوڑتا عاشق شیدا نہین بے قتل کیے
تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہ گیا
کہنیون تک آستینون کو چڑھاکر رہ گیا

باغ مین مین بلبلون کو جو اڑاکر رہ گیا
خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکراکر رہ گیا

ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار
خواب سے سر فتنہ محشر اٹھاکر رہ گیا

کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین
مین بگولے کی طرح سے خاک اڑاکر رہ گیا

پڑ چکے تھے دست گستاخ اس کمر کے درمیان
شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا

سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اف نکی
صورت تبخالہ دل ہونٹون پہ آکر رہ گیا

کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب
خون جبتا تھا بدن مین جوش کھاکر رہ گیا

جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون سے ذکر
بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہ گیا

ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مچھرباغ مین
پانی پانی ہوگیا آنسو بہاکر رہ گیا

شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش
شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگاکر رہ گیا

جب نہ رہنا تھا دلا فکر دہان یار مین
بول اٹھنا تھا جگہ حجت کی پاکر رہ گیا

ٹھوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر کی
پاؤن اپنا یار کے کوچے مین جاکر رہ گیا

سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر
جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکاکر رہ گیا

تو نے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھ سے جو یار | ہونٹ کیا کہا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا

شمع ساں اظہار کا یارا نہ آتش کو ہوا
سر گذشت اپنی زبان تک لا کر رہ گیا

شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا | بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا
مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی | سحر تک مہ و مشتری کا قراں تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمِ دن کی | زمیں پر سے اک نور تا آسماں تھا
مکاں تھے دو چاند اُس نے مقابل | وہ شب صبح حشر کا جس پہ گماں تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل | فرحناک تھی روح دل شادماں تھا
مشاہد جمالِ پری کی تھیں آنکھیں | مکاں وصال اک طلسمی مکاں تھا
حضوری نگاہوں کو دیدار سے تھی | کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیاں تھا
کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا | کمر کی طرح سے جو غائب دہاں تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی | نہاں جس کو سمجھے ہوئے تھے عیاں تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

دل شب فرقت میں ہے از بسکہ خواہاں مرگ کا | اشتیاق یار سے افزوں ہے ارمان مرگ کا
چاہیے خال پری بہر سپند چشم غول | یہ چراغ گور ہے مجھ سے بیابان مرگ کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف جنوں | دیتی ہے پیغام ننگی گریبان مرگ کا
کیا بیان درد دل پیش اطبا کیجئے | کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا ہے درمان مرگ کا
جب کہا مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر | ہنس کے فرمایا نہیں مختار انسان مرگ کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجھ کو دی | جب کہیں دیکھا دیتا میں نے سامان مرگ کا
اس قدر گردوں مری قید گریباں سے ہے تنگ | پھیر کھپوڑوں ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا
دانت پیستے ہیں ہوئے ہیں موئے سر سارے سفید | گور سنتی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت میں آ نکلے اگر | صبح محشر تک رہے گا مجھ پہ احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون درپیش ہے طے کرنا میدان مرگ کا

روے مژہ ان آنکھون نے دل کو نکھادیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑادیا

تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے
گولی نے بے تفنگ نشانہ اڑادیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھادیا

دل دے کے بوسۂ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا

ٹھہرا حضور یار نہ ماہِ چہاردہ
دن ہو گیا نقاب جو شب کو اٹھادیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرادیا

تل کیا بنایا یار نے روے صبیح پر
فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹھادیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سُنکر اُسے گلال سا تم نے اُڑادیا

سودا ے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسادیا

بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبہ لگادیا

احسان مانو حسن خداداد کا تبو
تیھر تھے تم کو شیشہ سے نازک بنادیا

خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھادیا

پوچھا ہے عارفون سے جو ہنے مکان یار
آنکھون کو بند کرکے ہی دل کا پتا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پہ آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکادیا

خلخال پاے یار سے ہی یہ صدا بلند
غافل جو سونے تھے انھین ہمنے جگادیا

اللہ رے شوق دل کو نخچیر ان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھادیا

آتش حرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین جس کو ملادیا

شوق اگر کو چہ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا

گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہوا ے جان کہ تجھسا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

نہیں معلوم اُٹھیں دلجوئی نہیں جو کرتے
کہ ثواب اس کا ہے سو حج کے برابر ہوتا

اس قدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے
پیٹ میں مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لے جاتا
تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہے اُس رُخ کے پسینے کے شریک
شاملِ عطر ہے نی الواقعہ عنبر ہوتا

توڑتا پاؤں کو جو بخت کی خواہش کرتے
کاٹنا سر کو اگر مائلِ افسر ہوتا

قابلِ دید ہے ہر چند صفا سے وہ رُخ
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحرِ ہستی میں نظر آتے نہ مانندِ حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو ترا سر ہوتا

میٹھی باتوں کا عجب کیا ہے دہن سے اُن کے
بیشتر پستہ ہے آلودۂ شکر ہوتا

میرے زندان میں کرم بادِ بہاری کرتی
نکہتِ گُل کی طرح جانے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے نے ناب سے دیتا جمشید
آئینہ مجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گر دبھرتا کبھی آغوش میں لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت میں شبِ ہجر یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگیِ حسن سے کیونکر باہر
دوستِ اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر نے کا طلبگار رہیں اہلِ سافی
دونوں آنکھوں سے تری مست و ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارتِ دل
غنچۂ لالہ قبا پوش کا لشکر ہوتا

باغِ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے
لالہ تھا داغِ محبت جو میسّر ہوتا

سوزشِ عشق میں یہ دل ہی ہے قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

ردیف بائے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دورِ آفتاب
روبرے یار ہے اک قرصِ کافورِ آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیبِ روسیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتی ہے بے نورِ آفتاب

منھ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہوں میں
اے صنم جب پوجتے ہیں گبر مغرورِ آفتاب

مہر طینت میں تباں مہر طلعت کی نہیں
سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہیں ہجر یار میں تار شعاع
آسمان نیلگوں چھپتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو میں وہ مہ پیکر نہ ہو
چشم حربا میں پڑی بن جائے یا نور آفتاب

حسن غارتگر سے نسبت کون دیتا ہے اُسے
تابہ کے ہے پیش روئے پر نور آفتاب

بام پر وہ مہ وش آتا ہے صبح عید ہے
پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

سر بلندوں کے لئے ہے غیب سے آتش ہنر
آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب

تھمیں سکتا ہے کوئی جائے خیال یار خواب
تیری قسمت میں نہیں اے دیدۂ بیدار خواب

عالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا
کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بیمار خواب

پرتوہ ہے یہ مگر حسن لطیف یار کا
آنکھ میں نہیں ہے پر نظر آتا نہیں زنہار خواب

دیدۂ خانہ خراب اب روتے روتے چھوٹ جا
اڑ گیا پانی ہی بوئے انتظار یار خواب

دامن دایہ اُسے شاید کہ سمجھا کوہکن
جاتے ہی آیا میان دامن کہسار خواب

سایۂ طوبیٰ میں لے چل مجھکو اے خواب اجل
کیجئے تا چند زیر سایۂ دیوار خواب

خمگان مجھکو نظر آتے ہیں مردے پڑے
صبح تک ڈھلاتی ہے یہ چشم شب بیدار خواب

بعد مردن بھی نہوں گے بند روزن کیطرح
میری آنکھوں سے بہت کھتا ہے ننگ و عار خواب

زیست میں راحت کو کیا روؤں میں بعد مرگ بھی
گور میں آئے نہ گا وعدہ دیدار خواب

وقت شب ہو بادہ ہو تنہا مکان یار ہو
کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب

نیند آتی ہے مرے جاتے ہی آتش یار کو
ہو گیا ہے جان کو میری غریب آزار خواب

کیا دیجئے گا عاشق دلگیر کا جواب
خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب

آئینہ لے کے صنعت اسکندری کو دیکھ
تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہیں ابرو کمان ہے
نے اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب

خط دیکھے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہون
میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب

زندان مین شب کو ڈر کے جو اُسنے کیا ہے غل
مین نے دیا ہے نالۂ زنجیر کا جواب

لکھتا ہون بیت ابرو محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب

گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہان تک اپنے نوشتہ کو روؤن مین
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رُخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھُلا مطلب

تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہین
کافر و رندو پارسا مطلب

منزل گور مین وصال ہوا
گوشہ مین چھپ کے ہوگیا مطلب

التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوش سے ہو نہ آشنا مطلب

بیت ابرو کی کیا کرون توصیف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب

دہن زخم کشتگان سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب

برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب

بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب

اے شہ حُسن ہم فقیرون کو
ہے زبان سے تری دعا مطلب

دہن و زلف کا مین مائل تھا
کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب

حُسن سے عشق کون کرتا ہے
کس کو ہے درد بے دوا مطلب

فتنہ پرداز چشم کو اُس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعر حال گو تھا مین آتش
میرے ہر شعر مین بندھا مطلب

زعم مین اپنے یہ نافہم جو اُستاد ہین سب
معترض ہو جیے تو قابل ایراد ہین سب

صورت سیل یہ خوشرو ستم ایجاد ہین سب
خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہین سب

مکتب عشق مین جو ہین وہ فلاطون حکمت — کوئی شاگرد کسی کا نہین اُستاد ہین سب
آج کل چاہنے والون سے خفا ہے وہ شوخ — مستحقان کرم مورد بیداد ہین سب
روز اول سے ہین سایہ کی طرح سے ہمراہ — رنج واندوہ ملال اپنے یہ ہمزاد ہین سب
قطع ہوجائے اگر سلسلۂ مہر و وفا — پھر گرفتار نہین ہے کوئی آزاد ہین سب
دفتر عشق بھی کیا دفتر خوش طالع ہے — نظری فرد نہین اس مین کوئی صاد ہین سب
عشوہ و غمزہ و بد مذہب و ناز و انداز — واسطے تیرے گنہگارون کے جلاد ہین سب
آفت جان نہین موکونسا اُن مژگان کا — خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہین سب
شوق ہے دل مین تو آنکھون مین تصور اُس کا — منزلین جادۂ محبوب کی آباد ہین سب
صاف آئینہ سے ہین تیغ سے خونریز یہ تیغ — ان حسینون مین غرض جوہر فولاد ہین سب
کونسا دل ہے نہین جسمین غم عشق اے حسن — خونگر آہ و فغان نالہ و فریاد ہین سب
کیا تماشا ہے جو وہ سرو روان آنکلے — قد کشی کرنے کو ہمسایہ تو شمشاد ہین سب
جگر دیدہ و دل کا مین کہون کیا احوال — نامرادان مین سے ہر ایک ہے ناشاد ہین سب
عاشق خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہین — اُنکو دُوا کی ہے صدا سائل امداد ہین سب
آئینہ لے کے حسینون نے نہ یقین دیکھین — دام مین اپنے اسیر آپ یہ صیاد ہین سب
تو جو لیلےٰ ہے تو مجنون ہین ترے دیوانے — تو جو شیرین ہے تو عاشق ترے فرہاد ہین سب
صورتین کشتون کی اپنے نہین بھولا قاتل — خواب لیکھے ہین جو یوسف نے مرے یاد ہین سب
اس جفا جو کو نہین قدر وفاداری کی — رائگان محنتین ہین کوشش بیداد ہین سب
دل نہ کیونکر ہو حسینان جہان پر مائل — غیرت حور ہین سب رشک پری زاد ہین سب
قامت یار ہے بانی قیامت آتش — فتنہ پردازیان اس چشم کی ایجاد ہین سب

ردیف بائے فارسی

بہتر دکھائی دین کہین شمس و قمر سے آپ — دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ
موتے ہین گوش زد لب شیرین سے حرف تلخ — اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض بار یاب
اکانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ

فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجئے
واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ

آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھین گے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ

خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ

اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان
کچھ نازکی ہین کم نہین اپنی کمر سے آپ

آئینہ دیکھنے کا کہان ہے تھین دماغ
زلفون مین شانہ کرتے ہین کس دردسر سے آپ

اچھا ہون یا بُرا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون
آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ

کیا کیا ہمارا طائر دل ہے بھڑک رہا
کس دن شکار کھیلنے نکلین گے گھر سے آپ

ہوش ایسے اُڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی
آئے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ

بدنام ہو گے تم بھی جو رسوا کیا ہمین
ہے خیر اسی مین باز نہین اب بھی تر سے آپ

زاری بھی کر کے اپنے نصیبون کو دیکھ لین
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زر سے آپ

خانہ خراب عشق جو میری طرح کرے
ٹکرائین اپنے سر کو مرے سنگ در سے آپ

آتش تمھارے گریہ مین ہوتا جو کچھ اثر
کرتے درخت خشک ہرے چشم تر سے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
نوچکیان چلین مرے سر پر تمام رات

سونے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات
وعدہ ہے میرے آپکے دن بھر تمام رات

اللہ ری صبح عید کی اُس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

گلشن مین آ گیا جو قد یار مجھ کو یاد
رویا مین زیر پاے صنوبر تمام رات

غفلت مین اپنے عہد جوانی کو کھو دیا
اب بیٹھے ہاتھ ملتے ہین کھو کر تمام رات

کیا انتظار یار کی حالت بیان کرون
رہتی ہے جان آنکھون کے اندر تمام رات

بے یار دل کسی سے نہ میرا بہل سکا
کیا کیا حمک کے نکلے ہین اختر تمام رات

کرنے دے کرتے ہین جو ہوسناک گرمیان
باقی پڑی ہے اے دل مضطر تمام رات

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلفِ یار نے
ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات

اے ماہ چاردہ یہ گریزاب نہین ہی خوب
پہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات

کھولے نہ نعل کہین لحد تیرہ روزگار
سوتا نہین کبھی مین لپٹ کر تمام رات

گنڈیری چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا
ٹیکا کیا مین سر کو پس در تمام رات

تا صبح گفتگو تھی نگاہون مین یار سے
آنکھون مین دشمنون کی کیا کھر تمام رات

بے یار فرش گل مری آنکھون مین خار تھا
لوٹا کیا مین کانٹون کے اوپر تمام رات

دیوانہ کونسے صنم بادفا کا ہون
زندان مین میرے آتے ہین پتھر تمام رات

دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک
باقی ہی مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہی کسے آتش بغیر یار
بالین مین خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست
ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست

حور کی تعریف گو یا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست

تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے
مجھکو گورستان کے اوپر ہی گمان کوے دوست

ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہی نیند
ہجر کی شب مین سنون گا داستان کوے دوست

رشک سے کہتے ہین مین نے صاف سمجھا رقیب
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست

نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین
آشناے وزد نکلا پاسبان کوے دوست

قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

چاہِ رہ نقش قدم ہی خار رہ فتراک ہی
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین
اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوے دوست

تار تار پیرہن مین بھر گئی ہی بوے دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہین مسین مطلع ہی صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہین اترے ابھی گیسوے دوست

دور گردل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کس کو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلین گے عقدہ ہاے موے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست

دو مرین گے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اڑاتی ہو ہوا اے تند خاک کوے دوست

اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات
مرض جل بسنے کی دیتی ہے خبر آج کی رات

جلوہ گر ماہ ہے خورشید لقا دلبر ہے
جمع ہین گھر مین مرے شمس و قمر آج کی رات

بھولتا ہے کوئی بنیاپی دل کا عالم
یاد آوے گی کل اے درد جگر آج کی رات

شام سے دل کو خیال رخ نورانی ہے
خواب مین مجھکو دکھا دیگی سحر آج کی رات

دو گھڑی بیٹھے تکلیف جو کی ہے صاحب
لعبدمت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات

روشنائی مین مین پاتا ہون عدم کی ظلمت
اے قلم چھوٹے نہ مضمون کمر آج کی رات

صبح ہوتی نظر آتی نہین ہر گز آتش
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

رخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
بند کر کھول کے آنکھون کو نہ درہاے بہشت

گل ترے چھلے کے اے حور ہین گلہاے بہشت
دیکھنے آتے ہین مشتاق تماشاے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہے جب سے
ہاے حسرت کبھی کہتا ہون کبھی ہاے بہشت

رند ہون مجھکو خرابات مغان جنت ہے
سر زاہد کو مبارک رہے سوداے بہشت

نہین ملتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤن گا مین خرماے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریائے بہشت

سائل کوئے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہین پروائے بہشت

گل جنت سے ہی خوشرنگ وہ روئے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہی طوبائے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے
پھر وہ کافر ہے جو اُس کو رہی چاہے بہشت

داد حشر سے محشر مین کہون گا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمنائے بہشت

محفل حور وشان کو یہی میری ہی دعا
تجھکو آباد رکھے انجمن آرائے بہشت

تیرے کوچہ کی ہوا اُس مین نہ حلیتی ہوگی
مر کے بھی دیکھ لین مشتاق تماشائے بہشت

حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین
صورت بار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت

دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
اسکی بھی چشم نہین نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رند ہی آتش
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سودائے بہشت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

نیشہ سے جب کرے گی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دے گی تجھے کوہکن درست

منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست

سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست

رکھتے ہین آپ پاؤن کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست

جو پہنے اُس کو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہی یہ پیرہن درست

عشاق دیوانے اُس کو وہ پہچان جائین گے
چھپتی نہین ہی صورت بیمار و تندرست

صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست

آرائش جمال کو مشاطہ چاہیے
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

جامہ پہ اُس کے قطع ہوئی ہے قبائے ناز
ٹھیک اُس کو جانے سمجھے اُسے دیدہ ور ست

آئینہ سے بنے گا رخ یار کا بناؤ
شانہ سے ہوگی زلف شکن در شکن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

آئینہ رکھکے سجدہ مین اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش کے جو ہو برہمن درست

بھاری نہ ہووین گی مجھے مجنون کی بیڑیان
بہر امام کا ہے یہ سن درست

پرچھا وان اُن کا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملہ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست

طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو
اپنے شکستہ حال سے کیجے سخن درست

مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ سست کی
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست

دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہے جہان تیرے نہین اے یار مست
دیکھے جس کوچہ مین بڑ مارتے ہین چار مست

کہکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرو مستار مست
سر بسر ہے جو مستون مین وہ ہے سرشار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت حصول
عشق رکھتا ہے نہین بے بادۂ گلنار مست

فصل گل ہے ساقی یوسف نقاب مین ساتھ ساتھ
لالہ گون مے پیتے پھرتے ہین سربازار مست

کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

زاہدون کی پنجگانہ سے فضیلت ہے اُسے
نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست

ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے بیدار مست

دخترِ رز کے لیے ہوتا ہے اکثر کشت و خون
محتسب پر کھینچے ہین آنکھین تلوار مست

منکشف ہے مجھکو احوال خرابات مغان
میرے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست

عام ہے سودا تمھارے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیرون مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست

زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہین
ساغر گل سے ہوے کس دن چمن مین خار مست

آگے آگے ہو کے یاد اُن کو دلا دیتا ہون مین
بھول جاتے ہین جو راہ خانہ خمار مست

خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون
باغبان مست و صبا مست و گل گلزار مست

روشنیٔ دل سمجھتے ہین زلال باد کو
دردمے کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست

ترک عادت ہے عداوت آدمی کیواسطے
مے ندی تو نے تو اے ساقی ہوے بیدار مست

وللہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہین سن سن کر ترے اشعار مست

آئینہ کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربان شان حسن عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیال دوست
یان تو یہ حال ہے نہین معلوم حال دوست

الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے
صورت دکھاتے ہدہد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہم کو کمال دوست

سن کر فسانہ یوسف و یعقوب کا کہا
کرتا ہے چشم بار کو روشن جمال دوست

اُن ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون
ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو امین کا
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست

وہ مہد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشہ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کافور ہے عیان
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر — ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست
موج کی طرح سے ہے خونریز عاشقان — پہنے لباس سرخ تو ہے حسب حال دوست
گڑ گڑ گئے ہیں سرو چمن قد کو دیکھکر — گردن کشوں کے سر ہوئے ہیں پائمال دوست
انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی — اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست
رہتی ہیں آنکھیں بند تصور میں یار کے — تار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے — آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست
مانگیں جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجئے — اے یار دوست رد نہیں کرتے سوال دوست
رخسار یار پر ہے کسے آرزوئے خط — ہو رو سیاہ اس کا جو چاہے زوال دوست
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح — دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست
آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہے کہا — خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تائے ہندی

گل کو قبا میں کے تو اے کج کلاہ کاٹ — مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ
شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی اسے — صورت دکھا کے رنگ رخ ماہ کاٹ
فتار کر دیا مجھے اے مار زلف یار — سوتے میں سونگھ جاتے ہیں خواہ خواہ کاٹ
عاشق ہوں بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار — روز نیہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ
اس ترک سا ہے کونسا خونریز دوسرا — کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ
کہتا ہے ہجر میں یہی اس شمع رو کا دھیان — تو روشنی کے شغل میں روز سیاہ کاٹ
اے ترک تیرے قبضہ میں ابرو کی تیغ ہے — چن چن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ
موئے مژہ ہر ایک چھری ہے بکیت کی — بد بین ملائمین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ
بیوجہ عاشقوں سے نہ منھ اے صنم چھپا — بیجرم و بے قصور نہ حق سیاہ کاٹ
قاضی کو عاشقوں کی عدالت میں حکم ہو — سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ

آتش خوش دل نہ پسیجیگا یار کا

بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کاٹ

دو ٹکڑے کر چکے کہیں تیغ دوسر کی چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ

آزار عشق سے یہ ہوا ہوں میں ناتوان
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گلبرگ تر کی چوٹ

بگڑایا کرتے ہیں شب و روز اس سے متصل
سر ہی ہمارا اور ترے سنگ در کی چوٹ

درد اُس کو ہوگا سُن کے مری آہ دردناک
جس دل نے کھائی ہوویگی برچھی نظر کی چوٹ

مشتاق درد عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
کھاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ

اے آسمان دکھائیں گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمس و قمر کی چوٹ

بدبین کو اپنی بزم میں اے بت جگہ نہ دے
پتھر کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ

ہوتا ہے آہ سرد سے یوں اپنے دل میں درد
پُروا ہوا میں دکھتی ہے جیسے شجر کی چوٹ

دل کو لگی ہے چشم سیہ کی تری نظر
رکتی نہیں کسی سے قضا و قدر کی چوٹ

مفلس کا کام یاں نہیں دولت کا کھیل ہے
دنیا قمارخانہ ہے جیتی ہے زر کی چوٹ

بدتر نہیں ہے غم غم فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ

صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو
اس کے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ

سودائے عشق ہو نہ تمہارے دماغ میں
آتش بٹھا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

ردیف تائے مثلثہ

دل میں گھر کر کے منہ آنکھوں سے چھپاتے ہو عبث
ناز و انداز سے باہر ہوئے جاتے ہو عبث

چوٹی ایڑی سے مریجان بڑھاتے ہو عبث
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث

اے تو تم کو بھی دعوائی الوہیت ہے
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث

عاشقوں سے نہیں کیا سجدہ ادا ہو سکتا
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی
اس خطرگاہ میں تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث

مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہیں
ہکوا بر و کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحب سیب زنخدان و بہ غبغب ہو
کس زبان سے میں کہوں تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھوں تو مغاں کہتے ہیں
آنکھوں میں دختر رز کو نہ چھپے جاتے ہو عبث

بوسے لیتا ہوں تو کہتا ہے وہ رشک یوسف
گرگ کی طرح سے منہ کیا پہ لگائے ہو عبث

شاعر و ذکر وہاں و ہمہ یار نہو
سر مخفی ہیں زبان پر انہیں لاتے ہو عبث

سایہ سان لگ چلو آتش نہ سہا جائے تم
دشمن و دوست کی آنکھوں میں سمائے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرا مزاج
بہ جائے پانی ہو کے جو بدلے ہوا مزاج

اک دم رہے نہ باغ جہان میں شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئیں ہم
بیگانگی سے اپنا نہیں آشنا مزاج

اکدن رکا نہ تنگ نبل میں لیا ہزار
اُس گلبدن کا پا گئی ہے کیا قبا مزاج

پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف
کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج

مشق ستم ہے اُس لئے اُس طفل شوخ کو
اصلاح پر نہ مجھ سے کبھی آئے تا مزاج

صحت نہیں نوشتہ بیمار عشق میں
چھٹ جاتی ہے غذا نہیں پاتی دوا مزاج

کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج

ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے مگر بتوں کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہوں میں دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہے یہ بیوا مزاج

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج
گنج اگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج

تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب انسان بنج
شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کہیئے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج

خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم میں نہیں
قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہے اندھیرا کیا ہے وعدہ یار سے
شمع کا ہونا نہیں ممکن کہاں پروانہ آج

وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اُسے
شہر آباد اُس کے دیوانوں سے ہے ویرانہ آج

نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہیں
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم میں
شمع اُڑ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج

ہمنشین کہتے ہین و کر عیش نصف عیش ہے
مین کہون تو سُن جمال یار کا افسانہ آج

امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین
ایکسا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین
ساتھ لے کر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج

تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا رفوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ پیمانہ آج

نقش آسیب پری ہے صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُس کا امتحان ہو جائے گا
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج

میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز
کس طرف جاکر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف بطرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہین جس مین ہے بارخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہیں یکسان
گرگ و یوسف سے برابر ہے ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ازبان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دے کر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اتر جانا ہے بحر عشق سے
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اُسے
آئے گی گھر مین ہمارے سر بسیلاب موج

دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا ترک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج

کیا سمجھ کر بحر ہستی مین کروں راحت طلب
دیکھتا ہون روز و شب دریا مین ہین بیتاب موج

چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حُسن
قدرت اللہ دیکھے گی شب مہتاب موج

بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت سیماب موج

گنج باد آورد ہا لاوے جو خسرو ہو کوئی
اب بھی ہے آتش میان عالم اسباب موج

ردیف جیم فارسی

اک روز اس سرائے سے ہے لاکلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائین عام کوچ

اک عمر سے روان ہون رہ کوے یار مین
دکھلا چکی وہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہین یان ہے دوام کوچ

منزل مین گور کی مین مسافر پہونچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ

مرتا ہے جان بلب ہے مسافر ہے بے خبر
حذرت سے تیرے کرتا ہے اب یہ غلام کوچ

حرب دیکھو رہروی مین ہون رگ رگ روان مثل
میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہے نام کوچ

دن رات روز و شب ہے وطن مین سفر نصیب
وہ بچہ مغز سمجھے ہین سودائے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین انجکل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

ردیف الحاء

شفق صبح ندیکھی نہ سُنی نوبت صبح
وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہے مری غفلت صبح

شکوہ کس منہ سے زمانے کی دورنگی کا کروں
رشک شب زلف سیہ چاند سا منہ غیرت صبح

دیکھکر آئینہ یار آنکھ نہین پھر جاتا ہے
یاد آتی ہے مجھے بھولی ہوئی صحبت صبح

مئے گلرنگ سے بھر جام صبوحی ساقی
ظلمت گور مین یاد آئی یہ کیفیت صبح

وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے
شام سے پھرتی ہے آنکھون مین مری صورت صبح

کوچہ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد
یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح

عہد پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت مین نہ کھو فرصت صبح

نور کا نام سیہ خانہ گردون مین نہین
گور مین ساتھ ہی لیجاؤن گا مین حسرت صبح

آتش اک رات جو تنہا وہ دل آرام ملے
سجدۂ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ
بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ

مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیوتی سا رنگ
لازم جریدتین کو ہے نسترن کی شاخ

جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہی
آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرنکی شاخ

دیکھا جو سخت روئی ابنائے دہر کو
سمجھا مین نرم موم سے بھی کر گدنکی شاخ

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ

باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا
سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ

روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے
گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ

تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے
ہوتی جو خاردار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ یہ ذقن کی شاخ

مے نے کئے عذار بت شوخ و شنگ سرخ
گندن کا اور آگ مین ہوتا ہی رنگ سرخ

نسبت یہ گل سے ہی ترے جسم لطیف کو
ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سرخ

روئے نگار ہے جو ہے نقش مدام مرا
کانٹون نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگ سرخ

جوش جنون نے گو کہ مجھے زرد کر دیا
چہرہ کو میرے رکھتے ہین لڑکون کے سنگ سرخ

گو صید ناتوان ہون پر اتنا ہو گرم خون
ہو جائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سُرخ

تحریر وصف لعل نگارین یار مین
شنجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سُرخ

کیفیت شراب ہے جوہر شجاع کا
ہوتا ہے چہرہ غازیون کا وقت جنگ سُرخ

لکھا جو ہے جواب خط شوق یار نے
قاصد کا مثل رقعۂ شادی ہے رنگ سُرخ

کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین
گشتے کی چارپائی ہے اپنا پلنگ سُرخ

عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک شوخ کے
جبتک کہ گرم ہو کے نہ ہوے تفنگ سُرخ

ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے
لالہ کے پھول سے ہو شراب فرنگ سُرخ

اُس طفل نے بڑھا کے شفق سے لا پتنگ
جس دن قریب شام اُڑایا پتنگ سُرخ

ہوگی تری طرح سے نہ اے ترک خوشنما
پہنے پھرے لباس سیاہ فرنگ سُرخ

قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو
روے زمین ہو صورت میدان جنگ سُرخ

چھوٹا لحد مین دل کا پھپھولا تو دیکھنا
ہو جائے گا مزار کا آتش کے رنگ سُرخ

قدرت حق ہے صباحت سے تماشا ہے وہ رُخ
خال مشکین دل فرعون مدبیضا ہے وہ رُخ

نور جو اُس مین ہے خورشید مین وہ نوکیمان
یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہے وہ رُخ

پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے
آئینہ سے دل عارف کے مصفا ہے وہ رُخ

بزم عالم ہے توجہ سے اُسی کے آباد
شہر ویران ہے اگر جانب صحرا ہے وہ رُخ

سامری چشم فسون گر کی فسون سازی ہے
لب جان بخش کے ہو نیسے مسیحا ہے وہ رُخ

دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پر
دولت حسن کے پیش آنے سے دنیا ہے وہ رُخ

سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پرون سے اپنے
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رُخ

گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کوئی ثانی نہین لاثانی ہے یکتا ہے وہ رُخ

کونسا اس مین تکلف نہین پاتے ہرچند
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رُخ

خال ہندو ہین پرستش کے لئے آئے ہین
نیلیان آنکھون کی دو بت ہین کلیسا ہے وہ رُخ

کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اُس کا
خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہے وہ رُخ

اُس کے دیدار کی کیونکر نہوں آنکھیں مشتاق
دلربا شے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ

تا کجا شرح کروں حسن کی اُسکے آتش
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
دمن زخم کہیں خانۂ احسان آباد

کون ہے جو تری دوری مین نہین مرتا ہے
ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد

بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی
بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد

مدتین دل کے خرابہ کو ہوئی ہین دیکھین
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد

سرو اکڑتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے
یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد

کوچۂ یار مین ہو دشمنی اپنے دم کی
کعبہ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد

کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے
منزل دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد

وہ شہ حسن پریشان ہمین کیون رکھتا ہے
چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد

کوئی پریون کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے
مین سمجھتا ہون کہ ہے ملک سلیمان آباد

خوبرویون کا ہے آنکھون مین تصور رہتا
خانۂ چشم کو کرتے ہین یہ انسان آباد

جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر وہ محبوب
جلوۂ یار سے ہے عالم امکان آباد

ساری رونق ہے یہ دیوانون کے دم کی آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید
چشم بدبین کو کرے گردش ایام سفید

لیکہ اُس بت کی طبیعت ہے زمانے خلاف
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید

کونسی شام نہین صبح ہوئی اے مغرور
ایک دن ہوتی ہے یہ زلف سیہ فام سفید

قطرۂ اشک مین سرخی کا کہین نام نہین
لہو تیرا بھی ہوا اے دل ناکام سفید

دل کی تسکین کو مین پیغام صفا کا سمجھون
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید

چاندنی رات مین وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹنے دوڑتے ہین مجھکو در و بام سفید

وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا
مین ادھر زرد اُدھر روئے دلارام سفید

نسبت اُس فتنۂ دوران سے کوئی اندھادے
یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید

کسی حالت مین نہین فکر سے دشمن غافل
آفت مرغ ہے رنگین ہو یا دام سفید

بس ہے اتنی ہی زمانہ کی دورنگی آتش
مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید

قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجکو جزا میرے بعد

ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھ جائین گے
مکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہو گا
نرہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

زندگی تک ہین قیامت کے یہ سارے دھڑکے
مجکو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار رہون وہ دشمن جان
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد

مین جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس
گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد

خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ
ہاتھ ملیئے گا بہت ملکے حنا میرے بعد

قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر
بوئے گل کسکو سنگھاوے گی صبا میرے بعد

کلہیج نہین رہنے کی تمھارے سر پر
تنگ وحشت ایسی نہووے گی قبا میرے بعد

ہڈیان کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
صدقے ہو گا مرے قاتل کے ہما میرے بعد

مین نہون گا تو نہ ہو گا یہ تمارا لفت
کوئی بدنے گا نہین شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز
فرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

آئینہ رکھ کے بنانے کے نہین شانے سے
مختصر ہووے گی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحے کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندانی رات مین مکھولون جو تری خوابین بند
عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل مجھے کسی سے نہ کہی
رہ گئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھوں جو خط سو قیس
لیکھنی ہووے سیہ سیکڑوں القاب مین بند

اپنے ہمجنس سے شاید کہ ملے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجئے جو سیماب مین بند

ناز کرتا ہی وہ بت اپنے ہوا خواہون سے
برہمن ہوتے ہین وان خانہ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا
روح مستانہ ہے مینائے مے ناب مین بند

آستین جوش مین کیا آنسوؤن کو روکے گی
ٹھہر سکتا ہے کہان آمد سیلاب مین بند

روز وصل آئے گا آخر شب ہجران ہوگی
کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند

زمزمے کرتا ہی شاید کہ لگین ہین آتش
رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

تا چند کروں سینہ مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
در رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

ہم الفت دین ہے اسے ہم لذت دنیا
وہ گنج ہے دل جس مین ہی نقد دو جہان بند

منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلین ہین مری لیکن ہی زبان بند

گردش ہی جو قسمت کی وہ موجود ہی واان بھی
گو شیشہ ساعت مین رہے ریگ روان بند

پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہے آواز سگان بند

تنگ آکے شب وصل مین ہو جائے برہمن
اندام کو اس گل کی قبا کے ہون گران بند

سرسبز گلستان ہون چلے باد بہاری
کھولے اسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچہ قاتل سے ہے آتی
ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کئے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائے گا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقانی کو قیامت ہے مکان بند

مخمل لپٹیون مین تو دم کرے خیال یار بند
خواب بد دیکھون جو ہووین دیدۂ بیدار بند

جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہونہ ہو
بیشتر کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہون وعدہ خلافی سے ترے احوال شب
کھول کر دروازے کو کرتا ہون سو سو بار بند

دل مین آتا ہے کہ اکدن روکے دھو ڈالون یہ پاؤن
روز لکھتے ہین کرامات کا تیین دو چار بند

حسن جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
آجکل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند

تو نے اک بچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
کرتے ہین قالب تہی سنکر اُسے دستار بند

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پر کمر کھولون ترا شلوار بند

دیر مین جاوے اُلٹ کر گر تو پہرے نقاب
مصحف رُخ پر تصدق بت کرین زنار بند

گوش زد ہوتے اگر تقریر تیرے مست کی
زاہدان خشک ہون مثل زبان خار بند

موسم گل کی ہوا جلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے مین تا چند رکھے گانے گلنار بند

مطلع
جب قالب مین آئی بھکبھکا آتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس مین بلبل گلزار بند

خوبرو ہوتے ہین سن کر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دہر مین مین
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو اکھین دیکھا ون
زرد ہووے گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

دل منور ہے خیال رخ نورانی سے
پرتو ماہ سے رہتی ہے یہ تنویر سفید

کیا جوانمردون کو اجلا یہ دنی رکھے گا
اوڑھ لے آپ تو چادر فلک پیر سفید

سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ ہٹے اور نہ منہ پر سے ہو شمشیر سفید

وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ
چشم بد خواہ ہو مثل قدح شیر سفید

کام فرمائین تکلف کو جو دیوانے تو ہو
قصر سنغم کی طرح خانہ زنجیر سفید

شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع تو ام
رخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید

عقل نے اصل حقیقت سے کیا ہے آگاہ
خون سمجھتا ہون مین ہر چند کہ ہو شیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر — مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران نے لیا ہے لہو جونک کی طرح — کیوں نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

ردیف دال ہندی

رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ — اس ترک تیغزن کو ہے تلوار پر گھمنڈ
ہوگا خزان میں رنگ دگرگون بہار کا — گلچین کا یہ دو ہفتہ ہے گلزار پر گھمنڈ
عاشق ہیں گرد رہتے ستارون کیطرح سے — زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ
کبر و غرور کی ہے سزا اور اسی کی شان — حسن و جمال ختم کریں یار پر گھمنڈ
تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب — گفتار پر ہیں اُسے رفتار پر گھمنڈ
دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے — کیجئے قبا پہ اور نہ دستار پر گھمنڈ
یوسف کو اپنی گرمی بازار پر گھمنڈ — یوسف تھا سے میرے زیادہ نہ ہوویگا
عیسیٰ مریض عشق سے اپنے نہ پھیر منھ — لازم نہیں ہے شربت دیدار پر گھمنڈ
آتش سخن شناس سے قدر سخن سمجھ — سارا ہے اس گہر کا خریدار پر گھمنڈ

ردیف ذال

زور بازو وہی کو بازو کا میں سمجھا تعویذ — بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ
دشمن و دوست پس ادمرگ ملیں گے آنکھیں — نقش حب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ
دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش — نہ زرہ پہنی کبھی میں نے نہ باندھا تعویذ
جذبۂ دل سے پری رویوں کو تسخیر کیا — نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ
ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی — لکھ کے کس روز کنوئیں میں نہیں ڈالا تعویذ
مے کی تکلیف نہ کیوں کر کریں ان آنکھوں کے جام — موے سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ

نہیں ملتی کسی صورت سے بلائے مبرم — ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف راء

شانہ توڑا تار گیسوئے معنبر توڑ کر
پھل نہیں پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے دل کو سینہ میں نہیں دیکھا نہاد
قاعہ میں تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا لسکہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے جھٹلا لیا پر توڑ کر

چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اہل کوہ کن
چھینا شیریں کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بدمستی میں بھی
شیشہ کو منہ سے لگایا میں نے ساغر توڑ کر

ایدل صد چاک اُلجھکر زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا اُن گیسوؤں کے شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو میں رہے گا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے
محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لا اُپانی دیکھنا
پھیر دے گا چار دن میں اے سکندر توڑ کر

قید ہستی سے جو تنگ آتا ہوں کہتا ہے دل
توڑ دے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر

یاد آتے ہیں ستم اُس سنگ دل محبوب کے
توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر

دیکھنے والا جو آتش کا مجسما اُٹھ گیا
چھینکدو گے اے حسینو تم یہ زیور توڑ کر

دم فنا کرتا ہے آتش جنبش مژگان کا شوق
چھیدتے ہیں دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

جلد ہو بہر سفر اے مہ کنعان تیار
ہو چکا یترے لئے مصر میں زندان تیار

باغ عالم میں ہوں میں وہ شجر سوختہ بخت
مری شاخوں سے ہوئے سرو چراغاں تیار

آبلہ پائی نے صحرا میں رُلایا جو مجھے
ابر مژگان نے کئے نخل مغیلان تیار

چل دلا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا
برچھیاں تانے ہوئے ہیں صف مژگان تیار

پشت پا کیوں نہ یہ کونین کے اوپر مارے
دست قدرت سے ہوا پیکر انسان تیار

سربلندی بھی ہے سرگشتگی بخت کیساتھ
خاک اُڑے اپنی تو ہو گنبد گردان تیار

زخم کے واسطے رکھتا ہوں نمکدان تیار
رنج اٹھانے میں زلیس میں نے مزا پایا ہے

تو بھی اے گریہ دکھا چہرۂ رنگین حبیب
بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار

زور بھی خاک کے تپلے کو نہیں بچتا ہے
کشتی لڑنے کو ہوئے گبر و مسلمان تیار

غم عالم ہے شکار دل شوریدہ مزاج
میں نے پہلو میں کیا شیر نیستان تیار

کون سے روز نہ دامن نے مجھے اُلجھایا
کب گلا گھونٹنے کو تھا نہ گریبان تیار

بعد مجنون جو گیا میں مرے سر پر آتش
سایہ کرنے کو ہوئے بید بیابان تیار

بھاگو نہ مجھ کو دیکھ کے بے اختیار دور
اے کوہ کن ابھی تو ہے فصل بہار دور

مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہے
وہ کعبہ مراد ہو ہم سے ہزار دور

عیسیٰ نے نسخہ میں ترے بیمار کے لکھا
دردِ فراق کو کرے پروردگار دور

اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث
چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھ سے دیار دور

گردن نہ خم ہو شمع صفت گو جہان نہاں
تن پر سے میرے سر کو کریں لاکھ بار دور

مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے
ڈھونڈھا ہے جب تو ہم کو ملا ہے شکار دور

روپوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہیں
نزدیک دل سے ہے رہے آنکھوں سے یار دور

کیف شراب میں ہے مزا فکر شعر کا
رکھتا پیالہ سے ہے ارادہ سوار دور

بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے
کرتا ہوں آہ کھینچ کے دل کا بخار دور

تسکین کے لئے گئے منزل میں گور کے
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور

فرقت میں یار کے یہ سخن کیجیے مرا
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمتگزار دور

پیری میں ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر

ضبط گریہ سے جلا کرتی ہیں آنکھیں سچ ہے
بند ہونے سے ہے ناسور کا سہنا بہتر

دونوں ہاتھوں کی ترے یار کروں کیا تعریف
بایاں دہنے سے تو پھر بائیں سے دہنا بہتر

یار کو دیکھیں گے پہنا کے شب مہ مین اُسے
ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
نفس امارہ سا رکھتا ہے یہ سرکش دشمن
آدمی کے لئے غافل نہین رہنا بہتر

ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین اے آتش
جو کہے یار ہمین سُن کے یہ کہنا بہتر

خط سے کب جاتے ہین عاشق کوئے جانان چھوڑکر
کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دہقان چھوڑکر
کعبہ سان حلے ادب ہی چار دیوار حسد
یان قدم رکھتا ہے تخت اپنا سلیمان چھوڑکر
لکھا لیا داغ فراق یار نے آخر مجھے
ہو نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑکر
مصحف روئے صنم سے منحرف زاہد نہو
منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑکر
مٹ نہ بعد مرگ بھی اے داغ الفت ہی بعید
صاحب خانہ کو سوتا جائے مہمان چھوڑکر
نیک بختون کو نہ دے رنج انقلاب روزگار
واصل خورشید ہو شبنم گلستان چھوڑکر
فرقت تن سے ہی شادان روح اپنی جس قدر
خوش نہ ہوگا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑکر
چاند سے رخسار پر لہرا کے آنے دیجئے
کیجئے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑکر
کار مرادانہ کیا چاہے ہوائے دست جنون
کھینچ دامان پری میر اگر یبان چھوڑکر
شہد لب کا تیرے سن پایا تھا افسانہ نہین
زہر کھایا مورچون نے شکرستان چھوڑکر
باغ مین آکر کہان جاتا ہے اے رشک بہار
گل کو خندان چھوڑکر بلبل کو نالان چھوڑکر
اے کمان کش ہی کشش سے دلکی اُمید قوی
تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑکر
کاکر کوچے قدم رکھ سرزمین عشق پر
کھیت ہاتھ اُس کے ہی بھاگا جو نہ میدان چھوڑکر
اُن لبون سے گیسوے مشکین کا قصد دیدار کر
تنگ ہوگا اس ختن مین یہ بدخشان چھوڑکر
باغ عالم مین وہ ایسا کونسا محبوب ہے
خاک اُڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑکر

ہستی فانی ہے آتش چار دن مین نیستی
فکر عقبیٰ کا کرے دنیا کو انسان چھوڑکر

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آجکل چلنے کو ہے باد بہاری تیار
دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
دیدۂ تر سے ہوئی جان ہماری تیار

تجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا
کشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے
پھانسی لیجیے اسے گردن ہماری تیار

سرمہ اندھیر جنا قہر قیامت مسّی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر
بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہ ہوئی
اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار

اس زمانے مین سپاہی نہین بیگاری ہین
نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار

ضد سے دھیان اُس کو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

کمر یار کا شک اُن کی کمر پر جو پڑا
پھاڑ کھانے کو ہوے یوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان نبکے غبار اُڑھاؤ
باد کے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار شیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیماب پر پڑے
لا دے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہو طفل کو قرار
رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر

بالائے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

چلتے ہین کیا یہ مار کے معذور ٹھوکرین
سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کیساتھ ساقی سبو کی طرح لئے جام دوش پر
اے موت آ کہین رہون تا چند منتظر لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اٹھاؤن گا مین در و بام دوش پر

جھڑتے ہین پھول منہ سے اس تنگی دہن پر غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر
بعد فنا کفن مین کے پانی سے غسل دینا کھولی ہے مین نے جان سرین چھ ذقن پر
دونون کلائیان دو پھولون کی ڈالیان ہین گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر
کیونکر نری قبا سے تشبیہ دون مین اس کو دو بوٹے بھی نہین ہین اک گل کے پیرہن پر
ہمسے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہے نالون سے اپنے کس دن بجلی گری چمن پر
گھبراتی ہے یہ اس مین وہ اس سے کر رہا ہے جادو کیا ہے غم نے کچھ میری روح و تن پر
دیکھے جو تل کسی کے نازک کلائیون کے بھونرون کو مین نے سمجھا شاخ گل سمن پر
بھوکون کو سیب بہ مین راہ خدا کھلاؤن بوسہ کو لب جو پہونچین اُن غبغب ذقن پر
اُس ترک سے جو کی ہین صحرا مین جا رہا ہین جھنجھلا کے کیا ہی کتے چھوڑ دائے ہین ہرن پر
کشتون کو تیری تبرین دیکھین جو دیکھ لینا زندون کو ہو گی حسرت مردنی کفن پر
دو پھل ہوئے ہین پیدا اک مخمل حسن مین سے بادام و پستہ صدقے اُس چشم اس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو دو جب زمین پر اس بیکدو گز کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر نشہ کا ڈورا بلائے جان ہے اس تلوار پر
شرم سے وہ شرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین رات بھاری ہو گئی ہے مردم بیمار پر
خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر
چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرد کو شانہ مثل دلف ہاتھ پھر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر
کھینچتا ہے آپ کو دور اس قدر کیون آفتاب سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر
کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان چاہ مین اک پاؤن ہے اک پاؤن ہے دیوار پر

سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
پھونک ہی دے گی گریگی جبکہ بجلی خار پر

حسن کے منہ کی نقاب الٹین گے بیماران عشق
مہر توڑین گے جو کی ہے شربت دیدار پر

کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل بیمین
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر

رد دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
تمنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر

رنگ شب اڑتا ہے گیسوئے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

لٹپٹی پگڑی سے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر

تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کیلیے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر

تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر

دوست کو لے کر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین
رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر

یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر

دام مین لاکر کرے صیاد بے پروا حلال
بلبل بیتاب صدقے ہو چکی گلزار پر

خود غلط ناحق نہون تقلید آتش سے ہلاک
چور کب منصور بن سکتا ہے کھینچکر دار پر

دکھائی حسن نے قدرت خدا کی آکے جوبن پر
چراغ طور کا عالم ہے تیرے رخ روشن پر

کرین گے اس سے صید اکدن بجائے تیغ قاتل کو
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن پر

دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ مین نیرنگی
دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر

نمازی کو شراب اس نے پلائی جاکے مسجد مین
کلیسا مین گیا توبت کو دے پٹکا برہمن پر

کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منھ اس کا کرتا ہے
ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر

بھلا دیکھین تو گو بازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادھر ہم بھی ہین توسن پر ادھر تم بھی ہو توسن پر

مری آواز پاسن کر فنا ہو جان موذی کی
وہ رہرو ہون کمر باندھی ہے جس نے خون رہزن کی

وہ بدگوئی مری کرتا ہے مین نیک اسکو کہتا ہون
فرشتے میرے لعنت کرتے ہون گے میرے دشمن پر

نمود غیر ہے مقصود دل آتش مزاجون کو
یہ ساری گرمی حمام ہے موقوف گلخن پر

تماشا دیکھ گورستان مین نیرنگ زمانہ کا
جو گل ہین خندہ زن تو رو رہی ہے شمع مدفن پر

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز بید مجنوں نے
نشان داغ مجنوں رہگیا صحرا کے دامن پر

عروج حسن بازاری پسند دل نہیں ہوتا
مجرد ہوں مگر رغبت نہیں قحبہ کے جوبن پر

جنوں نے چل بیابان کو مجھ بن باز آیا گلستاں سے
خوشی آتی ہے کسے چشمک زنی نرگس کی سوسن پر

یہ صرف سینہ کوبی ہے وہ صرف نعل ماتم ہے
مرے ماتم سے آفت رہتی ہے اک شنگ آہن پر

ہر اک مصرع میں یاں مضمون ہے آتش دوستداری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر

نقاب اوٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلیں شمعوں کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگاں سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہیں شیشہ کی گردن پر

عذر عالی مقاموں کو ہے لازم خاکساروں سے
پیادے غالب آتے ہیں سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہیں ممکن کہ گر اوڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر

سیہ چشم اکثر آتے ہیں تماشا دیکھنے اس کا
گمند آہوئے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل جلایا ہے
جو بس ہووے تو رکھدوں آگ میں گلچیں کے دامن پر

نہ دیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا میں
شگوفہ پھولنا ممکن نہیں دیوار آہن پر

ترے حسبدن سے اے قاتل گلے میں تو نے ڈالی ہے
طلائی نقرہ کو اک شک ہے اقبال آہن پر

نہانیکو نجا حمام میں ہمرہ رقیبوں کے
لٹا دیگا ہیں رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اک دن سفید اے یار ہو دیگی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو جل کر گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرہ کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہیں نہیں اندیشہ آتش الکو دہیں کا
وہاں زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

اول سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر
عاشق ہیجو روز ازل سے ہے ماہ پر

منکر ہین ذات صانع عالم کے دھریے
نا فہمون کا عمل ہے فقط لا الہ پر

دکھلائی برق نے جو ترے دانتو ہی چمک
مسی کا شک ہوا مجھے ابر سیاہ پر

مدفون ہین اس زمین مین ہزارون ہی نامجاد
کچھ پتا ہے تخت شاہ سر بادشاہ پر

کوچے سے یار کے نہ صبا دور عینپک سے
مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر

اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر
مرتا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر

قسمت کی خوبی دیکھیو اس شاہ حسن کی
دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر

مین کشتی شکستہ دریاے عشق ہون
ہنستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر

ہمسے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار
جن تو چڑھا نہین سر دیو سیاہ پر

یاد آگیا ہے سبزہ خوشرگان یار کا
بوسے دیے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر

اے طفل ترک ادھر بھی گذرگاہ گاہ ہو
تکیہ ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر

آزار سہل بھی نہین موزی کے واسطے
دیکھا نہ گنج کو سر مار سیاہ پر

دیتے ہین خالی وار کو دشمن کی تیغ کے
تکیہ نہین ہے ہم کو سپر کی پناہ پر

صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے
رقص اس کا کیسا لاتا ہے مطرب کو راہ پر

ہالہ مین عاشقون کو ہوا ماہ کا یقین
باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر

گوش بتان کے پردے پھٹے اسکے شور سے
رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع
جائز رکھا ہے سجدہ انھون نے گیاہ پر

دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر

شہر بتان مین حوصلہ فریاد کا نہ کر
یان رسم در پڑیگی ہے داد خواہ پر

مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے
ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے برج ولو کا شک مجکو جاہ پر

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہر روے خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجکو باران بہار

بے بقا ہے ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چمک سے کم وقفہ ہے دوران بہار

زلف سنبل کو بھیجے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط
باغ بے سنبل ہے بے شیرازہ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہٖ زخم ہے
کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے
نقشبندان خزان و نقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ مین
جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہے جان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو و شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

مہر سیر باغ جاتا ہے جو تو اے شمع رُو
صدقے ہوتے ہین تینکے نیکے مرغان بہار

تخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

گرد کلفت جم رہی ہے ہر زبان بالائے سر
کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالائے سر

کیا عجب ہے داغ سودا کا نکالا ہے مجھے
میزبان رکھتا ہے پائے میہمان بالائے سر

برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالائے سر
دم چڑھے ہو صدمہ سنگ گران بالائے سر

برق سی چمکی تری تیغ اے جوان بالائے سر
اس ہما کا سایہ ہووے مہربان بالائے سر

کھینچتا ہے تیغ جب وہ دلستان بالائے سر
سارے تن سے کھنچ کے آتی ہے جان بالائے سر

پار اتر جاؤن کرم سے تیرے اے بادداد
زیر پا کب ہے کشتی بادبان بالائے سر

پھر بہار اے بے نیاز آوے پھرین پھر کو بکو
تو کرے پھولون کے رکھکر باغبان بالائے سر

رکھتے ہین اے بت ترے سر پر بٹھانے کیلئے
گنبد دستار سے زاہد مکان بالائے سر

خون ناحق کوچہ مین اس ترک کے ہوتے رہین
لاشہ تڑپے لاشہ پر سر ہو طپان بالائے سر

کون تجھسا پادشاہ حسن ہے اے مہروش
تاج زرین مہ ہے گلگی کہکشان بالائے سر

کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون
یان دہن مین ہے زبان واں ہے زبان بالائے سر

بلبل و قمری برابر دونون ہوتے ہین حلال
گل کو رکھتا ہے جو وہ سرو روان بالائے سر

عالم بالا کی نعمت کا اگر بھوکا ہون مین
آسمان پر سے فرشتے اترین خوان بالائے سر

اسقدر توسن کرتا ہون مین راہ عشق مین
پاؤن کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر

فکر کی گرمی سے جلتا ہے بس میرا دماغ
جائے مو دکھلائی دیتا ہے دھوان بالائے سر

کھکے خط حسرت مین قاصد کی ہے مین مجنون ہوا
چاہیے ہدہد بنا دے آشیان بالائے سر

ایکدن تو بام پر سے رو دے نورانی دکھا
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر

صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دلعزیز
آنکھون پر رکھتے ہین پیر اسکو جوان بالائے سر

کونسا گلرو ملے گا مہندی اپنے پاؤن مین
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالائے سر

حسرت شاہی ترے در کے فقیرون کو نہین
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالائے سر

کس جگہ زیر زمین قبرین نہین آہستہ چل
پاؤن پڑتے ہین ترے ایکان جان بالائے سر

میل آرائش چراغ حسن کو دیگا فروغ
شمع تبتی باندھے گا وہ دلستان بالائے سر

یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہووے اے کریم
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر

تاکے سر مین نہان رکھون مین سودا زلف کا
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالائے سر

آرزو ہے پاؤن پر اسکے ہمارا سر ہو اور
دست شفقت پھیرے وہ شوخ کت نشان بالائے سر

کونسا حلقہ ہے جس مین اک دل عاشق نہین
طرہ گیسو ہے اس گل کو گران بالائے سر

نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
کیون اٹھایا جاتا ہے آسمان بالائے سر

اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش
روز محشر ہونگی چشم مردمان بالائے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے مین ہے ذرہ نے خودیان بالائے سر

خون دل کے ساتھ ہے لخت جگر کا انتظار
موے مژگان کو ہے شاخ ثمر کا انتظار

سرو قد یار کے مضمون کا رہتا ہے خیال
خشک کرتا ہو مصراع تر کا انتظار

تارے گنتے گنتے شب کو صبح کر دیتا ہوں مین
نیند اڑا دیتا ہے اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار

راہ سے آنکھون کے نکلے جان مضطر چاہیے
شام سے فرقت کی شب مین ہو سحر کا انتظار

ٹکٹکی بندھوائے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در
مردم دیدہ کو اس نور نظر کا انتظار

قطع کر رکھیو کفن اپنے لیے اے آسمان
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار

کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
ہے اندھیری رات مین پچھلی سہر کا انتظار

عشق پیدا کر کمی کچھ حسن و خوبی کی نہین
سودۂ صندل ہی تیری دردسر کا انتظار

خود چلون گا یار سے لینے جواب خط شوق
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار

ناتوان ہو جاتا ہی فکر سخن سے آدمی
رشتہ کر دیتا ہے آتش اس گہر کا انتظار

ردیف ائے ہندی

حیرت ہے ہو نہ زلف و رخ دیار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہون چمن روزگار مین
گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب سے ہم سے وہ خانہ خراب ہو
گھر سے بگاڑ ہے در و دیوار سے بگاڑ

پاتا ہون مین مزاج عناصر مین اختلاف
آپس مین ہو گا ایکدن ان چار سے بگاڑ

بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین
بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہین وہ بوسہ لب کے سوال پر
شیرینی کے لئے ہی نمک خوار سے بگاڑ

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنہ دیدار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہین ہین ہم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف ز الف معجمہ

ساتھ ہی بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹتی ہی مری خاک ہنوز

کپڑے پھٹتے ہین مری خانہ زنجیر مین بھی
پاؤن تو سست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

کون کہتا ہی بسر ہو گئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
نظر آتے ہین چمن مین خس و خاشاک ہنوز

کیا کروں اس کو جو نکلے نہ نجار اک دل کا
رو سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہے کسو اطلے مے کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین اس پر بھی سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین مین یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم ان ابروون کی کجی کا جو ہے سو ہے
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز

طاعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز

اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے
دیکھا نہین ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزار سبز
ساقی میخانہ کو بندھوا دیے دستار سبز

شدت درد جدائی سے دگرگون حال ہے
زرد ہو جاتا ہون سو سو بار سو سو بار سبز

آپ سا دیکھا نہین جاتا غرور حسن سے
آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یار سبز

فیض نیکون سے ہوا ان کو وہ جو ہین بدسرشت
کیا کرے باران زمین شور مین اشجار سبز

ہون مین وہ بلبل جواہر خانہ جس کا باغ ہے
مرغ مثل لعل گل شکل زمرد خار سبز

زخم پہلو مین نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر
ہو گیا ہیبت سے رنگ مریم زنگار سبز

سوزش دل مین اثر ہے تابش خورشید کا
تاک کو کرتی ہے اپنے آہ آتشبار سبز

انقلاب دہر سے امن نہین ہے حسن بھی
سبزہ خط سے ہوئے ہین لالہ گون رخسار سبز

چار دن جوش جوانی کے غنیمت جانیے
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہین زنہار سبز

میکدہ مین سیر نیرنگ جہان دیکھین گے ہم
جام ہون تا بہر باد گلنار سبز

سلسلہ اشکون سے نمی ہے میرے گھر مین روز و شب
منعدی کی مٹی سے رہتی ہے ہر اک دیوار سبز

دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہے قتل
مرغ اک بیچا غضب ہے قہر ہے شلوار سبز

کون کہتا ہے نہین عناب لب سے اس کو عشق
چہرۂ آتش ہے مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
زخمی کو نہین اس کے دماغ پر طاؤس

صیاد بھی زخمی بھی اسے باندھین گے دونون
جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس

محتاج نہین روشنی عاریتی کا
داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس

اے ابر ترے عشق مین یہ رنگ دکھایا
ہر داغ ہے اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹتے کے پرون سے نہین داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف سے زیبا نہین رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہین کوئے کمر یار کے پاس

کوچۂ یار مین سایہ کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
کس کی قسمت کا ہے پانی ترے تلوار کے پاس

مجکو دربانی کی خدمت ہو توا ے خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہے
جھونپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئے خط شوق کا دانے دیکھون
روز ہوتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس

کار زنجیر جو اُن گیسوئے پیچان سے ہوا
رو مین گے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے اُن کا
سینہ کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس

ارمان شوق شہادت مین کہان تک گرون
اب تو جلاد کو بھجواؤ گنہگار کے پاس

حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہین
اُٹھ گیا رد کے جو آیا ترے بیمار کے پاس

باغ عالم مین جو رکھا ہے قدم اے آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھیے ہوشیار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش

جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہے
رہین گے مجکو نکیرین دیکھکر خاموش

نہین قرار زمانہ کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہون مین نالان تو دو پہر خاموش

جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش

نہ کعبہ مین نظر آیا نہ بتکدے مین تو
اُٹھا مین بیٹھ کے اکدم ادھر اُدھر خاموش

چمن مین غنچہ نہین شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیون ہے اس قدر خاموش

بتون کے دل مین کھاؤن مین اپنے دل کی طرح
خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجکو ڈر خاموش

ہوئی ہے قاتل عالم صباحت رخ یار
چراغ زلیست کو بھی کرتی ہے سحر خاموش

زبان کیلئے کا لفتش منھ بھر آئی ہے
دہان غنچہ کو رکھتا ہے مسترت زر خاموش

نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ پھاندنیکی گھات
پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش

روا نہ ہوتا ہے پہلو سے پہلے پہر سے یار
چراغ صبح سے کرتا ہون پیشتر خاموش

کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اے شانے
رہا بہت مین گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش

نہ چھیڑ قصہ موے میان یار آتش
کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش

ردیف صاد

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہے ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص

چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے
بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص

اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل مین
ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص

حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہی خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گنگر دی کی صدا
بیقراری ہے تری یا ایدل ناکام رقص

اکبدن لایا تھا جام مے ترے نوشون تلک
آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہے
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہی
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص

میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر
قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص

دل اسی پہلو مین آتش پیش ازین بیتاب تھا
یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض
مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض

عشق صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف
حب صدف سے مدعا تھا آب گوہر سے غرض

آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینون کو ہی زیور سے غرض

اپنے فعلون سے تعجب ہے خدا دے جو فساد
زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا دے غرض

بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہے یار
زہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکر سے غرض

آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہین
عاشق قامت نہین رکھتے صنوبر سے غرض

ناز بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو
اب تو آئی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض

صاف ہو کر گلستان حسن کی لوٹی بہار
یہ مراد آئینہ کی تھی یہ سکندر سے غرض

عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجئے
مرد مفلس کی نکلتی ہے تو گھر سے غرض

شکوہ اُس کا بھی زبان زد ہو نہ اے دل چاہئے
گر اُٹھا دی ہے جہان سفلہ پرور سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین
آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

ردیف ظ

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط
کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُس نے حریفون کے کھائے ہین
حق حق کہو جو مین تو کہے وہ صنم غلط

معشوق سے اُمید وفا ہے خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اکدن شکار ہے
تیر نگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہے دھن مین نشہ کے دونی تو اور صل
کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط

اے شوق راہ یار مین لے تو چلا ہے تو
جادے سے پڑ نے پائے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہین ہے ہمدان ہے کہے جو ہیچ
ہستی کو اُس کمر کی ہے کہتا عدم غلط

پھل پائے گا نہ عشق سے ابروئے یار کے
اے دل ہے ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لئے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

نشۂ عشق کا اثر ہے شرط
کب خشک اور چشم تر ہے شرط

بے خبر ایکدن سفر ہے شرط
کہے رکھتے ہین ہم خبر ہے شرط

مست تیرے مئے محبت کا — دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط
صندلی رنگ سیکڑون معشوق — عشق بازی کا دردسر ہے شرط
قول پر قول ہمسے یار سے ہے — شرط پر شرط شرط پر ہے شرط
کہون کیونکر میان یار کو ہیچ — جسم کے واسطے کمر ہے شرط
زلف خوبان دراز لازم ہے — خال کوتاہ و مختصر ہے شرط
قابل گوش سیکڑون گوہر — گوش بھی قابل گہر ہے شرط
یہ تمنا ہے بندگی تیری — اُس قدر ہو کہ جسقدر ہے شرط
گلشن عیش کے نظارے کو — مثل غنچہ گرہ مین زر ہے شرط
توبہ مے کے توڑنے کے لیئے — ساقی غیرت ثمر ہے شرط
لب شیرین سے میٹھی باتین کر — زہر مین زہر کا اثر ہے شرط
جھوٹے سچون کا دیتے ہین دھوکا — جوہری کے لیے نظر ہے شرط
عشق مین صبر کا مشکل ہے — دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط
طور سے کیا کیا تجلی نے — حسن بے پردہ سے حذر ہے شرط
عہد پیری مین روئے رنگین دیکھ — سیر گلزار کو سحر ہے شرط
معرکہ عشق کا ہے یاں آتش — پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

ردیف ظا معجمہ

سخت گوئی سے تجھے چاہیے ای یار لحاظ — بات بڑھجاتی ہے کھودیتی ہے تکرار لحاظ
جام توڑے سے نمانون گا تجھے زور آور — توڑنا یار کا اے چرخ ستمگار لحاظ
نہ تو سندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا — مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ
اُٹھ گیا پردہ پھٹی روح سے آتش تن — نرہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ
یار ہے باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے — مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ
مثل عنقا ہے مجھے مردم دنیا سے گریز — صحبت بد سے ہے انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہے نازک دلِ بیمار آتش | بدمزاجی سے مرے رکھتے ہین غمخوار لحاظ

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے پیشِ چہرۂ پر نور شمع | نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع
صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن | پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع
اُڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز پا | رہ گئی محلس مین عذر لنگ سے مجبور شمع
نیش زن کو اپنی دولت سے نہین ممکن فروغ | کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع
شب کی شب اُس شعلہ رو سے گرم صحبت ہو تو کیا | صبح کو پیدا کرے گی سردی کافور شمع
اے فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو | یار کے نزدیک بیٹھین ہم کھڑی ہو دور شمع
بام پر تو نے جو بھیجا پایا پلنگ اے شعلہ رُو | رات بھر روشن رہی بالائے کوہ طور شمع
یہ بھی عاشق ہے مگر رکھتی ہے جو میری طرح | اشک گرم و سینۂ سوزان تن محرور شمع
جستجوے یار مین کاون اندھیرے مین اگر | راہ بتلا دے پری تجکو دکھا دے حور شمع
دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین | اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب روسیاہ
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر ہمرہ پروانہ شمع | ہے تو وزن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع
شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ | منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافرخانہ شمع
تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان | شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع
سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو | موم ہو کر رہ گئی سن کر مرا افسانہ شمع
گریہ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی | کر چکی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع
اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے ہے | آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع
آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے | گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع
جنبش شعلہ نجان اُس کو اشارا ہے یہ یار | کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روئے روشن سا ترے رکھتی ہے روشن اگر — جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع
لائی ہے ایمان یہ کس کا مصحف رُو دیکھکر — رکھتی ہے اشکون سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع
دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ پر نور یار — پر تو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع
چشم غول آنکھون مین پھر جاتی ہے اس کے شعلہ سے — یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع
عکس رُوئے آتشین سے تیرے اے گل پیرہن — زلف شبگون مین ہوا ہر اک خط رشانہ شمع
سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے — ڈال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع
روشنی دیکھے گا یارب کونسا رشک پری — ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع
عزت مہمان ہے لازم چاہیے پروانہ کو — در تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر
ہے یقین بے پر پری ہے جو بی پروانہ شمع

روشنی بزم ہے یان چہرۂ گلرنگ و شمع — جمع ہین پروانہ و مرغان خوش آہنگ و شمع
اُٹھتے ہی اس رونق محفل کے سب بیکار تھے — جام و مینا ساقی و مطرب باب و چنگ و شمع
کنج مرقد مین یہ داغ دل سے میرا حال ہے — گرمیون کی رات مین جیسے مکان تنگ و شمع
آتش فرقت رہی بعد فنا بھی مشتعل — موم ہو کر بہہ گئے میری لحد پر سنگ و شمع
ساعد سیمین سے نسبت دی کوئی ناقص نے — اپنے آگے ایک سی ہے ساق پائے لنگ و شمع
فکر رنگین کو جو ہوا نگشت و فندق کا خیال — دست بستہ آئین مضمون گل اور رنگ و شمع
راہ بھولون گر شب تاریک مین مین تیرہ دل — منزل ہستی سے عنقا ہو صدائے زنگ و شمع
بزم ماتم ہے ہر اک محفل فراق یار مین — رات بھر جلتے ہین آتش عاشق بے ننگ و شمع

ردیف غین معجمہ

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو سرو چراغ — سنبلستان ہو شبستان لالہ گلشن چراغ
چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین رہتی ہین روشن — پر تو مہتاب سے بن جاتے ہین روزن چراغ
روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین — تیرے صدقے کاکہان سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روئے یار
رات بھر مین نہ دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اس نے کیا خاکستر سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینہ کا ہی گویا گور پر روشن چراغ

یار کو ڈھونڈھا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
آتش افروزی سے ہوتا نہین روشن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہمارے باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہودین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا منہ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہوجاوے تو دکھلاوے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اس کا نہو اپنے سر مدفن چراغ

بتیان اس کی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہی یہ آٹھون پہر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہوکر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہوجاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ

بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ
روز اڑایا کرتے ہین بندوق سے دشمن چراغ

امن مین رکھتی ہے شر سے فتنہ کی روشنی کی
چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اس کو نہین ہاتی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ

روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہی سیاہ
دن کو ہووے گا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ

گون کہتا ہی ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ

جانہین داغ محبت کی دل بے عشق مین
خانۂ خالی مین دیکھا ہے کہین روشن چراغ

دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر
اپنی چربی سے جلاوے راہ مین دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رویون کے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کریں باہم ہون جب بے غش چراغ

سامنا کرتا ہی کیا اس کا شبستان مین چراغ
مرد مید ان ہی تو نکلے دن کو میدانمین چراغ

جب ندیکھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ
رکھدیا ہم نے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ

شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ

روشنی کی اس کے حلقون مین جو روئے یار نے
ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ

کونسا بلبل پھنسا ہے دام مین صیاد کے
باغبان گھی کے جلاتا ہی گلستان مین چراغ

کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اس قدر ہون گے نہ اک سرو چراغانمین چراغ

روئے روشن کا خیال آنکھون کو رونے مین رہے
رات بھر رکھتے ہین روشن فصل باراننمین چراغ

داغ دل کی روشنی ہے بوریاے فقر پر
شیر کی چربی سے جلتا ہے نیستان مین چراغ

نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک داغ مین
دیکھ لے منھ ڈال کر میرے گریبان مین چراغ

ہو گیا اس پر زلیخا کو یقین فانوس کا
حسن یوسف نے کیا روشن جو زندانمین چراغ

چہرۂ روشن دکھا دو تم جو شب کو بے نقاب
دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ

عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہو گا فروغ
میری مٹی کے جلینگے کوزے جانانمین چراغ

کون سا دل ہے نہین کشتہ جو حسن گرم کا
بزم عالم مین ہی تو گنج شہیدان مین چراغ

خاک کا پیوند ہون گا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبانمین چراغ

رتبۂ اعلی و اسفل مین رہی فرق اے فلک
شمع روشن بام پر ہووے تو ایوانمین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمانمین چراغ

سن رکھے شام ہوئی ہے میرا سخن چراغ
اس شمع رو کے آگے نہو خندہ زن چراغ

یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین اپنے ہو گیا کالے کا من چراغ

چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پہلے تو کر لے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ

دکھلایا چاہے داغ جنون کو جو روشنی
لے مینون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ

ممکن خزان نہ ہووے بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ

ہو گا نہ روشنی مین لحد یار سے فروغ
رکھتا ہی ناحق آرزوے خار زن چراغ

عالم مین جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ

لیجائین کوے یار مین مجکو جو پائے شوق
روشن کرون مین جاکے میان چمن چراغ

مجبور ہین نہین تو اندھیرے مین گور کے
مردے جلائین بیچ کے اپنا کفن چراغ

جلتا ہے خود بھی قبر مین روشن کیا کرین
غربت زدون کے نام کے اہل وطن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف
مسجد مین تو جلائے گا اے برہمن چراغ

ٹھنڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہین
بجھکر مین رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ

اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کھار کے تو اور بن چراغ

ردیف فا

اللہ ہوے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

مسی سے ان لبون کو تعلق جنھون کو ہے
تھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب
فریاد رس کے کان ہین فریاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ بھیت کوئی اپنا بتون سے عشق
مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف

گردون سے جاتے ہین یہی ہم گنہگار
منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہے کس کی دیکھے جو غربت کی آنکھ سے
اس فتنہ و فساد کی بنیاد کی طرف

عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن مین میرے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوشِ جنون ہے موسمِ گل کا ہے زور شور
سودائی کھینچے جاتے ہین فساد کی طرف

دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف

شیرین بھی چاہتی جو اُسے پیرہن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین شفیق من
سودا ہوا ہے میرے اُستاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف
پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف

بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہ حسن
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف

کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف

الجھ کے شانے سے کھاتا ہے سیکڑون جھٹکے
قصور سے یہ ترے گیسوئے رسا کی طرف

خدا نے دردِ محبت عطا کیا ہے جسے
اُسے توجہ حاذق نہین دوا کی طرف

ملا جو تم نے لہو دست و پا مین عاشق کا
نہو گا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف

کرے گا یار مری جنگ غیر مین امداد
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف

فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف

نہو گا سیر روح پیکر خاکی
یہ سوئے ارض روان ہو گا دہ سما کی طرف

بہت خراب رہا تیرے مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جیسے تمھارے خیال سے واقف
کہ چار خانۂ تجھے اعتدال سے واقف

کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف

خدا کرے نہ تمھین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف
وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف

نہون گی آنکھین تمھارے جمال سے واقف
جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف

زبان سے کس کی مہ چار دہ نہین سنتے
زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف

خبر ہے کیا تجھے ان گیسوون کی مشاطہ
نہو زشانہ نہین بال بال سے واقف

دعائے خیر یہی ہے مری حسینون کو
نہو کمال تمھارا زوال سے واقف

مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اس نونہال سے واقف

فسانہ طور تجلی کا سن کے کان کھلے
نہ تھے کر شمۂ حسن و جمال سے واقف

وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہے
شگون سے ہین نہ توہم گوش فال سے واقف

کہا یہ اس نے نہ ہو دا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف

فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف

بہت سے لطف ترے چہرے مین ہین انمین سے
نگاہ اپنی بھی ہے خال خال سے واقف

شراب دے مجھے ساقی مین رند مشرب ہون
فقیہ ہون گے حرام و حلال سے واقف

کھلے گا ساقی و پیر و مغان کو حال اپنا
یہ مشت خاک بھی ہوگی کلال سے واقف

قلم نے چہرے حسینون کے لوح پر لکھکر
کچھ یون کو کیا خط و خال سے واقف

پڑا ہے ابرو ساقی کا عکس ساغر مین
پڑھے وہ ہو جو دعائے ہلال سے واقف

چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے
گلون کے کان بھی ہون گوشمال سے واقف

ہوا سے آئی ہے لہرا کے آنکھ پر وہ زلف
کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف

ازل سے محرم راز پری ہون مین مجنون
مرے فرشتے نہین میرے حال سے واقف

بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے
کیا ہے درد کشون کو زلال سے واقف

نہو تا تل ترے رخ پر نہ اے صنم ہوتا
بلال کعبہ ہے کعبہ بلال سے واقف

بہے بہے پھرین دریائے اشک مین افلاک
پلون کو کیجے کشتی کی چال سے واقف

پری ہے حور ہے یا روح مقر جسم مین ہے
نہ شہر ہون مین نہین پر دیکھے حال سے واقف

در کریم نہین سیر گاہ معذوران
نہ آئے یان وہ نہو جو سوال سے واقف

نہ چند روز جدائی بھی مقتضی ہون گے
کہان فراق ہوئے جب وصال سے واقف

زہے وہ عہد جوانی زہے وہ دن کہ نہ تھے
یہ موخضاب سے دندان خلال سے واقف

رقیب متبذل اس گلعذار کے ہون گرد
یہ خار خس نہین آتش کے حال سے واقف

ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق
سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین مہمان عشق

نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اُس کا مزا
شیرۂ جان سے ہے شیرین حلوۂ دکان عشق

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف
مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر داغون سے دونون ہین دکان صراف کی
کشور تن مین ہے جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہین مو بمو مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلہ میزان عشق

سیر ہوجاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہے مخالفون کو اپنے خوان عشق

ایکدن تیری کمر کا طوق ہونگے انکے ہاتھ
العصمۃ تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

داغ نادانی ہے شک ہین تو زعفرانی رنگ ہے
اپنے خاطر ہے مہیا آپ سامان عشق

قطع ہوجاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم
چھٹ گیا وہ ہوگیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شے شیرین نہین
وصف جو کچھ کیجئے اعلیٰ ہے اُس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہے عطا اُس صنم کو دولت حسن
طلاؤ نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لے کر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف
دن آتے ہین لبط مے کے شکار کے نزدیک

کرو رکوس سے میخانہ دور ہو ہر چند
کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک

ہوا یہ دیدۂ بیدار سے مجھے روشن
ہمیشہ روز ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو بس چلے تو کروں منفعل سر محفل
پری و حور کو بھلا کے یار کے نزدیک

بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سا
تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک

نہ ٹالیں آج کے وعدے کو کل کے اوپر آپ
یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک

پس از فنا تری درگاہ کی جو مٹی ہو
وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک

یہ عاشقی کی وہ منزل ہے راہ میں جس کی
پیادہ پائی ہے بہتر سوار کے نزدیک

طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی
جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک

وہ رد خلق ہوں غالب ہے بعد مردن بھی
بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک

سمجھتے ہم کر یار کو نہیں بے پیچ
اگرچہ پیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک

وہ لوگ کرتے ہیں توصیف خلد منبر پر
گئے نہیں جو کبھی کوئے یار کے نزدیک

سپر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ ابرو کے
سزا جو اپنی سمجھ لے کنار کے نزدیک

خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مژہ کیونکر
شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک

عجیب شہر غم آباد عشق بھی ہے کوئی
خوشی پھٹکتی نہیں اس دیار کے نزدیک

ہزار لپٹ کیا ہے فلک نے اے آتش
بلند قدر ہیں ہم اعتبار کے نزدیک

ہر قبر پر اڑائے علی الاتصال خاک
سمجھے جو آدمی کہ ہے میرا مآل خاک

آنکھوں کا عاشقوں کی رہ یار میں ہے فرش
دامن پر اس کے اڑ کے پڑے کیا مجال خاک

چاہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دلوں
اے عندلیب دیدۂ گلچیں میں ڈال خاک

تا حال وہ غبار دل یار ہے سو ہے
خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملال خاک

روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہے تیرے مظہر حسن و جمال خاک

نقش قدم کو تاج سر اس کا ہوں دیکھتا
افتادگی میں رکھتی ہے میرا سا حال خاک

سودا رہے گا سر کو بہت روئے یار کا
مدت کے بعد ہوتے ہیں مٹی میں یال خاک

اس سیم بر کا جب سے زمیں پر پڑا ہے پاؤں
آنکھوں میں نیازیوں کے ہے اسدن سے مال خاک

پیدا کرے گا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
مجھ مست کی ملے جو تجھے اے کلال خاک

اس رُوے آستین کی ہوا مین یہ رنگ ہے
گاہے عبیر بنتی ہے گاہے گلال خاک
غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھڑکین جو باغبان
تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک

صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ
مہر و پیون کا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار مین جو ہوا ہے مرا گریبان چاک
ہوئے ہین لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کے ہے کھلنے سے آتی
کرے جو تنگ گریبان ہو اُسکے شایان چاک
بنائے ساغر مے جو کمہار تیرے لئے
پیالے ہون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا
کئے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھاوے گی اپنے جوہر رُوح
کھلے کا مطلب خط جب کہ ہوگا عنوان چاک
جنون کا جوش اُتارے گا پھاڑ کر کپڑے
بہار مین بدن اپنا کرین گے عریان چاک
کرون گا زلف کے سو تومن تار ایسا
دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا
ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک
دکھا کے عالم صبح بہار اگر رکھوائے
نقاب مین وہ رخ غیرت گلستان چاک
کیا ہے عشق نے اک نہر وش کا دیوانہ
سحر کی طرح سے رہتا ہون مین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو
کیا جو پنجہ کے یوسف کا اُس نے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیتابی
قبائے صبر کو کرتا ہے آتش انسان چاک

ردیف کاف فارسی

لاتی ہے ہر نگہ مین نیا چشم یار رنگ
دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار رنگ
مستی عشق کیف مے لالہ گون نہین
اس رنگ پر جا نہین سکتا خمار رنگ
ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک چمن
مسطردہ دام ہے کہ ہے جس کا شکار رنگ
گلہاے باغ ہوتے ہین تیرے حضور زرد
اُڑتا ہے تجھکو دیکھ کے بے اختیار رنگ
گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گا رُخ
لیدل دکھائے گا یہ ترا خارخار رنگ

چہرا مرا طلسم ہے حکمت سے عشق کی
اک حال پر کبھی نہیں پاتا قرار رنگ

بعد فنا سمائیں گے ہم چشم یار مین
پیدا کرے گا سرمئی اپنا غبار رنگ

رخسار زرد پر مرے بہتے ہین اشک خون
یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ

خون مین نہا نہا کے شہیدون کے لائیگا
فقرا ترا کمیت کا اے شہسوار رنگ

بھڑکا رہی ہے آتش فرقت ہوائے وصل
سیماب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ

نیرنگی فنا ہے لگی اس کی فکر مین
ہستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ

مضمون بندھے ہین بو قلمون روئے یار کے
رنگ پزین کے فکر رنگے گی ہزار رنگ

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا چمن سے عشق
آتش جو چار فصل مین ہوتے نہ چار رنگ

نہ کر زیادہ تسلی اے فراق جانان تنگ
گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ

طلسم تازہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو
کشاد چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ

رہی نہ لالۂ گل سے کوئی جگہ خالی
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ

پھائی زخمون کی بدھی جو تیغ نے تیری
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ

نصیب شانے کے پہار کرے دل صد چاک
بغل مین لین اسے وہ گیسوئے پریشان تنگ

وہ دل ہے جس مین تصور ہو خوبچہ لون کا
وہ گھر ہے جس کو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ

نکل کے خانۂ زندان سے مین کدھر جاؤن
جنون کے جوش مین ہے دو جہان کا میدان تنگ

یہ گوش ہی ہین کہ باتین زبان کی سنتے ہین
نکل گئے ہین دہن مین سے ہو کے دندان تنگ

بہار گل مین جو دل کو ہوائے صحرا ہے
ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ

شکار مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک
کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ

نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اٹھے
یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ

بہار گل مین جو مین دھجیان نہ لون اسکی
گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ

نہ کیجو آتش یہ اپنا سا یہ ہما
فقیر کے ہے بدل پہ تمہارے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا الانحف ایدل

بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اس کے شرف ایدل

بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کریں حق تلف ایدل

معصوم ہے عیبوں سے زمانے کے بری ہے
وہ لالۂ بیداغ و مبرا بکلف ایدل

خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر میں
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل

حاصل ہے تو قلزم قدرت کا سمجھ لے
گوہر ہے علی کون و مکاں بحر صدف ایدل

آئینۂ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد
حق اس کی طرف ہے وہ ہے حق اس طرف ایدل

لاریب امیں میں سرآمد وہ ولی ہے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل

مدح اسد اللہ میں تقریر نہ بند
دریا کی طرح تا کہ نہ آجائے کف ایدل

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہے آتش
شیطان کے نطفہ سے ہے وہ ناخلف ایدل

عمر دو روزہ ہی میں ہزاروں کھلائے گل
بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل

سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس
بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل

میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل

سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب
مدہوش ہے چمن میں پیالہ چڑھائے گل

وعدہ وصال کا ہے اندھیرے میں گور کے
شمع حیات جلد کہیں ہو بھی جائے گل

چھڑکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار
رکھتی ہے روئے حور کا عالم صفائے گل

بیوجہ یہ جگر میں نہیں اس کے چار داغ
دل پر ہیں تیری کفش کے لالہ نے کھائے گل

رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے
کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل

ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو
آکر تنور چرخ سے نہ تو کھائے گل

صیاد نالہ سنکے جو روپا تو لطف کیا
کنج قفس میں باغ سے اڑ اڑ کے آئے گل

واں لب ملے رقیب سے یاں دم نکل گیا
مقراض تار عمر ہوئے برگہائے گل
اے عندلیب تجکو مبارک ترا چمن
کس کے مزاج سے ہے موافق ہوائے گل

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

ورد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اس کو بہانہ شب وصل
نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل
حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجکو
چاہیئے میرے لئے آئینہ خانہ شب وصل
صبح ہوتے ہوئے اس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل
مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
ورد سر کا جو کیا اس نے بہانہ شب وصل
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہی جو پازیب کا دانہ شب وصل
یار کیا مجکو ملا دولت پایندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل
چاندنی آئینہ مین مین نے اسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے
آجکل تیر دعا کا ہے نشانہ شب وصل
دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہی روانہ شب وصل
عاشقون کی کشش دل ہی کہ لائی ہی اسے
چاہتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اس گل کو ہی لیجاکے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین مجھے مشکل ہے سمانا شب وصل
سجدۂ شکر خدایا مین کیے رکھتا ہون
پاؤن پر یار کے سر کو ہی جھکانا شب وصل
جس قدر سوئے غنیمت مین سمجھتا ہون اسے
بخت خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شب وصل
وقت کو ہاتھ سے کھونا ہی غضب غفلت مین
موت سے کم نہین کچھ نیند کا آنا شب وصل
عشق ہی آنکھون کو تلوون سے مجھے ملنے کا
پائنتی یار کی ہے میرا سرہانا شب وصل
رخصت یار کے اوپر مین گلا کاٹون گا
آب شمشیر سے ہی مجھکو نہانا شب وصل

یار وحشی کو یہ لائی ہے بغل مین آتش
دام عنقا ہے جسے کہتے ہین دانا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل

درد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل

باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ نہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل

آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہے
دیکھین ہم بھی تو ترے طالب دیدار کی شکل

یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا
ناتوانی سے بدل جاتی ہے بیمار کی شکل

ڈھونڈھے اور مجرد کوئی زوال دنیا
میری پاپوش کے قابل نہین مردار کی شکل

دل کے گاہک تو ہزارون ہی پر یرو دیکھے
دیکھیے جان حزین کے بھی خریدار کی شکل

زرد ہوتا تھا مرے سامنے روئے رستم
اب ڈراتی ہے مجھے مردہ بیمار کی شکل

یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجکو جواب
پھر گئی آنکھون مین دشمن کے طرفدار کی شکل

یار جو ناز کرے سبزۂ خط پر کم ہے
کچھ کمی کچھ ہو گئی اس آئینہ رخسار کی شکل

کوچۂ یار مین کرتے ہین اندھیر مین جو غل
خوب پہچانی ہوئی ہے مری دو چار کی شکل

ہو گئین چار نگاہین جو دم قتل آتش
آنکھین جلاد کی ڈھونڈھین گی گنہگار کی شکل

ردیف میم

آئینہ خانہ کرین گے دل ناکام کو ہم
پھیر لین گے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
روتے ہین دیکھ کے خندان دین جام کو ہم

یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم

آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم

فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم

خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم

پاؤن پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کہین کیا اسے کیف مے مین
بھون کر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم

سبزۂ خط سے ہوئی اس کی کدورت دو چند
اب صفائی کے لئے ڈھونڈین گے حجام کو ہم

وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوے خام کو ہم

لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
مول لین دل کی اسیری کے لئے دام کو ہم

کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم

جس نے دیکھا تمھین وہ مر ہی گیا
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم

کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم

حسن مین آپ کے ہے شان خدا
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم

ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم

فوق ہے سارے خوش جمالون پر
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم

ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے
کوچہ گردون سے رو براہ ہو تم

کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم

جو کہ حق وفا بجا لائے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

ہے تمھارا خیال پیش نظر
جس طرف جائین سد راہ ہو تم

دونون بندے اسی کے ہین آتش
خواہ ہم اس مین ہون دین خواہ ہو تم

وحشی تھے بوے گل کی طرح سے جہان مین ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم

ساکن ہین جوش اشک سے آب رواں مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم

شیدا ہے روے گل نہ تو شیدائے قد سرو
صیاد کے فگار ہین اس بوستان مین ہم

نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم

آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مے کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے امین ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہے اپنے لئے بوریاے فقر
یہ بیستان ہین شیر ہین اس بیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اس کا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اس نے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرین گے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل در دل خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یار قدم
آگے ہم گرد رواں سے بھی چلے چار قدم

کوے مقصود سے یون رکھتی ہے غفلت مجھے دور
جیسے سو جانیسے ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہون مین زندہ فیل مرد نکیطرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا کا مجھے دکھلائین کے دیدار قدم

جوش وحشت مین بھی مین چل سکے نہ سر دو ڈا
رہ گئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑتے ہین ہر گام گناہ
حباب اٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ و بیابان بھی دکھلا مجکو
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم

کوچہ گردی یہ شب و روز کی ہیوجہ نہین
ابر یان رگڑین گے کس کے پس دیوار قدم

جادۂ راہ محبت کو خط مسطر جان
سر کے بل مثل قدم چل جو ہون بیکار قدم

خاک بھی ہون تو ہون خاک در اُس کا آتش
جس کے تھے دوش پیمبر کے سزاوار قدم

میل کی طرح سے ملتے نہین زنہار قدم
بھول جاتے ہین رہ عشق مین رفتار قدم

جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہو صحرائے عدم چار قدم

بخت خفتہ کو جگادین جو یہ پشت پا سے
ایسے رکھتے ہین کہان طالع بیدار قدم

عرصۂ جنگ سے خون ریز زمین ہیان کی
بیشۂ عشق مین مردون کی طرح چار قدم

جوش وحشت مین نہ زنجیر کو توڑا اک دن
گور مین جائین گے ان ہاتھون سے بیزار قدم

چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز
آنکھون پر رکھے ترے کافر و دیدار قدم

ہاتھ بندھوائین نہ مجھسے یہ حضور دربان
یار کے گھر مین چلین پھاند کے دیوار قدم

چاہیے عاشق شیدا کو لحاظ معشوق
شاخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم

کوچۂ زلف کے سودے سے گل آخر چھوٹا
ہوئے زنجیر کے پھندے مین گرفتار قدم

دوڑتے دوڑتے کسدن نہین عاشق مرتے
جانتا ہی نہین اُس ترک کا رہوار قدم

سبقت اُس ابرو کو جنبش مین ہی اُن ترکان سے
تیر سے جلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم

پیڑیان اُن کو جو پہنائین قصور اُن کا کیا
مین گنہگار جنون ہون کہ گنہگار قدم

ثابت معرکہ عشق بنایا ہے مجھے
کوچے کاٹون جو ہون لغزش کے سزاوار قدم

حیف ہو راہ خدا مین نہو اُن کو کوشش
دست قدرت نے بنائے نہین بیکار قدم

عاشقون سے جو مسیحا اُسے سُن پایا ہے
چومنے آتے ہین ہر صبح کو بیمار قدم

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنون کی
آج مجبور مین وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کرے گا آتش پیڑ کا دُور
خاک پر رکھین گے مجھ رند کی ابرار قدم

چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم
نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم

مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم
خدا کا نام سُنا ہے نشان نہین معلوم

اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے
بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم

یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل
لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم

سُنا جو ذکر الٰہی تو اُس صنم نے کہا
عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم

کیا ہے کس نے طریق سلوک سے آگاہ
مرید کس کا ہے پیر مغان نہین معلوم

مری طرح تو نہین اُس کو عشق کا آزار
یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم

جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست
زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم

سپرد کس کے مرے بعد ہو امانت عشق
اُٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم

خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے
دہن مین ہے کہ نہین ہے زبان نہین معلوم

مری تمھاری محبت ہے شہرۂ آفاق
کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم

کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال
تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان
ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم

کھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ
قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون
خبر گڑھے کی نہین ہے کنوان نہین معلوم

جو ہو تو شوق ہی ہو کوے یار کا ہادی
کسی کو ورنہ سبیل جنان نہین معلوم

دہن مین آپ کے البتہ کو حجت ہے
کمر کا بھید جو پوچھون میان نہین معلوم

نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھڑکایا
ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم

سنین گے واقعہ اس کا زبان سوسن سے
شہید کس کا ہے یہ ارغوان نہین معلوم

کنار آب چلے دور حمام یا لب کشت
شکار ہووے بطے کہان نہین معلوم

رسائی جس کی نہین اے صنم دل تک
یقین ہے اُس کو ترا آستان نہین معلوم

عجب نہین ہے جو اہل سخن ہون گوشہ نشین
کسی دہن مین زبان کا مکان نہین معلوم

چھٹین گے زیست کے پھندے سے کس دن اے آتش
جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

ردیف نون

اس قدر آنکھین مری محو تماشا ہو گئین
پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہو گئین

روے رنگین سے بھی وہ گیسو خط ہے دلفریب
بوٹیان بھی اس گلستان کی تماشا ہو گئین

باغ کو سرسبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کیواسطے تشبیہین پیدا ہو گئین

تشنۂ دیدار ہین کس آتشین رخسار کے
آبجوئین مثل آئینہ مصفا ہو گئین

صورت کافور بوندین اسکی اب اشکی تو ہین
چشمۂ خورشید تک پہونچین تو دریا ہو گئین

جس طرف سو دہین ان زلفون کے مین وحشی گیا
دو بلائین دو طرف سے میری پیدا ہو گئین

شب نہونے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک
کیا کہون کیا حالتین اے ماہ سیما ہو گئین

کنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک ہے
نعمتین دنیا کی جو کچھ تھین مہیا ہو گئین

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

پہونچا سزا کو اپنی ہے بیداد گر کہان
دندہ جنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

لون بوسہ کس کا ہے دہن یار ناپدید
کس کے ہون ہاتھ طوق وہ تا زلف کے کہان

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہان

داغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہان

حیران کار رہتے ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہے نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین انھین میری خبر کہان

اندھیرا آنکھوں میں ہے اجالا ہے نا پدید
پر دمیں شب کے چھپ رہی ایسی سحر کہاں

سودا نہیں ہے گیسوؤں کا یار کے کسے
ان دو بلاؤں سے ہے کسی کو مفر کہاں

خرمائے لب کے بوسہ کا چکھا نہیں مزہ
توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے ثمر کہاں

دھوکا نہ دیسکیگا مجھے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہاں

دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہاں ہے مرا سا جگر کہاں

قید خودی سے چھوٹ کے جاتی ہے گور میں
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہاں

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا میں
عریضوں کی جگہ بہنے لگے مکتوب دریا میں

غریق فکر رکھا پہروں ہی مضمون دندان نے
گہر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا میں

مے یوسف کو لہر آئی اگر اس میں نہانیکی
حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا میں

لگا کر غوطہ بوسہ لوں گا اس طفل شناور کا
خدا سے گو ہر مقصود ہے مطلوب دریا میں

وہ بحر حسن جو فرقت کی شب میں یاد آیا ہے
یہی لہر آتی ہے دلکو کہ چل کر ڈوب دریا میں

خفا دم جانے والوں کے ہونگے غوطے کھا کھا کر
بہت کف لائیگا وہ طفل خوش اسلوب دریا میں

عبث آیا دکھیکر حسن و جمال یار کا جلوہ
نہایت شاہد آبی ہوئے محجوب دریا میں

دیا دھوکا جو آتش محجوب اس دست نگارین کا
مڑوڑا پنجۂ مرجان کو میں نے خوب دریا میں

خنجر مژگیں آنکھیں تمھاری آفت جان ہوگئیں
برچھیاں عاشق کشی کرنے کو مژگان ہوگئیں

تم جو جا نکلے نسیم نوبہاری کی طرح
پھول کھل کھلکر گل و لالہ کی کلیاں ہوگئیں

اے صبا دامن ہے تیرا اور مجھ مجنون کا ہاتھ
اس پریرو کی اگر زلفیں پریشاں ہوگئیں

سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار
صورت آئینہ آنکھیں اپنی حیران ہوگئیں

مہندی ہاتھوں میں ملی تو نے جو اے دریائے حسن
انگلیاں رنگ حنا سے شاخ مرجان ہوگئیں

راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار
وہ بھویں اپنی کجی سے تیغ عریان ہوگئیں

خانۂ دل میں تصور خوش جمالوں کا رہا
گاہ حوریں گاہ پریاں اپنی مہمان ہوگئیں

کوچہ گردی میں دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملوں سے شہر کی گلیاں گلستاں ہوگئیں

دیدۂ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا
حسن سے پریاں بلائے جان انساں ہوگئیں

اے مراد دل ترے کوچہ میں رکھتے ہی قدم
حسرتیں جو کچھ کہ تھیں گرد پریشاں ہوگئیں

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیواریں اکٹھی ہو کے زندان ہوگئیں

قید ہستی سے ہنوز آزاد کی حاصل کہاں
روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہاں

ہچکیاں لیتے تھے کوچہ میں ترے بسمل کہاں
زخم ہنستے تھے کسی کے منہ پر اے قاتل کہاں

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضوں پر کالے کالے تل کہاں

دسترس کس کو ہوا بند قبائے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہاں

طوف کوئے یار کی حسرت نہیں نکلی ابھی
طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہاں

صورت ریگ روان گرم سفر ہوں روز و شب
کچھ نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کہاں

جو ندے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہاں

بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
در بدر پھرتے ہیں مثل کاسۂ سائل کہاں

بحر ہستی سا کوئی دریائے بے پایاں نہیں
آسمان نیلگوں سا سبزۂ ساحل کہاں

وقت بد میں کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیرے میں مہ کامل کہاں

کونسا ایسا کیا ہے تجھ سے یاروں نے سلوک
یاد آتی ہے عدم میں جا کے یہ محفل کہاں

خندہ زن دیکھا نہ اک مرد یکو زندہ کی طرح
ہو شیاری کے مزے سے آشنا غافل کہاں

جنبش ابروئے قاتل میں نہ ٹھہرے گا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہاں

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیئے
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہاں

فرب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں
وہ دشت ہے یہ جہاں آب و گیاہ نہیں

بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں

وہ آب و رنگ کہاں روئے یار کا گل پر
ہزار آنکھ ہو نرگس کی وہ نگاہ نہیں

صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین

خیال اس مین ہے لازم سیاہ چشمون کا
لباس کعبۂ دل کا مرے سیاہ نہین

تمھارے سبزۂ خط کی طرح سے دل لہرائے
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیاہ نہین

نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہین

بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے پک گئے ہین دل
وہ کون ہے کہ خدا سے جو داد خواہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پرزے کرین
مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین

خراب ظلم سے ہین حسن یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

فرشتے نے نہین پھونکا ہے کان مین کس کے
وہ سر ہے کونسا جس پر کہ کج کلاہ نہین

چمک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
دکھاؤن کس کو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

بھر آئے دیکھ کے منھ مین نہ کسطرح پانی
تمھاری ناف سا چشمہ ذقن سا چاہ نہین

کھڑے ہین کھولے ہوئے اپنے سینون کو عاشق
تمھاری تیغ کے زخمون کی نبد راہ نہین

نمودے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ سد آہ نہین

غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کہان
نمود گرد ہے باقی مگر سپاہ نہین

عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر
سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

فقیرون کے قدم مارا اس مین اے آتش
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

بلبل کو خار خار دلستان ہے اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہے اندنون

زنار عشق بت مین رگ جان ہے اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہے اندنون
سیلاب مجھ غریب کا دہان ہے اندنون

دامن ہے اپنے ہاتھ مین کب رشک ماہ کا
پیش نظر ہلال گریبان ہے اندنون

باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہے ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہے اندنون

کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہے اندنون

کافر ہوا ہے صنم جو خریدے نہ تو اسے
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندنون

ہنگامۂ حسن و عشق کا ہے گرم آج کل
دیوانۂ پری ہے جو انسان ہے اندنون

مستی کا اُن لبون کے فسانہ کہان نہین
محلس نہین وہ جو نہین حیران ہے اندنون

صدقے چکور ہوتے ہین رخسار یار کے
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہے اندنون

آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہے اندنون

قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہے موے یار
گھر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہے اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہے معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اُس پر عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہے چنگاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین لسبکہ سودائی مزاج
بیڑیان منت کی بھی پہنین تو مین نے بھاریان

موت کے آتے ہی بھکو خود بخود نیند آ گئی
کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اے خط اُس کے گورے گالون پر یہ تونے کیا کیا
چاندنی راتین یکایک ہو گئین اندھیاریان

خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خون بلبل سے مگر سینچی گئی ہین کیاریان

خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان

خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
خانۂ قاضی مین جاکر کیجئے میخواریان

کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
پھر گئے ہین یاریون ہی اپنی اپنی باریان

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو
اب کرین پلٹو بیچئے گرم اپنی دوکان داریان

ہوا تھا اُس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان مین
قفس مین عندلیب خستہ جان ہے دل گلستان مین

ثبات اس کو نہین یہ عالم واشد دور دورہ ہے
نمود اتنا بھی ہے غنچون نہ تم کھل کھل گلستان مین

ابھی دار غضب پہ ناحق ان کو خار کھینچین گے
نہ ہون برگ حنا کے آبلے شامل گلستان مین

بہاؤن رو کے سو دمین جو شبنم کی طرح دریا
کنارہ ایک صحرا مین ہو اک ساحل گلستان مین

خزان مین زرد بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا ہے
بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان مین

چمن کی سیر کو تم گاہے گاہے جا لکھتے ہو
شہیدون کی طرح ہے ارغوان بسمل گلستان مین

نہ کیونکر قید مین بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو
نقش مسکن ہی اُس کا جسکی تھی ہمرنگ گلستان مین

چمن مین بلبلون کو ذبح وہ صیاد کرتا ہے
بہا دیتا ہی نہرین خون کی قاتل گلستان مین

نسیم نوبہاری کی مدد کا وقت ہے پہونچے
ہوئے ہین غنچہ گل عقدہ مشکل گلستان مین

بہار فتنہ کے غم نے خزان مین خون تھکوایا
ہوئی دق ہو کے آخر بلبلون کو سل گلستان مین

شراب بیخودی ایسی پلادی ساغر گل نے
رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان مین

سُنا ہی عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو
اسے بسمل سمجھتا ہون اسے قاتل گلستان مین

پھر اجب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ
بہت رویا کیا سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلائیے پیری مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون
مائل سوی سجود سر پر غرور ہون

تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین
ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسارے نور ہون

پہلے ہی دیکھا ہون مین اُن کو جواب جہان
سمجھا ہون اب جو یار بڑے بے شعور ہون

آنکھون مین تنگ چشمون کے پھر بھی ہین قیمت
ہر چند ناتوانی سے مین پائے مور ہون

بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم
ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون

کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب
شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون

خلخال پائے یار مین آواز صور ہے
بیدار بخت خفتہ اہل قبور ہون

کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک
سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون

مرتا ہے غیر کس لئے کٹتا ہے یار کیون
حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون

ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے
رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون

ثابت جو یار کرتے ہین مجھ پر خطاے عشق
انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون

دل مین ان آئینون کے سراسر بھرا ہی زنگ
ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون

رونے کی جا ہی حالت دیوانگان عشق
ابر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون

عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین

آتش تبان ہند پری ہون کہ حور ہون

دو قدم غربت سے گر سوئے وطن جاتا ہون مین
پاؤن شل ہو جاتے ہین دیوار نجاتا ہون مین

مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہون مین
لالہ رویون کے داغون کے چمن جاتا ہون مین

کیسی ہی آزردگی ہو آئینہ کی طرح سے
چار آنکھین ہوتے ہی اس بت سے بنجاتا ہون مین

کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت رہنما
کس خوشی سے باندھکر سر پر کفن جاتا ہون مین

تنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین
مشک کی بو سونگھنے چین ختن جاتا ہون مین

جان کرتی ہے لبون کی راہ سے چلنے کا قصد
گور نے کھولا مری خاطر دہن جاتا ہون مین

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو
تشنہ لب اے حسرت چاہ ذقن جاتا ہون مین

طرفہ سودا ہے مرا اپنا گریبان چھوڑکر
پھاڑنے اس گلبدن کا پیرہن جاتا ہون مین

ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالا بلند
کاٹنے سرو و صنوبر کو چمن جاتا ہون مین

گور مین خاکی بدن کو چھوڑکر جاتی ہے روح
جھاڑکر گوشہ مین گرد پیرہن جاتا ہون مین

خوش سلوکی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ
آیا تھا بے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین

ہستی فانی سے مقصد روح ہے سوئے عدم
دل کو خوشوقتی ہے غربت سے وطن جاتا ہون مین

تاب داغ برہمی مانند بوئے گل نہین
چھوڑکر آباد آتش انجمن جاتا ہون مین

پسے دل اس کی چتون پر ہزار دن
موے بے ساختہ پن پر ہزار دن

مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزار دن

برائے شکر قاتل رونگٹون سے
زبانین ہین مرے تن پر ہزار دن

نہ اٹھیلی سے چل ہوتے ہین صدمے
دل شیخ و برہمن پر ہزار دن

ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد
رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزار دن

تمے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے
ہمارے سنگ مدفن پر ہزار دن

نہ مل اے لعبت چین عطر گلزار
نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب
مرین نامرد اس زن پر ہزار دن

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلین آتش کے دفن پر ہزاروں

واشد دل کیلئے جاتے ہین نادان باغ مین
گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغمین

مرگیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
اُس کے پھولون مین پڑھی مین نے گلستان باغمین

ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
تیر باران ہوگیا بے یار باران باغ مین

غیر ممکن ہے اسیری مین شگفتہ خاطری
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغمین

شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے دروازہ کو بند
باغبان کیا سیر کو آئی ہین پریان باغمین

چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
برگ گل ہوجائین اوراق گلستان باغمین

یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغمین

وے زیبا تم نے دکھلایا ہے جا کر بے نقاب
آبجو ہے صورت آئینہ حیران باغمین

شوق کوے یار مین رُوتا جو ہون دل کھولکر
اشک شبنم کی طرح جاتے ہین مہمان باغمین

قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا
سرو قمری کے لئے ہے سیف عریان باغمین

بیٹون مین مہندی کی تو نے بنائے کیا ہرن
آگئین اے باغبان شاخ غزلان باغمین

مہندی ملکر دھوے ہاتھ اُن مین جو ہو اہل حسن
پھوٹکر نہرون سے نکلین نخل مرجان باغمین

کوچ کرتی ہے بہار آتا ہے ہنگام خزان
روے بلبل رکھکے منہ پر گل کہ الامان باغمین

سیر کرتا ہون مین جبتک رہتی ہے حسرت یہی
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغمین

چلتی ہے دست جنون کی طرح سے باد بہار
چاک تا دامن ہوا گل کا گریبان باغمین

بو سے اُس رخسارہ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
پھول بے تو ڑے نہین رہتا ہے انسان باغمین

جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
نشہ کی دھن لیگئی افتان و خیزان باغمین

بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہوئے نفعال
لالہ نافرمان کے رو برو ہے خندان باغمین

ہے یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہین
مست کوے یار مین طاؤس رضوان باغمین

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہین
آئینہ دل کیطرح سے حق نما ہوتا نہین

دردمند عشق جیاے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین

خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہین

کس کو پیوند زمین کرتی نہین رفتار نا
کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین

کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین

جس قدر چاہین اکڑ لین باغ مین شمشاد و سرو
خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین

دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین

سنبل و ریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسوون سا پیشوا ہوتا نہین

اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین

کیا مری آنکھون کو دھوکا دیگا رلف یار کا
موئے زنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہین

ہے ہر اک دندان دہان یار مین دُرِ یتیم
اُن لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین

بڑھ نہین چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار
اُس کے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

گوہر شبنم بہم پہونچائین گلہاے چمن
یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہین

دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز
حق نازاے طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین

اے صنم پارس گے تیرے پاؤن مین ترشی ہوے
ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہین

کون ملتا ہے نہین ملتا اگر وہ نازنین
مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین

نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھائے گتا ہے لباس
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین

کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوی یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوارون مین
سمند عمر منزل طے کریگا دو طرارون مین

گیے بتخانہ پوجا گہ کیا طوف حرم ہم نے
اُڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگذارون مین

ازل ہی سے مری قسمت مین تھی سرگشتگی لکھی
گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کندون مین

اجل آوے نہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے
عزیزان پاؤن کو پھیلائے سوتے ہین مزارون مین

ہوا ہے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہین پایا
چمن کو ہار ہا دیکھا ہے جا جا کر بہارون مین

نہ دو آنسو گرے یا رب الٰہی مین ان آنکھون سے
اڑا کی خاک ہی میرے چمن کے اعتبارون مین

امانت رُوح کی سونپوا کے عزرائیل سے تو نے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبارون مین

نہایت عید کی نورِ نظر کی اُس گل کو شادی ہے
لڑائے جائین گے کیا بیضۂ بلبل قطارون مین

کبھی کچھ کام بھی تو آئے تیری ہمت عالی
مگر حیرہ ہی لکھوایا ہے اے آتش سوارون مین

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہے دیارون مین
کہ مرد م نام لکھتے ہین سرے پر شاہسارون مین

ہوا ہے قحط کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہین اب تک کوہسارون مین

مین وہ غمدوست ہون جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوارون مین

نہ کر شبدیز و گلگون پر غرور اتنا بھی اے خسرو
پیادے روندین گے کل آج ہے تو شہسوارون مین

جو آنا ہے تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہے
جگر جب منھ دکھانے کی رہی مجکو نہ یارون مین

بہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہمسے کرنا تھا
تپ غم نے ہماری جان کھودی دو حرارون مین

رہا مثل حسن شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے
وہی دشمن ہوا جس کے بنا مین دوستدارون مین

ہر اسان ہوتے ہین کب مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزارون مین

سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی
خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنوارون مین

بدن مین جان تازہ آئی ہے بوئے سے اے آتش
عجب خوشبو ہے اُس گل پیرہن کے باسی ہارون مین

وہ بزم ہے یہ کہ لاکھ میر کا مقام نہین
ہمارے کنجفے مین بازی غلام نہین

حریفی اپنی تنک مشربون کا کام نہین
خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہین

سیاہ قلب کا کوئی صنم مین کام نہین
بہشت کافر بدکیش کا مقام نہین

بتون کے گیسوئے خمگان سے مجکو کام نہین
شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین

چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہے
نبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین

مطیع عشق نہ جس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہین

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے
کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

وہ سودہ حسن نہ کر رائیگان غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہین

گداؤ شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہین

جفاؤ جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارۂ کمر یار کا نہ ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر و غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
یکتا نہین الٰہی جو چوری ہی جاؤن مین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اس قدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤن مین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے اُن کو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروئے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اُس پر لگاؤن مین

گھر مین جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو کھڑے ہین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمایئے تو شب کو کسی وقت آؤن مین

باریک بین ہون شاعر نازک خیال ہون
مضمون جہان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیئے

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اٹھا دیے ہین

اللہ رے فروغ اس رخسار آتشین کا
سمنون کے رنگ مثل کافور اڑا دیے ہین

آتش نفس ہوا ہے گلزار کی ہمارے
بجلی گری ہے غنچے جب مسکرا دیے ہین

سو بار گل کو اس نے تلوون تلے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہین

انسان خوبرو سے باقی رہے تفاوت
اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہین

ابروے کج سے خون عشاق کیا عجب ہے
تلوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہین

کس کس کو خوب کہیے اللہ نے بتون کو
کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست و پا دیے ہین

بے یار بام پر جو وحشت مین چڑھ گیا ہون
پر نالے روتے روتے مین نے بہا دیے ہین

وصف کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے
بے تیر لبلبون کے تودے لگا دیے ہین

رویا ہون یاد کر کے مین تیری تند خوئی
صرصر نے جب چراغ روشن بجھا دیے ہین

سوز دل و جگر کی شدت پھر آجکل ہے
پھر پہلوون کے تکیے مشعل بنا دیے ہین

سمنون کو تو نے دل سے پروانون کے اتارا
آنکھون سے بلبلون کی گلشن گرا دیے ہین

وہ بادہ کش ہون میری آواز پا کو سن کر
شیشون نے سر حضور ساغر جھکا دیے ہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہو گا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

محبت واژون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہے
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لئے اس گھر کے جو دہان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجئے سودائی تمھارا ہون میان
سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا
بھیک دریا سے اگر غنچۂ مرجان مانگون

میوے پر باغ جہان مین ہو جو دلکو رغبت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون مین
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چبا
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کیلئے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین ای شب ہجران مانگون

کب سے در پر ترے سائل ہون مین آتش کی طرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

جلاد کی نہ پہونچے تلوار تا بہ گردن
آب ندامت آیا سو بار تا بہ گردن

کھینچے ہوائے صحرا ورنہ اٹھا چکے ہین
لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن

شمشیر کھینچنی اے مانی تجھے پڑے گی
تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن

تھی گو بلند یارب دیوار خانۂ یار
روزن ہی کاش ہوتے دو چار تا بگردن

تن سے جدا نہو جو تلوار سے تمھاری
وہ سر سمجھتے ہین ہم بیکار تا بگردن

اے محتسب سنبھل کر میخانہ مین قدم رکھ
رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن

تنتا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی
کب پہونچے دست آتش اے یار تا بگردن

اسکی رسوائی بھلا مدنظر کیونکر کرین
میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین

شام سے سویا ہے بالون سے چھپا کر منھ کو
یہ شب غم دیکھیے عاشق سحر کیونکر کرین

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے یا نکی خاک سے
زندگی مین کوئے قاتل سے سفر کیونکر کرین

حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین
بید مجنون بو کے امید ثمر کیونکر کرین

وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے
مرگ کی لیلے کے مجنون کو خبر کیونکر کرین

شاعرون سے سنتے ہین ہم ہیچ اسے معدوم اسے
یار کا پیدا دہن ثابت کمر کیونکر کرین

آجتک اپنی جگہ دل مین نہین اپنے ہوئی
یار کے دل مین بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کرین

ہر نگہ دارو دے بیہوشی کا رکھتی ہے اثر
جام اُن آنکھون کے دیکھین بیخبر کیونکر کرین

روے روشن پر زلفے تو جواے یوسف نقاب
شبہاے رُخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کرین

سنگ خارا سے نہین سختی مین کم دل یار کا
سامنا پتھر کا ہی نالے اثر کیونکر کرین

دردسر کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا
ہو سکے آتش نہ جو وہ دردسر کیونکر کرین

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہین

پوچھ احوال بیدرد اپنے بیمار محبت کا
زمین اُس کے لئے اتو عزیزان مول لیتے ہین

مین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آئے نہین پائی
کہ صیاد آکر میرا گلستان مول لیتے ہین

مگر جانا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لئے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین

کیا گو نقش پاے مور مجھکو خاکساری نے
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجھکو داغون نے
کہ مردم جانکر سر پر چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہے تماشا مجھکو
شجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین

گرد پھرتا قد موزون کے ترے اے محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین

لیچلی ہے جو قضا مجھے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجائش مے چشمۂ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خواہان ہو ترے وصل کا اے یار تو کیا
حصہ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

بارہا اس کو بھی سونگھا ہے اُسے بھی ہم نے
زلف محبوب میں جو بو ہے وہ عنبر میں نہیں
تیرے دانتوں کی چمک یار نہیں ہیرے میں
جو صفا ان کی سفیدی میں ہے گوہر میں نہیں

بت پرستی کو نہ آتش تُو سمجھ لا حاصل
شیخ اللہ بھی تو کعبہ کے پتھر میں نہیں

دھیان آیا ہے جو اُس خورشید رُو کا خواب میں
تر موا ہوں میں پسینے سے شب مہتاب میں
آسمان جو کچھ کہ ایذا دے اُسے کم جانیے
کھال کھنچتی ہے ہمیشہ خانۂ قصاب میں
عکس جو اس میں پڑا ہے شست زلف یار کا
مچھلیاں جوہر بنی ہیں آئینہ کی آب میں
تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہیں
شور اکثر کرتے ہیں کوئے شب مہتاب میں
یار کے ہمراہ اگر دریا نہانے جاؤں میں
مردم آبی جکیں میرے حسد سے آب میں
زندگانی سے دل محزون عبث ہوتا ہے تنگ
دیکھنے کا پھر نہیں عمر رواں کو خواب میں
چہرۂ محبوب سے کیونکر اُسے تشبیہ دوں
نقص ظاہر ہے جبیں کے داغ کا مہتاب میں
آج تک حال دل بیتاب سے واقف نہیں
یار کو جھکواؤں گا اک دن چہ سیماب میں
طاق ابروئے صنم سے ہے اسے تشبیہ تمام
برہمن سجدہ کریں گے کعبہ کی محراب میں
گردش دوراں سے مردان خدا میاک ہیں
نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں
سامنا اپنا کسی جنگل میں ہوگا موت سے
یاں کفن کے چور کا حصہ نہیں اسباب میں
دن کو بیداری میں زندوں سے نہیں پاتا فراغ
رات بھر مُردے نظر آتے ہیں مجھکو خواب میں

آئینہ میں عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ
دیکھ لے آتش کنول پھوٹے ہوئے تالاب میں

یار قاصد پر چڑھا میرے اندھیری رات میں
آب حیوان خضر کو ہاتھ آگیا ظلمات میں
خال کا تجھکو تصور زلف کو میرا خیال
دانہ کی تدبیر میں ہیں دام میری گھات میں
اور مجھ عریاں سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو
جائیہ خاکی کو لے لے آسمان خیرات میں
جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا
سیج ہے جلجاتی ہیں اکثر بوستان برسات میں
میں سمجھتا ہوں تجھے موجود اے جان جہان
دہریوں کو شبہ ہوویگا خدا کی ذات میں

رو ے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی چھپتی ہے یہ کیڑا لگ گیا بانات مین

کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کے نہین
سُرمہ آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات مین

بیٹھ چٹوانی ہے اُس شیرین دہن کی گفتگو
سُن لیا مصری کی ڈلیون کا مزہ ہے بات مین

پیسنے کو آتش شہید اکے گاتی باندھکر
دلربائی ختم کی اُس جان جان نے گات مین

مرے دلکو شوق فغان نہین مرے لب تک آئی فغان نہین
وہ دہن مین جسمین زبان نہین وہ جرس مون جسمین فغان نہین

نہ تجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے
انھین کسطرح سے دکھاؤ نہین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین

کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین
کبھی آشنائے تہ بغل سر مرغ قبلہ نما نہین

عجب اس کا کیا نہ سماؤن مین جو خیال دشمن و دوست ہے
وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین

یہ خلاف ہوگیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
کہین گل کھلے بھی تو بونمے کہین حسن ہے تو وفا نہین

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو
کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین

مجھے زعفران سے زرد تر شہ ہجر یار نے کر دیا
نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو سنسا نہین

مرے آگے اُس کو فروغ ہے یہ مجال کیا پہ قریب کی
یہ ہجوم جلوہ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین

چلمن کو کہ سکتے ہون آندھیان چلمن گرچہ اٹھا گھڑی افلک
پھڑک اُٹھے آتش طور پھر کوئی اس طرح کی دو انہین

تصور سے کسی کے مین نے کی ہے گفتگو برسون
یہی ہے ایک تصویر خیالی روبرو برسون

ہوا مہمان اگر رات بھر وہ شمع رو برسون
رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسون

چمن مین جا کے بھولے سے مین خستہ دل کرا تھا
کیا کی گل سے بلبل حیلۂ درد گلو برسون

برابر جان کے رکھا ہے اُسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو برسون

تماشا مشک چین دختن کی خاک چھانی ہے
پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ مو برسون

ملی ہے ہمکو بھی خمخانۂ افلاک مین راحت
سرہانے ہاتھ رکھکر سوئے ہین زیر سبو برسون

بطرے کا شکار ابر ہوا مین جا کے کھیلا ہے
کیا ہے غم غلط ہم نے کنار آبجو برسون

شراب وصل سے اپنے چھکا اک جلسہ ساقی
پیا ہے جونک بنکر ہجر نے تیرے لہو برسون

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ و بستان مین
سنگھائی گل نے اُس گل پیرہن کی بکو بو برسون

دیا ہی حکم تب پیر مغان نے سجدۂ خم کا
کیا ہی جب شراب ناب سے تخنے وضو برسون

فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہون
دکھا کر دل مرا بچھائے گا وہ تند خو برسون

بہار گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا اپنا
ہمارا پیرہن بھٹ بھٹ کے ہوویگا نمو برسون

نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا تکڑا
اڑائی جس کی خاطر خاک ہمنے کو بکو برسون

ملا ہی باد فا بھی کوئی ان لوگون سے سچ کہنا
خراب بدل رہا ہی کشور خوبان مین تو برسون

یہی اب عزم ہی بالجزم دلمین یار کو ڈھونڈھین
تلاش اس سرمشق جہت مین کر چکے ہم چار سو برسون

اگر مین خاک بھی ہون گا تو آتش گرد باد آسا
رکھے گی مجکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسون

چاند سے مُنہ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
شب مہتاب مین فریاد کیا کرتے ہین

صورت خواب فراموش ہی یاران عشق ہمنم
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہین

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہین

ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا
پردۂ نازمین مید کیا کرتے ہین

شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھکر
مصرع سرو پر ایراد کیا کرتے ہین

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہی مجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین

حال دیکھا ہی جنھون نے کہ وہ میرا لکھے
حضرات اہل ستم کی بنیاد کیا کرتے ہین

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گل چینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین

کیا کہون یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہی
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہین

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کا اپنے یہ پہاڑ
دوسر صورت فرہاد کیا کرتے ہین

بلبلون کے جو گلے گھونٹے ہین ذکر تہ دام
پیچھے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین

غم شب ہجر مین اپنے نہین درمیش آتا
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین

ذکر عاشق سے نہین ایک دم اُن کو فرصت
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین

آتشین نالون کی اللہ رے گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اُلجھا ہے دل بتون کے گیسو کے شکن مین
اٹکی ہو جائے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

ٹکین گے دو بن کر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

عطر گلاب مل کر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین

ذکر فقیر آگے اُس بت کے بھولتا ہے
اب کی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بانہون پر بہن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
سنسن سنسن کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختہ سفت کشور دہلی کا ہے ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز ہے یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شتاب عروسی مہمان ہے پیرہن مین

قاتل کا میرے منکر میدان مین آکے سن لے
آواز الامان ہے اب تک بلند رن مین

میدان کیا گرا کر استخوان نے تجھ بن ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

چشم سیہ سے تیرے پردے مین تو نیا کے
تعلیم ہو نے آیا فتنہ فریب فن مین

ترک فلک ہے پنہان ظاہر ہے ترک اپنا
عاقل جو ہو تو کرلے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہے ہرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا ساسنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے بعد
مضمون مردہ ہم کو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُس کو دکھا کے تم نے اُس پر جو تیر چھوڑا
پیر دن رہی لڑائی شمشیر اور کرگدن مین

دنیائی زیب و زینت کفار کو مبارک
ہندو کے مرنے پیٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُس نے جس روز سے منڈائے
کنگھی دوا کی خاطر ملنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہے طرۂ اُس سارقی کے فن مین

دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہے
اُترا ہوا ہے یوسف مہمان سرائے تن مین

معمورۂ حلاوت دادی ہو دا صلون کا
شکر بھرے ہوئے ہین مور و مگس دہن مین

بوسے مین لب کے ہنس کر دندان دکھائے اس نے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے کہن مین

صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی
سانکھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ اجورہ دست غسال و گورکن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہے مجھے
میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون

صاف اس قدر ہے چہرا ترا دیکھکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

یارب بڑا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

پاتا ہون اس قدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک
ہم تو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہون

روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون

لپٹ و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہے کیا
سطرین کی سطرین نامہ عصیان سے دور ہون

دلکی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دل اس قدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

مٹتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر برّان سے دور ہون

فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے نجار دست و گریبان سے دور ہون

چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا
گرد و غبار کوچۂ جانان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہے تو الجھا رہے ہین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون

وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون

مکمن نہین نجات اسیران عشق کو
یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون
دو آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون

گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہین
جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

مجھسا کوئی زمانے مین معجز بیان نہین
آگے ترے مسیح کے منھ مین زبان نہین
اُس غیرت پری کا فسانہ کہان نہین
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہین
پروانون کو جلائین گے کھا کر سگ وہما
شمعین ہین سوز غم سے مرے استخوان نہین
عاشق کو دُور جان نہ اے ماہ پشت بام
موجود ہے کمند اگر بر زبان نہین
کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع بار کو
ہرگز دہان یار سے باہر زبان نہین
تیچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین
تیغی شکار کی ہے حجاب بتان نہین
دو گوہر اک صدف مین ہزارون جوڈھونڈھے
دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہین
معلوم کچھ نہین کہ چلے جاتے ہین کہان
رہگیر روان سے کم مری عمر روان نہین
بوسہ عزیز ہم سے کرے تو ہزار حیف
کہتے سے تیرے ہم کو عزیز استخوان نہین
طاق بلند پر اسے رکھتا ہو آسمان
کلگی تو تاج یار کی یہ کہکشان نہین
دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا حسین ہے مگر ارغوان نہین
بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
کوڑی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہین
زانو وہ آئنے ہین نہین جس مین جائے زنگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھوان نہین
بخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشت فیل اس کے اوپر نشان نہین
رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے دوست
نسرین و سوس کی بہار کو بیم خزان نہین
مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین
نزدیک ناف تو ہو ذقن ہے اگرچہ دُور
گر پڑ گڑھے ہی مین جو میسر کنوان نہین
اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہین مین خیمت یوسف گران نہین
کس دشت مین کیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد غبار ہے اثر کاروان نہین

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
کس کا ملند بام سے یاں آستان نہین

رکھا ہے حب سے پہنے تری راہ مین قدم
ان عقبون کو رتبۂ سنگ نشان نہین

مشق خرام ناز تو کرتا ہے جس جگہ
ملتا دمین کے پلّہ مین وان آسمان نہین

آزاد ہو کے یاد گرفتار ہی آئے گی
کنج قفس مین خار خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین مل کے بھی ہون گا نہ غبار دامن
کمر یار سے اٹھتا نہین بار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

کسبکہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر پر شب و روز
ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن

تیرے دیوانہ ہین ہم چاک گریبان ہے سے
جبکہ رہتا تھا تو اے طفل سوار دامن

خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اس پر قاتل
سیر گلزار دکھائے گی بہار دامن

چاک ہو گا نہ گریبان سے جبتک وہ چند
موسم گل مین نہ نکلے گا بخار دامن

فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے
آستین کا ہے نہ یہ کام نہ کار دامن

موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن کو مرے
خار کی طرح لپٹ جاتے ہین تار دامن

وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن

داغ خون اپنے چھڑانیکا نہین وہ خون ریز
بوند بن جائے گی قاتل کی کنار دامن

رشتۂ دام سے تار اس کا نہین کم کوئی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

آتش آتی ہے محبت مجھے ان سے
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

طفلی سے اور قہر ہوا وہ شباب مین
تالش ہو دوپہر کو فزون آفتاب مین

گو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم
بھولا ہے مجھکو صاحب دفتر حساب مین

جلوے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے
یہ روشنی نہین فلک آفتاب مین

مٹی کے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہین خاکسار
منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین

ایسا بُھنا ہے آتشِ فرقت مین دل مرا
سُونگھو تو بوے گوشت نہین اس کباب مین

آنکھ اپنی بڑنے کی نہین اُس رُخ کو دیکھکر
ذرّے رہین مشاہدۂ آفتاب مین

اَبرُو کا تیرے دیدۂ تر مین رہا خیال
دیکھا کیے ہلال کو ہم طشت آب مین

جب اشتیاق لکھا ہے خونخوار یار کو
قاصد کا کشتہ آیا ہے خط کے جواب مین

کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا
کیا کیا نگین کھُدے شرف آفتاب مین

ہوتے ہین قتل طالبِ دیدار بے گناہ
عریانی تیغ کی ہے تھلے حجاب مین

اُس لالہ رُو کے رُخ کے پسینے کو سونگھیے
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
بال آگئے ہین آئینۂ آفتاب مین

گلگون یار چال ہی چلتا بہار کی
گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین

جان عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین

آنکھون کو گور مین بھی رہے گا خیال یار
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

نافہم شاعرون نے کہا ہے جو پیچ اُسے
زلفون سے وہ کمر ہے سوا پیچ و تاب مین

بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین

مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی
دریا دلی سے ساقی کی تیرون شراب مین

دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ بحر حسن
عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین

اے شہسوار گور غریبان مین آ نکل
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

دنیا سے رسم و راہ محبت کی اُٹھ گئی
سنتے ہین اب تو عاشق و معشوق ڈاب مین

وہ مست ہون خمار سے جب دردسر ہوا
صندل لگایا مین نے رگڑ کر شراب مین

رخسار سے رہا دہن یار ناپدید
مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین

سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
سیر اخیر کر کے دقنا نے شہاب مین

آجاے شام سے تو نجا نے دون صبح تک
اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

بینی و چشم و لب رخ رنگین یار پر
گلہاے چیدہ ہین چمن انتخاب مین

آتش ستم بھی کرنے لگے بے نیازیان
ہین لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین

خدا بخشے صنم یہ کہکے مجھکو یاد کرتے ہین
دعائے مغفرت میرے لئے جلاد کرتے ہین

بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین

نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین
خدا جران دے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہین

بلائے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین

خدا محفوظ رکھے دل کو اُن زلفون کے سودے سے
گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین

قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر پٹکتا ہے
کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین

نگین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزون ہے
غزل کہتے نہین ہم چند گھر آباد کرتے ہین

قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر
قیامت سرو گلہائے چمن برباد کرتے ہین

اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین

عجب کیا ہے جو بوسے لون مین پیشانی مجنون کے
توجہ کس قدر شاگرد پر اُستاد کرتے ہین

خدا جانے یہ آرائش کرینگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم سکیش
عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہین

خیال خط وصال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہے جو مطلب یاد کرتے ہین

بتون کے عشق نے آخر دکھایا دلکو اُن کے بھی
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین

گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع سے
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین

نبرد عشق مین اللہ حامی ہے غریبون کا
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین

قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی و دوران مین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین

قد موزون دلبر کینوکران اندھون کو دکھلاؤن
ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین

کڑے پن کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
وہ جوہر ہے یہ جس سے کشتۂ فولاد کرتے ہین

زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہہ اے ماہر مجکو
وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین

وہ کافر جو منکر ہے قد بالا کے کشتون کا
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین

کوئی ذرہ تو اس کا تا بداس اڑکے پہونچے گا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

عجب نعمت عطا کی ہے خدا نے اہل غیرت کو
عجب یہ لوگ ہیں غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہیں

مگر باندھی ہے گلچینوں نے غارت پر گلستاں کے
اجارہ بلبلوں کے خون کا صیاد کرتے ہیں

پہنتے ہیں کفن میلا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرائے گور ویراں ہے اُسے آباد کرتے ہیں

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن میں نہیں
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن میں نہیں

یاسمیں میں عالم اُس رخ کی صباحت کا کہاں
جو ملاحت خال مشکیں میں ہے سوسن میں نہیں

باغ ہے بے یار اپنی آنکھ میں ماتم سرا
اشک ہیں شبنم کے قطرے گل کے دامن میں نہیں

فصل گل میں سامنا چاک گریباں سے نہو
ہے نگہ بدبیں کی رشتہ چشم سوزن میں نہیں

خط کو رکھو اکرنہ کر اندھیرا اے خورشید رو
تیرہ شب ہے روشنی جب روز روشن میں نہیں

شہر سے جاتا ہوں میں دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں

تیرے دیوانوں کو نفرت ظاہر آرائی سے ہے
پانوں میں بیڑی نہیں ہے طوق گردن میں نہیں

ہڈیاں کھڑوا کے بھکوا دیں ہے اُس سفاک نے
عاشقوں کے مردے اپنے اپنے مدفن میں نہیں

جلوۂ خورشید کر جاویگا۔ اس پہ کار برق
قطرۂ شبنم ہیں دانے اپنے خرمن میں نہیں

ٹھگ گئی پھانسی سے بلا حلقے ہیں زلف یار کے
ابروؤں کی کج ادائی تیغ رہزن میں نہیں

چشم بدبیں کا نہیں اندیشہ حسن یار کو
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن میں نہیں

گھر میں اُس خورشید رو کے رہتی ہے حاضر صبا
ذرہ کو پروانگی آنے کی روزن میں نہیں

بے چھری کرتے ہیں کافر عاشقوں کو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن میں نہیں

آب کے بدلے شراب سرخ نہروں میں بہا
باغبان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن میں نہیں

شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیئے
محو یاد دوست میں ہوں فکر دشمن میں نہیں

موم کے مانند ہے ہر چند جسم اُن کا گداز
سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن میں نہیں

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل بھجتا کس روز گردن میں نہیں

مکمن نہیں ہے دوسرا تجھسا ہزار میں
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

اے ترک مست بہر خدا صید گاہ چل
آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین

افیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر
باہر ہوئے ہین پوست سے ہم لالہ زار مین

خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا
رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین

دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
پاتا ہون تند خوئی کو اس گل کے خار مین

سودا نہ سر سے جائے گا گیسوے یار کا
عاقل کو پھانسی دیتا ہے یہ جن حصار مین

کیا کیا گلون نے کان ہین اپنے کھڑے کیے
آمد کو سن کے یار کی فصل بہار مین

تشبیہ دون جو مین اسے دندان یار سے
ہیرے کی ہو چمک گہر آب دار مین

اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہے ہمین
گہوارہ جب کے رکھتا تھا تجھکو کنار مین

صحرا ہے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین

کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین

سودا ے زلف و رخ مین نہین الجا قرار
گاہے حلب مین ہوتے ہین ہم گہ تتار مین

آیا وہ مہوش جو شب جمعہ قبر پر
دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین

جپتے ہین اس کے نام کو ہم سے ہزار ہا
تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین

جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر
بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئی یار مین

پھرتا ہون پھیرتا ہے وہ پردہ نشین جدھر
پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین

گیسو و روے یار ہین دونون بلاے جان
ایک ایک سے زیادہ ہے ان کنج دمار مین

اک آفتاب خانہ زین کا ہے اشتیاق
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

آتش تمھین نہین
برباد ہو رہے ہو بھی
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

پانی پانی ہو خجلت سے تو انصاف نہین
صاف ہے آئینہ اس رخ سے مگر صاف نہین

شب بلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا
اے پری سرخ تری چوٹی مین ہو باف نہین

جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہین
تختی الماس کی اس سے بھی شفاف نہین

ولفریبی کا نہیں کون سا انداز آتا
چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حراف نہیں

قامت یار کو دیکھے تو زمین میں گڑ جائے
قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر و ناف نہیں

نبد ہے سحر زبانی سے تری نطق مسیح
جو کہے تو ہے سزاوار بھجے لاف نہیں

وہ نگاہیں نہیں اگلی سی تمھاری ہم سے
حال پر اپنے وہ اتفاق وہ الطاف نہیں

مصحف رو کی ترے کی ہے جو خط نے تفسیر
کس کو دکھلاؤں میں اس عہد میں کشاف نہیں

دولت وصل سے ہووے ہی گی اک روز فتوح
کونسی شب کو مراد دل کاف نہیں

داغ سودا کو لیئے پھرتا ہوں بازار و نمیں
پر کھے اس سکے کو ایسا کوئی صراف نہیں

دیکھکر یار کو کہتا ہے یہ دل اے آتش
جان صدقے نہو ایسے کی تو انصاف نہیں

صدقے ہوتے ہیں ہمارے بازوؤں پر سیکڑوں
گم ہوئے ہیں اپنے یوسف سے برادر سیکڑوں

بے نیازی کے ہوں کشتے ناز پر در سیکڑوں
سوئیں شمشیر تغافل سے برابر سیکڑوں

عاشق مفلس تو لکھ حسن کی دولت کے لیے
سیر ہوں اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑوں

چشم ستار کی گردش سے تہ و بالا ہوں دل
عشقبازوں کی صفیں الٹیں یہ ساغر سیکڑوں

یہ سعادت لکھی ہے قسمت میں کس کے دیکھئے
خون گرفتہ ایک میں ہوں اور خنجر سیکڑوں

جستجو اس شوخ کی بدلے گی رنگ آسمان
سبع سیارے سے پیدا ہوں گے اختر سیکڑوں

کون بھجسا بادشاہ وقت ہے آج اے صنم
کس کے کوچہ میں فقیروں کے ہیں بستر سیکڑوں

کوئی جاناں کی زمیں ہموار ہوا ہے آسمان
یا برہنہ پھرتے ہیں یا خاک بر سر سیکڑوں

وہ رگ سودا ہوں میں فرقت جنوں کے درپیاں
تو لکھ رہ رہ گئے ہیں حبس میں نشتر سیکڑوں

عید کی آمد ہے آرائش کی فکر اس بت کو ہے
ہر طرح کے ہوتے ہیں تیار زیور سیکڑوں

پھر گئے ہیں معرکوں میں جسکے تلواروں کے منھ
سخت جانی نے مری توڑے ہیں خنجر سیکڑوں

فقر کے کوچہ میں قدر دولت دنیا نہیں
ٹھوکریں کھاتے ہیں یاں پارس سے پتھر سیکڑوں

رونڈتا ہوں سبزہ زار کی طرح وہ بوٹیاں
ڈھونڈھتے پھرتے ہیں جنکو کیمیاگر سیکڑوں

میں ہی اپنے شوق کا نامہ اسے لکھتا نہیں
اڑ کے لیجانے کو حاضر ہیں کبوتر سیکڑوں

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند
مال مفلس مول لیتے ہین تو نگر سیکڑون

جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کیواسطے
خوبصورت رکھتے ہین یہ عفت کشور سیکڑون

اُمتی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر
مر گئے الجوع کہہ کہہ کر پیمبر سیکڑون

شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی
وصف خال خط مین لکھے ہینگے دفتر سیکڑون

صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون

اُس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شقہ
جان نثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون

انجمن تک تو بھی آ کمبخت اے خوش قد کبھی
باغ مین پہونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون

کھیلنا آسان نہین ہی کعبتین عشق کا
نقش سے اس کے ہین مثل مہرہ شش سر سیکڑون

فکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون

مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیہ مائل تو ہو
صید قے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑون

گل کی خوشبو پر نہ جا جامہ سے باہر عندلیب
سونگھے ہین ہنے بھی پیراہن معطر سیکڑون

بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون

ہجر کی شب سے نڈر اے طالب روز وصال
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

چشم معنی آشنا مین ہے مقام اُن کا وہی
سہو کاتب سے مقدم ہون موخر سیکڑون

بحر ہستی مین مین وہ کشتی ہون جس نے بیشتر
شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون

شوق ہو افشان چھڑکنے کا تھین رخسار پر
تیغ مین ابرو کی پیدا ہو دین جوہر سیکڑون

دل دیا چاہے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

تری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین

سند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے
پھیر کھا کھا کے تے کوچہ کو جاتا ہون مین

سینہ صافی سے ہی آئینہ کو رتبہ حاصل
جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین

سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہو وہ ترک
آنکھ دیکھ لڑاوے تو لڑاتا ہون مین

نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا
شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
یہ قدح میرا ہی خیر اس کی منگاتا ہو نہین

بے نقاب آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
بلبلون کو چمنستان سے اڑاتا ہو نہین

ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہے
نشہ مین مست جو گرتا ہے اٹھاتا ہو نہین

شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہو نہین

کوئی مقصود کے سودے مین شب و روز آتش
جادہ کی طرح تجھے راہ مین پاتا ہون مین ؛

دسترس شانہ کے مانند جو پائے جاتے ہین
کوچہ زلف مین جو پائے بلا جاتے ہین

عاشقون کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو رجوع
باغ فردوس مین مردان خدا جاتے ہین

اختیاری حرکت جان نہ مجبورون کی
لے جاتی ہے جدھر مجکو قضا جاتے ہین

اے صنم ان کو کمر تک بھی خدا پہونچاوے
دوش تک تو ترے گیسوئے رسا جاتے ہین

واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہین

صبح زد و یک ہی بیدار ہو مل لے غافل
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہین

زہر کھاتے ہین طلبگار شہادت قاتل
ہاتھ سے تیرے ترے بسمل پا جاتے ہین

کنج زندان سے ہوئی تنگ مری وحشت سے
وہ زمین ہفت فلک جس مین سما جاتے ہین

رنج یان جن کو ہو آتش انھین وان راحت ہے
اے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہین

تیر انیاز مند جو اے ناز نہین نہین
دونون جہان مین اس کا ٹھکانا کہین نہین

ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین
انصاف چاہتا ہے یہ اے ناز نین نہین

تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
کس وقت کہنیون سے چڑھی آستین نہین

فعلون سے کچھ غرض نہین مطلب ہے یار سے
نظارہ ہا حسن ہون مین قبح بین نہین

سودا زدون سے اپنے نہین بیخبر وہ زلف
کب بند و بست سلسلہ عنبرین نہین

فرمان قدرتی مین ہے طغرائے قدرتی
رخسار شاہ حسن مین چین جبین نہین

آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
تیر شہاب ہے نگہ خشمگین نہین

رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
اتنا تفاوت اس مین ہے چین جبین نہین

عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنا کے تجھکو دیکھتے اے جامہ زیب حیف
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین

کوئی مرے کوئی جیئے مطلق نہین خیال
مستا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین

گل ہوتے ہین بہار چمن سے چراغ عقل
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین

ہمکو سنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
جو چاہے پی لے زہر ہے یہ انگبین نہین

اللہ بے خبر نہین بندون سے بے خبر
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین

آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
تجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین

دیتے ہو سیدھی بات کا الٹا ہمین جواب
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین

دیکھا مساس کرکے صبا کی طرح بہت
نازک ترے بدن سے سمان یاسمین نہین

سوز فراق سے نہ بچا آتش کا حال پوچھ
دم اڑ رہے کا ہے نفس آتشین نہین

رہتے ہین ہم روز و شب کوچۂ دلدار مین
عمر بسر ہوتی ہے سایۂ دیوار مین

دل نہ جہان مین کسی چیز کا خواہان ہوا
سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار مین

قیمت مال مزید بیچتے ہین جنس دل
کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار مین

نور کا بچا نہین کوئی حسین یارسا
روشنی مہر ہے چاند سے رخسار مین

راستی آئی پسند دل کو قد یار کی
لطف کجی کا ملا ابروے خمدار مین

سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلکو اداس
بوے محبت نہین اک گل رخسار مین

کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار مین

کشور دل مین مرے یار ہے فرمان روا
سکۂ یوسف چلے مصر کے بازار مین

سرو سبکبار مین پیچش سنبل کہان
فرق ہے آزاد مین اور گرفتار مین

عالم پیری مین شغل اس کا کرے آدمی
نشہ جوانی کا ہے بادۂ گلنار مین

کافر و دیندار ہین فہم سے اپنے خلاف
رشتہ وہی ایک ہے سبحہ و زنار مین

سرو کو دگا نہین قامت دلچسپ سے
گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین

یار کے اک پیچے کا اس مین تکلف نہین
طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین

ہجر کی طاقت نہین دل کو مرے بعد وصل
زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین ان پر وہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہم نے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا شعرا رکھتے ہین
یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین

تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین
چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین

تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین
پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین

دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین
خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین

سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا تجھسا کوئی
اے صنم جھوٹ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین

کون سے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ
یہ لگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین

نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرد
شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین

قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈھ
آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین

روے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین
یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین

پانوؤن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے
طاقت اٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین

حال دل کہتا ہی یوسف نہین سنتا کوئی
گوش کر قافلے والون کے دوا رکھتے ہین

محتسب عقل جو رکھتا ہے تو تحفے نہ جا
شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین

لامکان و یرو حرم مین نہین ہاتھ آنے کا
پانوؤن توڑ مین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین

جامہ زیبون سے مین تشبیہ گلون کو کیا دون
حسن مین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین

تیرے صدقے کا سمجھتے ہین مگر چورا ہا
چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین

بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کسے
ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین

عارضی حسن دو روزہ ہی یہ منڈ جاوین گے
عکس تو ترے گیسوے رسا رکھتے ہین

دہن یار کو ہم تو نہ کہین جوہر فرد
منطقی اس مین جو حجت کرین جا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے
اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین
خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہی رو دیتا ہے
درد آمیز فقیر اُس کے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

خانہ خراب نالون کی بل بے شرارتین
بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین
سر کون سا ہے جس مین کہ سودا نہین ترا
ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین
خانہ ہے گنجفے کا ہر اک قصر شہر عشق
گھر گھر ہین بادشاہان گھر گھر وزارتین
دیدار یار برق تجلی سے کم نہین
بند آنکھین ہون گی دینگی دعا مین بصارتین
آنکھون مین اپنے دولت بیدار ہین وہ خواب
ہوتی ہین تیرے وصل کی جنمین بشارتین
کہتے ہین مادر و پدر مہربان کو بد
کرتے ہین وہ جو ارض و سما کی حقارتین
گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی
سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین
زیر زمین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم
بھولا نہین ہین سنگدلون کی ستمگارتین
خضر و مسیح کا مٹتے ہین رشک سے گلا
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنے زیارتین
عالم کو کوٹ کھایا ہی اس پیٹ کے لئے
اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین
باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین
اہل جہان کا حال ہی کیا تم سے کیا کہین
بدگوئیان ہین پیچھے تو منھ پر اشارتین
نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوئے یار ہے
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین
ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہم پر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین
دامن کا پہلے نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہون زمین مین گڑین سرخرو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین

پیدا کرین جو بھکو اٹھین کو ہے دسترس
پامرد ہین وہی جو تری جستجو کرین

لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار
سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین

افسانہ گوئی اقنعی گیسوے یار مین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
دامن کو پھاڑ لین جو گریبان رفو کرین

اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین

دیدار عام کیجیے پردہ اٹھا سیے
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین

مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے
مجکو گناہگار نہ جام و سبو کرین

دیوان حسن مین سے ہوئی ہے یہ انتخاب
عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین

ورد زبان ہے روز و شب انکی ثناے حسن
شایان ہی جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین

لکھدیتے ہین حسینون کو ہم خط بندگی
مشق ستم کو ترک جو یہ تندخو کرین

حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین

مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے
ہنگامہ گرم شیفتۂ رنگ و بو کرین

تاثیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر
سنگ صنم ہون آپ جو ہم ذکر ہو کرین

موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق
آوارہ ہون تلاش تری چار سو کرین

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین ہے قول درد
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال مین
مٹھدی بندھی نہین ترے پاے خیال مین

نسبت نہین حسین کو تجھسے جمال مین
بو مشک کی ہے زلف مین عنبر کے خال مین

آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارۂ جمال غضب ہے جلال مین

لوث گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان
غوطے لگائے ہین عرق انفعال مین

حسرت ہی آئیے کو رہی اس سبزہ رنگ کی
دیکھا ہرا ہوا نہ کبھی اس سفال مین

تسبیح تو نے ڈال کے گردن مین اے صنم
کھینچا ہما کو مرغ مصلے کے جال مین

جور و جفائے یار سے ترک وفا نہ کر
لطف اس معاملے کا نہیں انفصال میں

اُن ابروؤں سے بڑھ نہ چلیں وہ مسیں کہ ہم
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال میں

دورِ شراب حلقۂ بیرون در ہے یاں
اس بزم میں ہے مست ہر اک بیخیال میں

پیدا کرے جو تیرے سگِ کو کی منزلت
طوقِ طلائی ہووے گلوئے غزال میں

آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہوں پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہیں کس کس نہال میں

دکھلاؤ اپنی آنکھوں کے انداز و ناز بھی
برسوں رہے مشاہدہ خط و خال میں

زندان سے جھپٹ کے چلیے ہوتا عزیزِ مصر
تعبیرِ خواب کی رہے یوسف خیال میں

پنپے بہار میں ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال میں

مثلِ صبا اُڑا دے اسے اے جمالِ دوست
تا چند ہم دبے رہیں گردِ ملال میں

ایسی پلا کہ بیخبری ہووے ساقیا
اب تک نہ امتیاز ہے درد و زلال میں

رخسار میں ہے چودھویں کے چاند کی چمک
کافر ہو جس کو شک ہو تمھارے کمال میں

موجود سمجھے صبر کو کیا عشقِ بد بلا
یہ دیو وہ جن کبھی نہیں لاتا خیال میں

پوچھیں جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر
عاجز نہیں ہوں میں بھی جوابِ سوال میں

بھولیں گے عیش میں بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئیں گے فراق کے صدمے وصال میں

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہیں
گلچیں ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں

شانے سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں
سنبل کو اور مشکِ عنبر کو وارتے ہیں

یہ کہہ کے گشتِ گل پہ اُن کو اُبھارتے ہیں
سیرِ چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہیں

مردے وہ زندہ کرتے زندوں کو مارتے ہیں
اِس کو بگاڑتے ہیں اُس کو سنوارتے ہیں

ہستی سے تنگ حلقہ اُس نازنیں کا ہے کرتا
سو سے عدم کمر کے جو یاس دھارتے ہیں

مشتاق ہمکناری ملتے ہیں ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ اُبھارتے ہیں

وہ دلپسند ہے تو جب دیکھتے ہیں بحسرت
کرتے ہیں گنگ اشارے گویا پکارتے ہیں

بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دیدِ خط سے
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو مارتے ہیں

قائل ہون مین تو اپنی نالون کی گرمیون کا
داغون کو میرے دل کے کیا کیا اُبھارتے ہین

دریاے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہو
تقصیروار توبہ توبہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اُن سے ہارتے ہین

شیریں لبون کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی
بوسہ کا نام سُن کر ہم منھ لپارتے ہین

سینہ کے اوپر اپنے گل کھائین گے تھالے
چھلون سے اس پری کے یہ قول ہارتے ہین

اس گل سے رُوح کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین

رُو رُو کے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
دریا کی طرح چشمے وہان موج مارتے ہین

رہتی ہے اک پریشان حالی و بد دماغی
سودے مین گیسوون کے سر دے مارتے ہین

پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
اِس کو پہنتے ہین وہ اُس کو اُتارتے ہین

جاتے ہین عاشق اس کے کوچہ کے گرد پھرنے
بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

دم دے اٹھین بھی وہ بت انکا بھی دل لگا کے
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شبیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین
یقین ہو ذرون کو ہے آفتاب شیشے مین

ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین
ہنوز باقی ہے اپنا حساب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید اے ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہماری گھر مین ہے شب کو بھی روشنی دن کی
کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین

خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہون
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین

زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
پھر اندیکھا ہو جس نے شہاب شیشے مین

کھلی ہے چاندنی مے بھیجیے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہو حق ہے نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہو یا گلاب شیشے مین

بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوئے ترک فتح کشتی کیجے
عوض شراب کے رکھیے حضاب شیشے مین
یہ ہم سے نشہ مین ہو دیگی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرین گے کباب شیشے مین

وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو صرف کر کے تو نے زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانہ زر مین
یہ کیفیت اُسے ملتی ہے ہو جس کے مقدر مین
مئے الفت نہ خم مین ہے نہ شیشے مین نہ ساغر مین
رہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روز دن لڑی رہتی ہے زیور مین
تکلف برطرف اے نازنین موقوف آرائش
نزاکت سے دبا جاتا ہے کیون پھولونکے زیور مین
کرین گے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگوین گے فتیلے روغن گو گرد احمر مین
قیامت تک یہی گردش رہے گی روز و شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین
مرے ویرانے کی حد مین کبھی اُڑ کر جو آنکلے
پلاؤن چغد کو پانی ہما کے کاسۂ سر مین
قفنگ یار کے چہرون کی عالم کو تمنا ہے
یہ لوہے کے چنے ہین دیکھیے کس کے مقدر مین
نکل کر کنج عزلت سے نہ کر شکار مہ افروزی
مثل ریا قوت کا مہنگ ہے جبتک ہے پتھر مین
کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اس کی موزونی
ترے کانون کے پتون سے کہان تیغے صنوبر مین
شرف اللہ نے بخشا ہے آدم پر محمد کو
فضیلت ہے مقدم سے زیادہ یان و خر مین
جہان چاہے بسر اوقات کر لے چار دن بلبل
چمن مین آشیانہ ہے نہ قفس صیاد کے گھر مین
خدا چاہے تو نالون سے مرے پگھلے دل آہن کا
یہ شان اُسکی ہے نرمی موم کی پیدا ہو پتھر مین
نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین نے نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر مین
الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہے اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین
لب لعلین کو تیرے وصل کی شب ہنے چوسا ہے
نہون گے تشنگی سے ہونٹ اپنے خشک محشر مین
دگرگون عشق حسن یار سے ہے رنگ عالم کا
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین
کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے
بنائے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین
دہن اے حور ہے تیرا عینہ چشمہ جنت کا
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہونچے
پر جبرئیل پیدا ہون جو بازو ہے کبوتر مین

تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قاتل
لہو سے میرے گل پھولین چمن بندیکے جوہر مین

رہا منظور خاطر خاتمہ بالخیر عاشق کا
کوئی چینوٹی ٹھوئی تو اُس کو گاڑا مین نے عشر مین

وہ ترک چشم دیکھین ملک دل غارت کرے کس کا
رہا کرتی ہی صف بندی بہت مژگان کے لشکر مین

وہی تاثیر دے گا آہ تشنین نالون مین بھی آ ہے
لیاقت دی ہی جس نے شیشے کے بننے کی پتھر مین

ڈراتا ہے بہت رندون کو ذکر نار دوزخ سے
تماشا ہو جلے واعظ لگ اُٹھے آگ منبر مین

یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہی مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ دی لینگے
برہمن کو بٹھایا ہمنے جب قصاب کے گھر مین

مآل کار کی صورت بھی آنکھون کو نظر آئی
لگا دیتا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر مین

نہایت حرص مے ہی زندگی مین مجھ قدح کش کو
یقین ہی نشہ رہ جائے مرے مٹی کے ساغر مین

ترے دانتون کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھون نے
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہی مثل قبر مجکو خاکساری نے
رہون گا باغ باغ آتش ہمیشہ اک پھوندنی جاڑے مین

عجب چشم سیہ کا ہی رخ رنگین جانان مین
تماشا ہے عوض بلبل کے شاہین ہی گلستان مین

وہ چشم سرمگین ہے فتنہ پردازی کے سامان مین
کھنچی رہتی ہی تیغ ابرو کی صف بندی ہی مژگان مین

یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہی سنگ بارا مین
کہین ہون جمعہ کو ہونگا مین بازیگاہ طفلان مین

پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسان مین
فلاطون کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یونان مین

ہمیشہ تلوے کھجلایا کیے شوق بیابان مین
رہی نالان ہمارے پاؤن سے زنجیر زندان مین

جنون پردہ درد دکھلا رہا ہے داغ سینے کے
تماشائے چمن ہی کوچہ چاک گریبان مین

یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
وہ کیچڑ مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کے زندان مین

جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندان مین

گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل
رہا جامہ سے باہر اپنے مین دیوانہ زندان مین

جہان کے کارخانے مین نہین مدنظر مجھسا
لگے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوانمین

اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہے
بہا ہے موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین

جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانہ کی صورت سے
ملینگے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشانمین

شب آتی دنیہ چلیئے اپنے کشتون کے مزارون پر
چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان مین

گلون کا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہے
ہوا اس ترک کے کوچہ کی جلتی ہے گلستانمین

ہوئی ہے روح ناطاقت نہایت سونگھ کر دیکھین
سنی ہے سیب کی بوسنے اس گل کے زنخدانمین

بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون کو
بہت رویا مین منھ کو ڈال کر اپنے گریبانمین

در دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش
جواہر خانہ ہے ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

لپٹ کر سو گئے اس آتشین رخسے سے زستانمین
نکل کر سنبلہ سے آفتاب آیا ہے میزانمین

عجب کیا مارہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
الجھ جاتا ہے اکثر حلقہ گیسوئے پیچانمین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیر سے باز آ
چھپائے رکھے گا کبتک چراغ مہر دامانمین

کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو
ڈبو دیتا ہے طاؤس چمن دریائے بارانمین

نہین مشتاق دل کب اس عزیز جان کے آنیکا
ہمیشہ سوئے در رہتی ہین آنکھین شوق مہمانمین

گیا ہون جوش وحشت مین جو اڑ کر مثل پرکاہ
دکھائے ہین چراغ چشم غولون نے بیابانمین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہے تیرے دندانمین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو یہ عمل کر دنیا ہے قابو سے انسانمین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھرا جاتا ہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبانمین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہے اس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہے جو سورہ ہے قرآنمین

صدا یہ سرزمین کوچہ قاتل سے آتی ہے
تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو

تماشا ہے جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے
عجب سمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستانمین

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

توڑ بے توبہ کو کیجئے بادہ خواری اندنون
موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون

جان لب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا ذقن
دم نکل جاوے یہ حالت ہے ہماری اندنون

شوق آرائش ہے اس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
تو بتائے چشم ہے گرد سواری اندنون

لوگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
خون ہے زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

روز و شب کرتا ہے وہ محبوب گل اندام رقص
اڑتی ہے ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون

کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار ہے بھی دن ہے بھاری اندنون

فصل گل ہے یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
چلتی ہے وین بن کے کیا باد بہاری اندنون

سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہے غم سے یاری اندنون

دوستدار اس کا جو مجھسا اٹھ گیا دنیا سے ہے
بیکسی پھرتی ہے کیسی ماری ماری اندنون

بستر غم پر پڑا رہتی ہے مردے کی طرح
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہے آتش آسمان ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنون

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل
اس مین اے قاریو زیر و زبر و پیش نہین

ناخن غم سے ترے ہجر مین ای رشک بہار
دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہی جائز رکھتا
نیک اعمال ترا غمزۂ بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش چاہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کیطرح
کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہین

قبلۂ مذہب کی نہین حسن پرستون کیلئے
کافر عشق ہوئین کوئی مراکیش نہین

عشق مین سرو سے قد کے ترے اے خسرو حسن
ذکر قمری سے مرا کوئی دروبش نہین

غیر کے ہاتھ نہ بیچین گے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سودے قید کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
روے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہین

رخ انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہو نیسے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہی تو گیسوے عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سایہ سے سعادت مند کرتے ہین

ہمین سے ہے جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب آپ لیجئے ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

کمنت اس صنم سے کیون نہو ہمین وصل کا سامل
دعا اللہ سے رو رو کے جا حجتمند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ اُن کو نور کے مکھڑے کو رخسارے
اندھیرے مین اجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ و دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُن کے مشتاقون کی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آلپس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین

کھلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اُس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بکھرون گا پدینہ مینا کو مین زندا نمین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشنائے پند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیا ذا نپا وہی ہی ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا جاہی تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ مہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے اُنکی نشے مستونکے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لطف اسیر مین اُٹھایا ہی
چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہ اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہین

حسینون کا تغلب اُنکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہی سیلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

تمھارے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا
عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہین

لب جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین

گئے سو جاتے ہین گہ سنسناتے گاہ تھراتے
ترے کوچہ مین پائے رہرو ان کیا کیا پر کترتے ہین

بل اُنکی زلف پیچان کی طرح کیا کھائیگا سنبل
وہ ایسے بد بلا بھتنے کی چوٹی کو کترتے ہین

حیا و شرم آنکھین سامنا کرنے نہین دیتین
لڑکپن ہی ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہین

خوش آئی ہو زیادہ تیری تیغ تیز مین قاتل
سر احباب کیا کٹتے ہین اس سے پوچھ آتے ہین

ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہی
نہین زندون مین ہم اُس دن سے جبسے مرتے ہین

لقور سے ترے موجین رہا کرتی ہین لہرون مین
ہوا بھر کر ترے سر مین حباب بحر بھرتے ہین

لگا کر عیب دو دن مین اسے تم پھیر بھیجو گے
جو خط کش لو تو ہم قسمت کا دلکی نام دھرتے ہین

کہان تک پردہ اے آتش کہو اس لاابالی سے
محبت کا تری ہم بھی دم اے محبوب بھرتے ہین

ردیف واؤ

فکر مین مضمون عالی کا جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقت فکر ہم باندھین حنائے دست یار
لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو

عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھون کا ولا
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

آستان دیر تک جاوے تو اے کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو

عشق ہونے مین نہین ادنی و اعلی کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو

آشنا چشم سخندان سے رہے میرا کلام
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو

سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہے یار کا
جیسے مینائے زمرد گون مین گلگون بادہ ہو

حسن کے آغاز کا انجام ہو یارب بخیر
نقش جب کا خط نورس سے وہ رخ سادہ ہو

خشت رکھکر زیر سر سونا ہی خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون وہین
آسمان اُس کو بنا دون جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو مینی ہے شراب
خیمۂ ابر سیہ اے آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پاؤن رکھ سکتے نہین
خارہ نقش قدم ہو مار رہزن جادہ ہو

چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی
بندۂ زنگی نباوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پانون رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھوکر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار عرش دکھلایا
خدا سمجھے زیادہ دے تھا ری ترک تازی کو

تامل کار ہے دعوئی باطل کا پشیمانی
خدا سمجھے اے ہوسکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کا فوسی
یہ کس گورے بدنکی اسنے دیکھا ہی گدازی کو

نہین غم تیغ ابروئے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہی مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی
جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا بھی کام فرماتا ہی ہم سے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو

دلا وین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے
بھلا ہے زلف شبگون روز محشر کی دراز کو

کفن خلعت ہی مین دولہ جنازہ تخت دامادی
برائی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب اس یاوہ گوئی سے
گوارہ کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا پھایا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
خبر تکلیف نگہ ہے مردم بیمار کو

حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین
دم پھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیہ
برق دیکھی ہو نہ جس نے دیکھے اس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہو مین نے یار کو

روئے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
دھوپ مین ٹھہلائے گا مجھ تشنۂ دیدار کو

میری آہون کے دھوین نے گھر بنایا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو

رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کل طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو

غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے
جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو

وصف قامت مین ہر اک مصرع ہی دو پہلو کا شتر
سرو بھی کہتے ہین بوٹا بھی قد دلدار کو

صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی ایدل باغ باغ
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو

لکھ کے خط حسرت مین قاصد کے لہو دیا بھیجا
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین
ریشۂ سیخ کباب آتش ملا ہر خار کو

نالۂ جانسوز نے پھونکا دل بیتاب کو
عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیماب کو

ہجر پیغام اجل ہے عاشق بیتاب کو
زندہ دیکھا ہی نہین ہے ماہی بے آب کو

عالم حسن جوانی قدرت اللہ سے ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب کو

سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار
زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو

نیمچانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو

جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین
طے کیا ہمت نے میری منزل بے آب کو

ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو

تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر
بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب کو

گور پر بھی آسمان اس گل کو لائیگا نہین
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو

پہن کر پوشاک سرخ آیا جو تو بالائے بام
راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو

پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندون سے ہی لاگ
زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در محراب کو

امن میں رکھتی ہے جو رخ سے وارفتگی
منزل رہزن میں اندیشہ نہیں سیلاب کو
کیا نفاق انگیز بیجا ہوائے دہر ہے
نیند اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رویا میں آتش رشکِ گلی یاد میں
عمر بھر آنکھیں نہ بھولیں صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو
پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے
آئینہ میں بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل میں راہ
مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو
عاشقوں سے پوچھیے خوبی لب جاں بخش کی
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
خط تو ام میں لکھا ہے یار کو مکتوب شوق
آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
کانپتا ہے آہ سے میری رقیب روسیاہ
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
اس لئے مارا اُن آنکھوں نے مجھے تا خلد میں
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

دام میں لایا ہے آتش سبزۂ خط بتان
سچ ہے کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

بید مجنوں دور سے خم ہو گیا تسلیم کو
ہر بگولا سر پہ رکھ اٹھا مری تعظیم کو
کون کہتا ہے الف بوٹا سے قد کو بار کے
لام کو زلفوں سے کیا نسبت دہن سے میم کو
گورے گالوں پر ترے زیبا ہے خال عنبریں
تھا یہی مینا سزاوار ایسے لوح سیم کو
شانۂ گیسوئے جاناں میں صفا حاصل ہوئی
آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو
مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چل سکتا نہیں
آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو
خواب و بیداری یہ مرگ و زیست ہے اے بیخبر
لوح دل پر سے مٹا نقش امید و بیم کو

ہمت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز
جانتا ہوں میں گدا سلطان سفت اقلیم کو

شفا مریض محبت کو زینہار نہ ہو
برنگ شمع نہوں ہم اگر نجار نہ ہو
کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہوں
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو

ہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا
غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو

درِ حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے
سوائے کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہیں درکار طاق کسریٰ کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہوں پر اُڑتا ہوں باد کے مانند
ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہیں ہے جو صوفی شراب خوار نہ ہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو
خزاں میں مرغ چمن کو غم بہار نہ ہو

فراق یار میں احوال کیا کہوں اپنا
دل دونیم نہ ہو جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار
خزاں کا باغ میں نرگس کا انتظار نہ ہو

بہت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہے
غم فراق کہیں شیر کا شکار نہ ہو

برنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہ ہو

دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو
خواب میں آکے سیاہی نے دبایا مجکو

نہ سنا تھا سو وہ کانوں نے سنایا مجکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھوں نے دکھایا مجکو

شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہیں
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

واسطہ دل کے لئے باغ میں آنکلا تھا
یار بن غنچوں نے ہنس ہنس کے رُلایا مجکو

طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو

اُس پری رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
میں نے جانا کہ یہ دل پیچ میں لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو

فکر اشعار میں کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو

بعد مردن بھی دکھادے گی شجاعت جوہر
شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو

جوش وحشت میں جو اُکتا کے کبھی اُٹھ بھاگا
سیکڑوں کوس غزالوں نے نہ پایا مجکو

شام سے پہلوئے خالی لے اک آفت ڈھائی
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو

حشر کے روز میں اتنا تو کہوں گا آتش
ان پریرویوں نے دیوانہ بنایا مجکو

چاند کہتا ہے غلط یار کے رخسارون کو
نسبت ذرّۂ خورشید نہین تارون کو

اے صنم ہووے نہ خورشید قیامت طالع
دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو

حسن یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہے
پھونک دے گرمئ بازار خریدارون کو

داغ جیجک کے ترے چاند سے منھ پر دیکھے
پہلوِ ماہ مین دیکھا جو نہو تارون کو

ہون وہ مردود خلائق کہ یقین ہے پس مرگ
سہو ہو فاتحۂ خیر مرے یارون کو

اے بتو دل مین تمھارے جو اثر ہو تو نہو
زلزلے آئے ہین ان نالون سے کہسارونکو

یارب مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ
برگ گل سے نرہا مرتبہ انگارون کو

عید قربان ہے ہزارون ہی گلے کٹتے ہین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو

اے اجل جسم سے چھٹ بھی چکے جان شیرین
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غمخوارون کو

اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھے نرگس جو تری چشم کے بیمارون کو

منھ نہین پھیرنے کا قاتل کی طرف سے میرا
چہرہ پر کھاؤن گا مین یار کی تلوارون کو

جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے
توڑ دے قلعۂ فولاد کی دیوارون کو

کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے
موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو

اپنے ہاتھون سے کیا جب مجھے بیدرد نے قتل
غیر تو مر ہی گئے داغ رہا یارون کو

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش
چشم تر ہم کو ملی خشک زبان خارون کو

چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو
زلف کے پھندے مین دشمن بھی گرفتار نہو

حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو

برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ درِ یار نہ ہو

ٹھوکرین کھائین گے دل جائین نکلجاوینگی
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو

غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا
دشمن و دوست کی آنکھون مین کوئی خار نہو

متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے
حسب خاکی قفس مرغ گرفتار نہ ہو

کر دیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاری کا
دل دھڑکتا ہی جدائی کی شب تار نہ ہو

گور مین ساتھ لئے جائین گے اپنے ہم اسے
نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو

بے طرح جوش مین سیلاب سرشک آیا ہے
جز در و دیوار عناصر کہین معمار نہ ہو

چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون
باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے

باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو
دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہ ہو

سرو بستان تجھے گوے باد صرصر خشک ہو
غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈی سانسون مین اثر ہی یان ہوا لے برف کا
سرد ہون آتشکدہ خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے
ہاتھ آئے بے طلب نان جوین گر خشک ہو

باغ ویران مین جو روؤن یاد قد یار مین
سبز ہو جاوے جو برسون کا صنوبر خشک ہو

اس قدر کاہیدہ ہون پس جاوے زیر آبلہ
سو تھکر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

تند خو ہو پہنچا سکین عالی دماغون کو نہ رنج
ارغوان زار شفق صرصر سے کیونکر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو

چشمۂ حیوان دہن ہی تو ذقن چاہ عمیق
کس طرح سے سبزۂ رخسار و لب خشک ہو

کس توقع پر بھلا اس میکدے مین ہم رہین
لب نہ تر ہو دین اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے
موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور مین ایسا نہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہون مین حال دل اے ہمنشین
آگ لگجائے جو اک دم دیدۂ تر خشک ہو

میری قسمت سے جو ہوا نگر پیدا تاک مین
آب اسمین اس کا مثل آب گوہر خشک ہو

غیر خالق کون کرتا ہی کسی کی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو
یہ خیال خام ہو سرو چراغان سبز ہو

حسرت پابوس مین کھوئی ہو مینے جان زار
خاک سے میرے حنا بے ابر باران سبز ہو

وہ جو کامل ہین فضیلت ہو انھین ہر عالمین
سرخ ہووے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو

یاد دواتی ہو فصل گل مئے انگور کو
تاک خشک اے پر تو خورشید تابان سبز ہو

حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا
زرد پھر ہوتا نہین جب رنگ انسان سبز ہو

سیر گلشن مین اگر ڈوبے ترا بند نقاب
رنگ اڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو

جام دے ساقی مئے گلگون سے بھر کر حریف ہے
خشک ہو نخل تمنا کشت دہقان سبز ہو

جوش وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھول کر
زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو

شیر کی آواز پیدا ہووے نے کے نالے مین
میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ
رنگ پیدا کر کے گو شیخ شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو

نکلتی ہی نہین آئینہ خانہ سے باہر
غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو

گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو

غرور کھوتی ہے تعلیم خاکساروں کی
اگے جو سر وہ مری خاک سے بلند نہ ہو

گواہ یان دل دشمن کی بھی شکست نہین
ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو

زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

لبون سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل
ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو

جو روے حال پر اپنے وہ کیا کسی کو سنے
وہ دل دکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو

ہزارون دیدہ بین تو اک نگاہ ہی پاک
غضب ہی ہو جو تری بزم مین سپند نہ ہو

برابر اس کے کھڑا ہو کے سر وا کرتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کیجیے ثابت وہان روئے رشک ماہ کو
کان مت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو

کوچہ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہی یہی اے شاہ حسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو

اس قدر ہے سر کو سودائے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

برہمن حاصل ہی مجکو جس طرح بت کا حضور
اس طرح پاؤن تو پھر چھوڑون نہ مین اللہ کو

بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روئے یار
کس طرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو

روپ دکھلا کوئی تو مجھکو نیا اے آسمان
یاد کیا آنکھین کرینگی اس تماشہ گاہ کو

کوتہی کی ایکدن پہونچی نہ گوش یار تک
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو

موسم گل مین بھی ساقی سے کہتا ہو نہین مست
جام مالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کس کا ہو بخیر انجام کار
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہی جیسے اُس رخ پر اُبھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہو نہین برگ کاہ کو

زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نڈال
ہی شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

پست کیسے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامہ کوتاہ کو

پھر کی صورت نہ ذرے آنکھ اُٹھا کر دیکھتے
دلفریبی یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے تمھین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو

مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
مُردا مرا جلائین تو اُس مین دھوان نہو

صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین
جبتک ہمارے تیرے حذار میان نہ ہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو

اے آسمان نمود نہین ہم کو چاہیے
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو

بلبل ہزار فوج ہون ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار الٰہی خزاں نہ ہو

عاشق تری گلی میں بہت خاک اڑاتے ہیں
اس سرزمیں کے گرد کہیں آسماں نہ ہو

دیر و حرم میں شیخ و برہمن رہیں خراب
ملتا ہے وہ کہاں کہیں جس کا مکاں نہ ہو

سبزہ پہ اس ذقن کے نگہ جا کے رہ گئی
سچ کہتے ہیں کہ گھاس کے نیچے کنواں نہ ہو

نالوں کی محبت کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم نہ ہوں یا جرس کارواں نہ ہو

حلقۂ دام میں وہ نرگس فتاں مجھکو
چار دیوار قفس ہیں صف مژگاں مجھکو

دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہ داماں مجھکو

شادی وصل میں جامہ سے ہوں باہر دو تن
میں برہنہ اسے دیکھوں تو وہ عریاں مجھکو

دیکھ لوں پھاڑ کے آئینہ میں اے دست جنوں
رہنے دو زیب جو دے چاک گریباں مجھکو

خاک میں ملکے بھی لپٹوں گا ترے دامن سے
اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشاں مجھکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآں مجھکو

پھر نہ نکلوں میں چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچۂ گل ہیں کبھی دیکھ کے خنداں مجھکو

لب محبوب کی سرخی ہو نمیں اسمیں سنتا
لعل کو دیکھنے جاتا ہے بدخشاں مجھکو

فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت
سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخداں مجھکو

دل مرا نعرہ تکبیر ہلا دیتا ہے
جتنے کافر ہیں سمجھتے ہیں مسلماں مجھکو

موسم گل نہیں آتا ہے اجل آتی ہے
گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زنداں مجھکو

دست رنگین کی تری بیعت اسے کرواتا
ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجھکو

کم ہے جتنا کہ ہوں ممنون ترا بندہ نواز
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو

ہمہ تن گوش ہو کے جو دل اس میں گروں اے آتش
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

صاف ہو ہر چند باطن عزیز دل نہ ہو
کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو

روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو
دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غمازی اے کاش یاد
دوست تو غافل ہو دشمن کہیں غافل نہو

نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہے خراب
اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو

اے صنم کوئی نہیں محبوب تجھسا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا ترے قائل نہو

مشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ
نامۂ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو

اے بت بے رحم عزرائیل عاشق کا نہ بن
سینۂ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو

ہے غرور حسن دو روزہ سے از خود رفتہ یار
اس قدر بھی نشۂ معجون آب و گل نہو

اٹھ کھڑا روز قیامت روئے قاتل سے نقاب
عرصۂ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے
چاہیئے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہ ہو

ہے ہر اک مصرع مرا خط بتان کے وصف میں
مدعا بے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو

ڈوب جانا پار اترنا ہے محیط عشق سے
یہ تو ہے بحر محبت کی نہیں ساحل نہ ہو

اپنے اشکوں کی جو غلطانی دکھاؤں میں اسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل نہو

کنج تنہائی میں میں نے زندگی کی ہے بسر
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہ ہو

دام میں صیاد نے کھینچا انھیں اچھا کیا
باغ ہے کچھ بلبل دلگیر کی محفل نہو

حشر تک زیر زمیں تڑپا کرے گا گور میں
کشتۂ ابروئے آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

کیا بادہ گلگوں سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہوں کعبہ کی زیارت کا
آنکھیں پھیری جاتی ہیں طوف حرم دل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہے
کافر ہے سمجھتا ہے کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی کے ہودے محمل لیجھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگور ہے اے قاتل
مستوں کی طرح پاتا ہوں رقص میں بسمل کو

رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اٹھے
حیران ہو بجز دیکھ سکتا سا ہو محفل کو

سودائیوں کی تیرے روح آئی ہے قالب میں
اے زلف سیہ سن کر آواز سلاسل کو

بیوجہ نہیں اپنے اڑے کو یہ جھولا ہے
رخ کا تھے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ خود دل کیونکر اللہ نے بھیجا ہے
شمشیر سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو

تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے مین
کھوٹی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو

بے طرح پھنسا ہے تو اُس زلف کے پھندے مین
اللہ کرے آسان ایدل تری مشکل کو

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

کھائے گا خنجر جلاد کا سپر کا پہلو
زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو

ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون
دیکھیے ہووے کب آباد کدھر کا پہلو

شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہے
داغ پہلو سے نہ ہو گرم بشر کا پہلو

نالہ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہے مگر مرغ سحر کا پہلو

بڑھ چلا لاکھ قدیار کی موزونی سے
مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو

بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرد
نہ تو ڈھکتا ہے ادھر کا نہ اُدھر کا پہلو

دُور سے کوچہ دلبر کو کھڑا تکتا ہون
نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو

زخم کاری ہے مری جان جدائی تیری
دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو

یاد آتا ہے تل اُس سیب زنخدان کا مجھے
نظر آجاتا ہے داغی جو بشر کا پہلو

صاف دل خاک ہو اُس کا فر کینہ جو سے
نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو

کوئی صورت نہین کبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو

شور واعظ سے نہین کام قدح خارونکو
پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو

زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاندے صاف ہے اُس رشک قمر کا پہلو

خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہین ہوتا ہے جدا سکہ سے زر کا پہلو

خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش
شملۂ سیخ دیا ہے دُم خر کا پہلو

دلایا یاد شب اُس نے جو تیری ساق سیمین کو
رولایا صبح تک ہنس ہنس کے مجھ بے شمع بالین کو

خزان نے بیشتر کا رگل و بلبل کیا آخر
جزائے خیر دے اللہ صیاد اور گلچین کو

ہزار افسوس ہے اے ہمیرو تو نہیں آتا
غش آجاتا ہے اکثر ترے بیتابوں کی تسکین کو

تماشہ دیکھتا ہوں گھر میں بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے مبرا ہے مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریوں کی گردنوں میں طوق زرین کو

نئے ہر سال سرکار جنوں سے داغ ملتے ہیں
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آمین کو

عدم پہونچائے گا شوق اُس کمر کا مجھکو ہستی سے
سمجھتا ہوں گرسنے میں گور کے گام تختین کو

سوار اسپ اے گلگوں قبا تجکو کروں دیکھیں
منجم منزل مریخ سمجھیں خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے
ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

تمھیں دیکھے تو مجنوں سے سوا لیلیٰ ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری میں دکھائی دینگے میرے خاک کے ذرے
ہوا ہوں دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینوں کو ہے لازم رحم اپنے عشقبازوں پر
رعیت پر رعایت چاہیے کرتی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال دکھلائے اُن پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہے ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہیں کچھ دخل اس قصہ میں عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو
چمن میں توڑتے دیکھا جو میں نے پھول لگھین کو

ہمارا کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہیں اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھوں نے عبث کیا ہے
کریں طوق کمر چوبار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہے
رہا کرتا ہے گھڑیوں زلزلہ سا کوہ تمکین کو

تنین ہیں کافران عشق کے سُنھ سے نو خیز نفیں
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اُس غارت گر دیں کو

نظر پڑ جائے جو تیرے صفائے رُخ کا آئینہ
نگہ بدبین کی پھر کر کور کر دے چشم بدبین کو

فراق یار میں جب سامنے آیا تو آنکھوں نے
نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو

کہان پیچ و خم گیسوے مشکین زلف سنبل مین
تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسترن کو

فراق یار مین سودا ے آسائش نہین تیمیر
نہ آئی نیند تو توڑون گا سر سے خشت بالین کو

گل رخسار اپنا تمنے جس شاعر کو دکھلایا
سوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے ہے مضمون رنگین کو

خیال آتا ہے دلکو جانکنی کی جبکہ مشکل کا
زبان سے گرش پڑھوا کر سنا کرتے ہین یٰسین کو

رسائی دار بست تاک تک جنکی نہین ہوتی
وہ مفلس جانتے ہین خوشہ انگور پروین کو

جمال یار سے روشن ہین آنکھین گھر منور ہے
نہین بھولا سماتا دل خوشی سے جان غمگین کو

فقیری کا ترے کوچہ کی جنکے سر کو سودا ہے
پرون کا تکیہ وہ سمجھے ہوے ہین خشت بالین کو

جھکائے رکھے گی کب تک حیاے حسن وہ آنکھین
کوئی دن چشم پوشی طائر دل سے ہے شاہین کو

میسر کیا کر سکین گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت یار سا اک لعبت چین کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا ہمسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنا دولت دنیا کی اے آتش نہین رہی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکین کو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
پہلے غمازہی کو قصہ بیان کرنے دو

جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہوویگا
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو

کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہان کم ظرفی
ٹھیس سے کاسہ چینی کو فغان کرنے دو

سامنے آہی گیا لشکر اندوہ و ملال
اب تو سیدھے مری آنکھون کو نشان کرنے دو

آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو

مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا دھن ہے
کاکل یار پر اضحے کا گمان کرنے دو

رنگ اڑ جاے گا رخسارۂ نافرمان سے
باغ مین تم مری آہون کو دھوان کرنے دو

اس کا افسانہ دکھاوے گا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو

انتظار ملک الموت مین بیدار ہون مین
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو

آج تک آہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوا ے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہین بندھ سکنے کا
مُو تسکا فون کو رگ گل کا گمان کرنے دو

اہل اسلام ہون غلیبت نہین شیوا میرا
میرے دشمن کو مرے عیب بیان کرنے دو

بھوٹ بہنے دو انھین یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھون کو بیان کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہ ہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

دیکھون تو تا کجا نہین ہوتا ہے رام تو
انسان ہے آخر اے بت وحشی ہرن نہ ہو

رو اس قدر کہ آبرو ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو

پہونچے نہ راستی مین ترے قد کو سرو قد
ہم پلہ نازکی مین گل یاسمن نہ ہو

وہ کم نصیب ہون کہ میسر کبھی جسے
معشوق نوجوان و شراب کہن نہ ہو

آئینہ سے حجاب نہ ٹوٹے طبیب کا
شانہ سے صاف زلف شکن در شکن نہ ہو

شرمندہ پیش یار رہین گلبرگ و آئینہ
ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہ ہو

بیمار مدتون سے ہے میرا دل حزین
اس کا علاج بوسہ سیب ذقن نہ ہو

بوسون سے عارضون ہی کے لطف اٹھائیے
رخسار یار مین جو نہین ہے دہن نہ ہو

ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو

ہم تشنہ لب مرے تو سزا جانے کی تھی
غیرت سے پانی پانی وہ چاہ ذقن نہ ہو

عاشق ہو نہین معاف ہون میرے سوا تجھے
عریان جو چاہے اس کو میسر کفن نہ ہو

یہ رعب حسن یار سے محفل ہے دم بخود
دھوندھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو

کس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہے دلا
روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو

وہم و خیال کے بھی نہ ہاتھ آئے وہ کمر
حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو

عالم پسند صورت زیبائے یار ہے
یہ سکہ وہ نہین ہے کہ جس کا چلن نہ ہو

کہکر ہر ایک عضو سے یہ روح مل گئی
اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو

سینگون کو اپنے دیکھے کھڑے ہو نہ نظر کرے
مجھ چشم یار چشم سیہ سے ہرن نہ ہو

رنگینیِ سخن رہے گی روزِ حشر تک
اُڑ جائے چار دن میں یہ رنگِ چمن نہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُس کا بُرا نہ مان
عاشق ہے اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

سامنے آنکھوں کے بہروں ہی بٹھایا یار کو
مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو

غش سے آنکھیں کھولکر دیکھے جو زلفِ یار کو
روزِ صحت کا شبِ تاریک ہو بیمار کو

آسمانِ حُسن نے پہونچا دیا دلدار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا خسار کو

چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم
اپنے گھر میں آیا مہمان توڑ کر دیوار کو

سلسلہ اپنا رخِ محبوب تک پہونچا دیا
زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو

مشہدِ پروانہ میں اکثر جلائی ہمنے شمع
نامِ بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو

اسکے چار ابرو کے نظارہ نے وہ چکر کا دیا
درمیاں پاتا ہوں دل کو چار سو تلوار کو

پرزے اُڑتا ہے دلِ صیاد ہر نالہ کیساتھ
باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو

پڑ گیا ہے عاشقو نپر آپ کے غیرت کی آنکھ
آنکھ دکھلاؤ نہ تم اپنے روزن دیوار کو

درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا
تارِ قانون کر دیا نالوں نے جسمِ زار کو

چار ہی دن میں نہ رکھا بلبل و گل کا نشان
کھا گئی صیاد و گلچیں کی نظر گلزار کو

خواب میں بھی دیکھنے سے یار کے کھلتے ہیں آنکھ
فتنہ بیدار کیجے دیدۂ بیدار کو

حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہیں
شمع روشن کی تو ہوتا مرغِ آتش خوار کو

دشمنوں کو جان کے دل کی طرح رکھا عزیز
اگرگ کو بالا بغل میں آستین میں مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بیت پندار کو

دست رکھتے ہیں جو نمدا پل جوہر یار کو
تول کر زر سے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو

صاف یوں کرتا ہے شانہ موئے جعدِ یار کو
جنتری میں کھینچتے ہیں جس طرح سے تار کو

کر دیا نوعِ دگر سرمہ نے چشمِ یار کو
نرگس شہلا بنایا نرگسِ بیمار کو

خوشنویسی میں بھی کی اُس طفل نے نقش تمام
خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو

ابروؤں سے وہ مسیں کیونکر نہوویں دلپذیر
خوبصورت ہمنے دیکھا راست خم تلوار کو

شمع کے شعلہ کو جب گلگیر نے سنہرین لیا
پرنچا آنکھوں نے دیکھا مرغ آتشخوار کو

سنگریزے کیا خدا اسکو نہ دیتا باغ مین
کبک نے رزاق سمجھا ہے گہر سارکو

جب سے دیکھا ہے گذرگاہ نگاہ یار اُسے
نائے ناوک جانتا ہون روزن دیوار کو

پیچھے رکھنا میرے داغون پر اے دوستو
آگ کہہ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو

پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا
خوب رو یاسن کے مین آواز موسیقار کو

دست قدرت نے بنایا حسن کا مجکو گدا
آنکھونکے کاسہ دئے در یوزہ دیدار کو

سبز خط سے حسن نے گورے رخ رنگین کے
چشمۂ کافور کی کائی کیا زنگار کو

یاد صحرا نے یہ زندان مین رولایا مجکو خون
گل سے رنگین کر دیا زنجیر کے ہر خار کو

خون جگر ہوتا ہے بہ گفتار کیسی جان جان
پیسئے ہو دل کو کیا کہتے ہین اس رفتار کو

دل کو بہلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے
رقص بسمل کا دکھا کر تی ہے وہ یار کو

اکیا ہوا نادم دکھا کر آئینہ مین یار کو
تب چڑھا آئی دیکھ اپنی نرگس بیمار کو

سمجھے ہم دیکھا جو قد و ابرو سے دلدار کو
راستی ہے تیر کو زیبندہ خم تلوار کو

چلکے دکھلاوے جو انداز خرام یار کو
ہنس کی گردن مین ڈالون ہتھنی کے کو

طاق ابرو مین یہ چشم یار سے ظاہر ہوا
بہر صحت لاتے ہین مسجد مین بھی بیمار کو

شربت عناب آب تیغ زہر آلودہ ہے
سیب انار آفتین ہے عشق کے بیمار کو

وہ تنک مشرب ہین ہم خمخانۂ اخلاق مین
نشہ زر ہو بین کر شربت دینار کو

خاک سے روشن ضمیر و نکی بنی ہے یہ مگر
سیر بیرون و درون ہے روزن دیوار کو

چہرہ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار
بند آنکھون کو کیا کھولا در گلزار کو

جوش وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک
ہڈیان رحمون کی بہنائین گلے کے ہار کو

یار بن سمجھا گلونکو مین گنہگار وفا
سرد سنبل نے دکھایا رسمان و دار کو

وقت آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا
ترع مین عیسی نے پہچانا مرے آزار کو

لب بلب فرہاد کو شیریں سے ہونا ہے محال
لعل قسمت میں نہیں کاٹا کرے کہسار کو

حسن کے جلوہ سے روشن ہونگے آنکھوں کے چراغ
کور مادرزاد دیکھیں گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھوں میں آتش گور تیرہ کا گرد ھا
خاک اڑائی ہے جب سے چاہ کن کار کو

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان اپنی کو
عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

وہ منصف ہوں اگر مینے کیا ختم کلام اللہ
ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشوں کا
لڑا کر جام سے توڑا ہے بدمستی میں مینا کو

خدا اے بحر خوبی تیرے دست و پا میں لازم ہے
نہیں دیکھا ہے خالی پنجۂ مرجان نے دریا کو

شب و روز اس کو رقص شادمانیمیں بتاتا ہوں
حصار عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوے جانان میں
ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے مردہ کو

کیا استاد کو شاگرد اس طفل پری نے
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو

نہیں جس کا کوئی اس کا خدا ہے پوچھنے والا
اٹھاتے ہیں ملائک آکے بے وارث کے مردے کو

مری میراث ہے خلد بریں فرزند آدم ہوں حوالہ
سر ہانے جانتا ہوں اپنے میں رلنوئے حور ان کو

شب تاریک میں آنکھوں کو وہ دلبر نظر آیا
سیہ خیمہ میں مجھ مجنوں نے دیکھا روئے لیلا کو

ترا شانہ کو جس بت ساز نے اے بت قیامت کی
بنایا شیشہ ساعت نے مزاج سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین
غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو

چمن میں یار مہ رو بن جو دریا میں تو آنسوں نے
گلوں کے کان کا جھمکا بنایا ہے ثریا کو

قریبوں سے نہ رکھا امداد کی امید مشکل میں
نکالا ناخن پا نے کہاں خار کف پا کو

وہ محبوب جہاں ہے تو ہوا نے تیرے کوچے کی
چھوڑا پانچ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو

بیضا سا روشن یار کا رخسار ہے آتش
لب جاں بخش رکھتے ہیں دم پاک مسیحا کو

یارب آغاز محبت کا بخیر انجام ہو
شیشہ میں اترے پری تجھ خون عالم ہو

دل کو عشق آتش گل سے جلا مثل سپند
نالۂ آدل میں اے بلبل تجھے آرام ہو

دفن ہوں دولت سرائے یار کی دہلیز میں
اُس صنم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو

مُرغِ دل کو کج کلاہ میں زلف پیچاں لگ گئی
اُسطرح سے جسطرح رہبر قفس کا دام ہو

اس قدر شوقِ قبائے تنگ چست اچھا نہیں
جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو

کیسی کیسی آرزوئیں بائی ہیں کوئے یار میں
صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو

مے سے تلوار اپنی بجھوائی ہے اُس سفاک نے
دیکھئے لبریز کس کس بیگنہ کا جام ہو

دست انصاف و ترازوئے خرد ہو جو ہے
وہ ملے اُس چشم سے بے مغز جو بادام ہو

ابر دریا بار آبِ ہو نچا قریب میکدہ
ناخدائے کشتی مے ساقی گلفام ہو

ہے یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
ہو نہ جس سر کو تیرا سودا اُسے سر سام ہو

حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک کتنا ملوائے عشق
کارِ مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہیں جسپر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جسمیں کسی کا کام ہو

کچھ تکلف چاہیئے دولت سرائے یار میں
نقرئی دیوار و در ہو زیں طلائی بام ہو

راز ہے سُن لو اسے تم سے کہے رکھتے ہیں ہم
انجمن میں بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
تا صبح پینے منہ نہ لگایا کباب کو

کھلوائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
عاشق نگاہ بد سے جو دیکھیں نقاب کو

اُمیدوار ہیں نگہِ لطف کے کھڑے
آنکھوں کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو

ترکِ فراقِ یار ہے وہ ترکِ بد مذاق
کھا جائے بے نمک کے جو کچا کباب کو

دندانِ یار کھلتے ہیں ہنسنے میں بیشتر
بے آبرو کریں گے یہ دُرِ خوشاب کو

سنتے ہیں روزِ حشر کو منہ ہوگا اسطرف
ذرے بھی دیکھ لیں گے رُخِ آفتاب کو

کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذبِ عشق کا
غش سُن کے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو

اس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے
رُخ یار کو ملا ہے نہ پشتِ آفتاب کو

قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
لکھا ہے میں نے خط میں نہ لکھنا جواب کو

دیکھو رہیں گے جوشِ محبت سے دیر تک
ہوگا وہ مست جو کہ پیئے گا شراب کو

فرقت مین یار کے ہے بھر آیا کیسا نمک
آنکھو نمین اپنی مین نے جو دیکھا ہے خواب کو

بیکر شراب فشہ سے اُس نونہال نے
شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو

بے گنتی بوسہ لین گے رخ دلپسند کے
عاشق ترے پڑھے نہین علم حساب کو

رکھتے ہین اہل مدرسہ بھی عشق یار سے
سمجھے ہوے ہین روے کتابی کتاب کو

سودائے زلف یار کی سیر مین ہو نہ رکھ
اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو

اے شہسوار خانہ زین کا ہے تو چراغ
مین قدم سے تیرے شرف ہے رکاب کو

گر ترے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا
دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو

نعمات بیحساب کو تیرے کمی نہین
پایا طعام خوان مین کوزہ مین آب کو

آتش جو شوق کعبہ ہے دل سے کر رجوع
دیکھو اُس آستانۂ عالی جناب کو

بیقراری مین مری یار اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو

جوہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو
صلب یعقوب سے یوسف بیسر پیدا ہو

خوش جمالون سے زمانہ نہین رہتا خالی
مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو

ابر نیسان کے کرم سے دُر یکتا لاکھون
گوش تو کوئی سزا وار گہر پیدا ہو

شعر گوئی مین مری طبع کو دقت ہے بلند
خشک و لب ہون تو اک مصرع تر پیدا ہو

بے نمودون کو بھی ہو شوق نمودار کا
ناف کیطرح وہ معدوم کمر پیدا ہو

مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
مین تو لوح شیشہ رہا گرد سفر پیدا ہو

ایک دم مین مین لٹا دون ابھی نشتر سے اگر
مجکو دولت سے اگر شہ زر پیدا ہو

باغ عالم مین ہو اجلتی ہے وہ وحشت خیز
صورت بید مجنون جو ثمر پیدا ہو

عہد پیرانہ مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین
تو بصورت جو وفادار پسر پیدا ہو

حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار کو تا دام رکھین اے آتش
فکر رنگین مین مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نچلو

اُن کی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنہ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنین
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ کو مُنھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بد ذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوئین اور گڑھون مین رگیر
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان اُنکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوش مالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہے غریب اُس کو ڈراتے نہ چلو

پُر مشقت ہے رہ عشق نہ طے ہو دو گام
کوسون دریا جو پسینے کے بہاتے نہ چلو

منھ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سُناتے نہ چلو

کوئے معشوق مین اے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اُن سے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکھ ابر
چشم آتش کیطرح آنسو بہاتے نہ چلو

محبت سے بنا لیتے ہین اپنا دوست دشمن کو
جھکانی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو

بیان کچھ تو کرے اے گلعذارے حال گلشن کو
خدا نے دس زبانین ایک دہن مین دین ہین سوسن کو

دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے
چھری سے ایک کرکی ہوگئی ہے لاگ گردن کو

نقاب اُس آفتاب حُسن کا اندھیر رکھتا ہے
رُخ روشن چھپا کر شب کیا ہے روز روشن کو

اُڑاتے دولت دنیا کو ہین ہم عشق بازی مین
طلائی رنگ پر صدقہ کیا کرتے ہین کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دورا فسانہ پہونچا ہے
چمن سے بعنان کھود کر پھینکا ہے سوسن کو

یہی سودا رہا شمشیر قاتل کی تمنا مین
بیابانی بجھایا لال کر کے جبکہ آہن کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک پر جو رکھتا ہے
ملانا خاک میں عاشق کا ہے شغل انکے دامن کو

تجھے ملوا کے مسیحا باغ لے محبوب چلتے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس رو کے سوسن کو

کوئی شمشیر چوبین جو نظر آئی ہے میلے میں
کیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو

نہایت زخم کے سینے میں کرتی ہے یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سوزن کو

تصور لالہ و گل کا رہا کرتا ہے آنکھوں میں
قفس میں بھی سلام شوق کر لیتے ہیں گلشن کو

سوا رائس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگو او تو سن کو

کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل میں
قیامت تک رہے گا زلزلہ سا میرے مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دوست داری میں
کیا ہشیار غافل پا کے اکثر ہم نے دشمن کو

گرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت میں
گراں ہے دوش کو گردن تیرا ہاری سر ہے گردن کو

تبسم میں نظر آتا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قصہ یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں تیرے دیوانے کے روزن کو

پڑے ہو عشق میں کیا مرد ویسے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہیں ہم جو معرکہ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کر کے دل بیقرار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
خون شہید مہر و وفا سازگار ہو

یارب اسیر زلف دل دا غدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوئے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں ارپیچ
گردن پر ان کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہیں ہوش میں
یہ نشہ وہ نہیں ہے کہ جس کو خمار ہو

اکٹی ہوا زمانہ میں چلتی ہے چاہیے
اس گلبدن کو میری طرح خارخار ہو

پنہاں دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہیں
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتابِ حُسن یہ حسرت ہے بعدِ مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو

بلبل کو مول لیکے حوالہ کروں چمن
کوچہ میں یار کے جو مرا اختیار ہو

دستِ جنوں سے زلف کے سودے میں چاکِ چاک
پیراہنِ حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہیں نشانہ بنے ہوئے
دیکھوں کدھر سے تیرِ نگہ کا گذار ہو

چنگاریاں جھڑیں عوض قطرہ ہائے آب
برسائے آگ ابر جو دل کا نثار ہو

ورد زباں ہو نام ترا جس کو اے حبیب
حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو

دھوکا جو تیرے آتشِ رخسار کا کھائے
سیماب آگ میں نہ کبھی بیقرار ہو

اُس رشکِ گل کی چین جبیں میں نمود کی
شبنم کی طرح سے کوئی گریاں ہزار ہو

گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو

سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گردِ راہ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو

بیزار زندگی سے ہوں یہ شوقِ مرگ میں
ڈھونڈھوں چراغ لیکے جو پیارا مزار ہو

لازم نہیں ہے وصل کی شب میں نہیں نہیں
ایسا نہ جمزہ کیجئے جو ناگوار ہو

آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہوسِ نعمت کی بعدِ مرگ بھی رہتی ہے انساں کو
لحد میں پاس رکھدیتے ہیں دورِ افتادہ دندانکو

جلا دیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو
کھٹکتے ہیں ہمارے آبلے خارِ مغیلان کو

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیرِ بیابان کو
گریباں پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامانکو

نہ اٹھکر دربدر پھرو کنجِ عزلت میں جو بیٹھا ہے
دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دندان کو

روا ہے عاشقوں کی اپنے معشوقوں کو دلداری
محبت سے محبت ہوتی ہے انسا نسے انسانکو

مٹھائی کھائی تو شکرلب شیریں کیا پھر ون
پیا پانی تو دی ہمنے دعا چاہِ ترنخدان کو

فراقِ دوست کا صدمہ نہ دشمن کے دلکو بھی
محبت ہو اُسے بھی جس سے الفت ہو رے انسانکو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ہتھڑی میں ڈالا ہے
کہا ہے لوٹ لو گے نہ تم سیمیں نخدان کو

ترا مُنھ دیکھ کر پڑھتا ہوں سورہ قل ہو اللہ کا
مسلمان ہوں بجا لاتا ہوں میں تعظیم قرآن کو

ہر ایک حلقہ میں ہو سو سو دل عاشق کی گنجائش
خدا جمعیت خاطر دے اُس زلف پریشان کو

نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
سکندر تشنہ رہ جائے پیے خضر آب حیوان کو

تری درگاہ کے ذروں سے ہے جب سامنا ہوتا
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہر تابان کو

دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفوں میں
دکھایا خانۂ زنجیر میں مجنوں سے مہمان کو

نگاہ نکلا اُن آنکھوں کے سے ہے تیر چھپا پن وہی تیکھا پن
وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگاں کو

فغاں کرتا ہوں جب ندام میں مدہوشہ سا ہوتا ہے
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار میں گریہ کا ضبط آتش نہیں بہتر
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باراں کو

کریں گے جمع معنی فہم اجزائے پریشاں کو
شکنجے میں بہت کھینچیں گے صاحب اپنے دیوانکو

فقیری سلطنت ہے خاکسار کوئے جاناں کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہے جو چوسے لب شیریں جاناں کو
دماغ اُسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو

خم ابروئے قاتل پھر گیا ہے اپنی آنکھوں میں
لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغ عریاں کو

تمہارے چہرۂ پُر نور کے بے داغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھوں کے گرایا ماہ تاباں کو

ہوا ہے یار جو سیر چمن میں ساتھ اپنے
کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روئے خنداں کو

غم الفت کو کہنا ہی نکلیے دل نہیں بھرتا
یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہماں کو

انھیں سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہیں
پسے جاتے ہیں موتی پیستے ہیں جب وہ دندانکو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ میں پایا
تماشہ تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستاں کو

جنون کے جوش میں کرتا ہوں کار سہل میں مجنوں
نکل جاتا ہوں صحرا توڑ کر دیوار زندان کو

کیے ہیں کافر و دیندار اُن زلفوں نے سودائی
ہوئے ہیں جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو

کبھی دل کھول کر رویا جو ہوں شوق شہادت میں
کیا ہے ملت بسمل خون دل سے چشم گریاں کو

جنون کے جوش میں ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہے
حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریباں کو

شب وصلت میں بوسے لیکے اُس روئے کتابی کے
جبیں سے تازہ خندان ختم کر دیتا ہوں قرآں کو

خیال آتا ہے صحرا کا جو شب کو جوش وحشت میں
بناتا ہوں فتیلہ پھاڑ کر میں جیب و داماں کو

دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے
مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو

منور کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھین
الٰہی بھیجدے گھر مین مرے یوسف سے مہمان کو

ترا مجروح مثل ارغوان ہو تا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

تمھارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر
شفا بیمار پائین سونگھکر سیب زنخدان کو

زہے اقبال سیم و زر زہے عز و شرف آتش
تمام آرائشون مین سے چنا اس رخ نے افشان کو

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو
بیٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دلکو

اکسیر سے بہتر ہے در یار کی مٹی
منتظور نہ چاندی ہے نہ سونا مرے دلکو

تا صبح تجھے یاد کیا مجکو جگا کر
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دلکو

بیوجہ رولاتا نہین دکھلا کے رخ یار
آنکھو نکو ہے ساتھ اپنے ڈبونا مرے دلکو

بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو کلیجا ئے
رکھتا ہے بہت تنگ کونا مرے دلکو

یوسف سے حسین ہووے کوئی طفل تو جا ہون
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دلکو

بازیچہ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دلکو

پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لال
داغ اور بڑھتا ہے داغ بچھونا مرے دلکو

نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہے اس دکھڑے کا رونا مرے دلکو

نظارہ کیا کین وہ یہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھو نکا رونا مرے دلکو

کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا
بالے مین ترا پھول پرونا مرے دل کو

خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو

انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا
مومن ہون مین کافر نہین ہوتا مرے دلکو

ترکیہ شادی سے رہونگا مین شب وصل
بے فصل کے منہ مین ہے بگونا مرے دلکو

گل سے جو شجر قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے
یاد آتا ہے منہ کا ترے دھونا مرے دلکو

کچھ خاک اڑانے سے نہین ملنے کا آتش
بیکار یہ مٹی کا ہے ڈھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر مین سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے
ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملین وہ راہ مین یا کی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارا بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے بہر ہمیر دیکھتے جاؤ

کوئی اُن سے کہے منھ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
ترستا ہے تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شائق ہے تحت فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی لہراتے ہین ابرو کبھی جنبش ہے مژگان کو
دکھاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اگدن اُلٹ کر تم نے یہ منھ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اُس سے منھ آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

ردیف ہاے ہوّز

ہے نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

پیش ترسب سے کیا طالع بد نے برباد
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے بار کی راہ

تنگ دستی نے زمانہ مین یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد مین تکتا ہے خریدار کی راہ

نہین مجھ سا کوئی دنیا مین سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے ماہ وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُن کو بھیجا عاشق — تار سے چلتے ہین خانہ بیمار کی راہ
دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہے — کج ادائی سے ہے اُلٹی ترے رخسار کی راہ
زلف مشکین کے جو سودے مین ہے دل گمراہ — پوچھتا پھرتا ہون ہر ایک سے تاتار کی راہ
حسن کے عشق نے ہستی مین علم کھینچا — شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
کھینچی ہے تو لگا نہین تامل نہ کرو — کھوٹی ہوتی ہے میان آپ کی تلوار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا اے بادہ کشو — بند رہنے کی نہین خانہ خمار کی راہ

عیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہے دو چار کی راہ

دیکھا ہے سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ — یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ
دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین — دیوانے کے ہو جاتے ہین اوپر کے تلے ہاتھ
دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب — دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ
گرمی نہ ہماری سی ہوئی آتش گل سے — گلچین کا نہ رکھا کبھی انگر کے تلے ہاتھ
یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین — ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ
تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی — باش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ
عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین — مژگان جو چھپائین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ
مستی مین طلب گار تو ساقی سے ہے مے کا — کاسون گا مین کاسے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا پہ چلو چاک گریبان کرو آتش
لنگر مین نہ رہن پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نکرا اے بت سفاک سیاہ — زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ
میل تر مین جو تری نرگس فتان کو ہوا — طوق کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ
پانی مانگے نہ کبھی تر جھی نگہ کا مارا — دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ
یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اس کا — روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ
کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس — سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانہ رگیسو نہ تو دستار کا گل
نخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا ادھر آنکھون سے اُدھر غائب تھا
اسپ مشکین ہے ترا آہوئے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے تجھے دیکھے تو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روئے ہو سناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لون
کوسون تک ہو گئے جل کر خس و خاشاک سیاہ

شوخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ
دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمین
بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ

نیم جان دل سے ہے طلبگار سلوک شمشیر
آبرو اپنی ہے اب ابروئے خمدار کے ہاتھ

حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہمنے
جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ

پاؤن کو اُنکے چھوا مین نے تو ہنسکر بولے
کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ

نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُن کے
عشقبازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

ذرہ سا محبوب ستمگار نہین اُس کے لئے
بیچتے سر کو جوانمرد ہین سردار کے ہاتھ

روئے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ
قدر اُس شے کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑ لے اے شجر حسن لبون کے عناب
ضعف نہ رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا
پاؤن کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
قتل کر ہاتھ پیرا اپنے نہ ہو مار کے ہاتھ

نہ جلائے نہ لوگاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ
نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

جب نہ تب پڑھتا ہے اُس قاتل کے تم پر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا تھا رہے
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت سے خلل
منھ تو دیکھین لیکے یوسف کے برادر آئینہ

دیکھکر حال زبون لو میرے حیران رہگیا
یار کے دل سے بھی تھا ہر چند بہتر آئینہ

ہو کے اُس شمشیر ابرو کے مقابل رہ چکا
ایسا کیا پہنے ہوے ہے خود و بکتر آئینہ

آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روے صاف یار
مین وہ مفلس ہون نہین جس کو میسر آئینہ

صورت نقش محبا نہین حیران ہون
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ

روبرو ئے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند
کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ

اب زمین پر پانون بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار
کر چکا آراستہ اُس کو مقرر آئینہ

یہ نہین ہو جو اسے قمری اکڑتا سرو کا
آبجو اُس کو دکھاتی ہے مقرر آئینہ

ہر زہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

۱۱۸

معشوق نہین کوئی تمسین سے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کیا کہئے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے
ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

کملی مری پشمینہ سے رکھتی ہے مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانہ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ

تنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہے سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہے دل بستے ہین سر سہ کیطرح سے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ

میخانۂ الفت مین نہین جائے تنک ظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہے دل بلبل کا دکھانا
شوق اندنون اُس گل کو ہے گلدم سے زیادہ

صوفی مجھے سُنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنی کے ترنم سے زیادہ

ٹھوکر ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قم سے زیادہ

آئینہ مین دیکھا ہے جو منھ چاند سا اپنا
خود گم ہے وہ بت عاشق خود گم سے زیادہ

فائق ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
اجلس وہ دلارام کہے قم سے زیادہ

دشمن ہین مرے خود وکلان عشق مین آکر
موذی ہوے ہین نفی کرد م سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہے میرا — گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ
بجلی کو جلاوین گے وہ لب دانت دکھاکر — شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

مرد آگودہ نہ ہون دنیائے بازیگر کیساتھ — کب وفاداری زن فحبہ نے کی شوہر کیساتھ
منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ — گرد رہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کیساتھ
چل سکینگے کبک کیا اُس فتنہ محشر کے ساتھ — کوہ مثل کاہ اُڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کیساتھ
حلقۂ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ — اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کیساتھ
دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کیساتھ — مجکو بھاتی ہے بناگوش صنم گوہر کیساتھ
میکش عاشق مزاج اے ساقی مہر و ہون مین — بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کیساتھ
سبزۂ خط کو دکھاکر تو نے مارا ہے جنھین — حشر اُن لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کیساتھ
پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح — حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کیساتھ
جوہر اُس کے اِکدن اے سفاک اسپر کھولدے — لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کیساتھ
مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسن شباب — آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کیساتھ
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین — شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ
جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھ کو کان بیشہ کو — اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کیساتھ
یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس گلرو کی ہے — دم نکلجاتا ہے سودائی کا اس نشتر کیساتھ
قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین — چاہیئے سالار لشکر کو رہے لشکر کیساتھ
صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا نہو — صندل اس بت خانہ مین ملتا ہے در در کیساتھ
جب رولاتا ہے تصور تیرے دانتونکا مجھے — تولتا ہون اشک کے قطرونکو مین گوہر کیساتھ

ہمسری کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مراد اکثر کیساتھ

اونچا ہو لاکھ تارے سے بھی سر دچار ہاتھ — رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہ گذر کوئے یار مین
رہتا ہے سیر سے اشکون سے تیرا کنارہ ہاتھ

دامن چھڑا کے جب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دیتا جو اے صنم مجھے اللہ چار ہاتھ

دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ

دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
کیڑونکے پھاڑنے کے لیے تار تار ہاتھ

رخسارۂ صنم سے الٹ کر نقاب کو
دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ

چپی شب وصال سحر تک کیا کیے
پائے حبیب کے رہے خدمتگار ہاتھ

صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر
مضمون کو جانتے ہین ہم آشکار ہاتھ

چھلے پڑے ہوئے رکھتے ہین وہ پور پور مین
دکھلا رہے ہین ہمکو جواہر نگار ہاتھ

کہتا ہون دست قاتل بیرحم چوم کر
وقت عطائے رحمت پروردگار ہاتھ

نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیبہا
خالی نکر سکین جسے ہزدہ ہزار ہاتھ

کھجلائی بیٹھ اسکی تو بولا وہ گلبدن
ہو جائے خشک ہو کے ترا پشت خار ہاتھ

کیفیت حیات ہے پیری مین میہمان
لبریز جام روح ہے تن رعشہ دار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردن سے اور بانو نے ہے شرمسار ہاتھ

منھ ہی لگا کے قتل جو نجکو نہین کیا
غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

چاہے جو ہمنشینی کے حق کو ادا کرے
آتش ہو بار تو کے گلچین کا خار ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

خدا بنا گیا مجکو بتون کی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینہ عشق مجازی سے

رسائی مصر تک اس کی تو اسکی عرش تک ہے
مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے

طرحداری کریگی عاشقونکو جامہ سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے

بزنگ سبزہ روندتا ہون رہ محبوب گلرو مین
یہ پامالی ہے بہتر دو جہان کی سرفرازی سے

صفائے قلب سے زیرِ نگیں ہیں بحر و بر و لولوِ تر
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبیں ساؤں نسے اے بت تیرے کوچہ کو بھرا رکھے
نہ کھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسمِ اعظم کو فسونِ حُسنِ لولی نے
فرشتوں کی حقیقت کھل گئی عشقِ مجازی سے

پناہ اے پیرِ فریبو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزاروں کشتیِ تن بار اُترے گھاٹ سے اُسکے
رہے دریائے خوں جاری تری تیغِ جہازی سے

تنِ محرور کا میرے پڑے اُس پر جو پرچھانواں
یقین ہے موم ہو جائے آہن کی گدازی سے

رہی ہیں بند اک کانِ ملاحت کے تصور میں
مزا لوٹا ہے آنکھوں نے مری نظّارہ بازی سے

شبِ آدینہ بھی آتا نہیں گورِ غریباں پر
ہنوز آگہ نہیں وہ شمعِ رو مسکین نوازی سے

کمیتِ خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم میں آگے ترکی سے رہا سرپٹ میں تازی سے

گیسوئے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے

دور کر وایا پسینے نے نقابِ گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوارِ چمن ڈھانے لگے

چال لیلیٰ کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بیدِ مجنوں کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسوں پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چھالا آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیمِ نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردوں پر کیا مشقِ خرامِ یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکریں کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب اُلٹ منہ سے نقاب
گردِ شمعوں کے بہت سے تین پروانے لگے

کم نہیں کالی گھٹا سے یار کی زلفِ سیاہ
دیکھ لے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے

گاہ مستی کی دھڑی ہے کہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمہارے لعلِ لب لانے لگے

نام جس نے عشق کا روئے کتابی کے لیا
اُس کو زلفوں کے شکنجے میں وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مردے کے آثار زندے میں نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلفِ یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشقِ جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آوے گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

صبر ہر چند ہو سینہ سے لیلے سل بھاری
نہ سبک ہو جو سمجھے اُسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے صدقے مین ہوا ہون یہ نزار
تو لیے مجھ سے ترازو مین تو ہو تل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

حامل جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا
کوہ ناقہ ہو تو اُس پر ہے یہ محمل بھاری

نہ پھرا در بدر اے دیدۂ معشوق طلب
دست ہمت کو ہے اب کاسۂ سائل بھاری

صورتین سد رہ معنی مین باز آن سے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پانون سے منزل بھاری

بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے الفت مجکو
ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

ذوق مجنون سے رہی عشق و جنون مین مجکو
اُسکی زنجیر و نسے ہون مین سلاسل بھاری

زور کر توڑ کے جان دل کو اُٹھا دنیا سے
یہ وہ بھر ہے نہین جس سے کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان اے دل
نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری

خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رو نے مرے الٹا سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

یار خاطر ہو نہ عالم کا سبک پانون سے
زندگانی مین نہ ہو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اٹھواتا ہے
گر دن یار مین شاید ہے حمائل بھاری

ہمرہ خیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہو گیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش ان سے نہین نظارہ کا لپکا چھٹتا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے

دل مین آتا ہے کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق یک قلم ہے

کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو
صف مژگان ہے تلے زلف سیہ برہم ہے

دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نمک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے

زندگانی سے جو تنگ آ کے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے

کھینچ لاتا ہے جو مل جاتی ہے جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جب تک دم ہے

زلف در رخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانۂ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے

بام پر جب سے ہے اک رشک پری کو دیکھا
روح دیوانۂ سیر فلک اعظم ہے

وعدۂ شربت دیدار ہے بیمارون سے
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے

دردمندان محبت کا ہے تو تسکین بخش
زخم فرقت کے لئے وصل ترا مرہم ہے

دل عاشق کو نگینہ کے عوض جڑواؤ
دست معشوق کو زیبا ہے تو یہ خاتم ہے

کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا
شوق گلزار مین آنسو نہین ہے شبنم ہے

عاشقون سے یہ اشارہ ہے تری مژگان کا
اس صف جنگ مین جو کیت رہا تم ہے

وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی آتش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آ کے گردن مین
سُنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتے بھی تجھے کہتے ہین بیشتر شاعر — یقین ہوا ملک الموت مین ہے خوبی تیری
یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت — قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری
شراب شرم و حیا و حجاب کھو دے گی — دکھائے گا ہمین کیفیتین سبو تیری
رہا نہ شبہ ہمین اُس کے حلقہ ہونے سے — یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری
ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک — حنا بھولائے گا شوخی مرا لہو تیری
شب فراق مین اے روز وصل تا دمِ صبح — چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری
جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندان زنان — کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری
یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہے — نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری
کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن — فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری
چمن مین صبح کو جا کر نہ مُنھ دکھانا تھا — برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ مین کوئی تجھسا نہین ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ مین آتش آبدار تیری

گوچۂ دلبر مین بلبل چمن مین مست ہے — ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہے
فتنۂ دولت سے سنگ سیم و زر تن مین مست ہے — مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہے
دور گردون ہے خدا وندا کہ یہ دور شراب — دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہے
آج تک دیکھا نہین یان آنکھ نے رندِ خراب — کون مجسا گنبد چرخ کہن مین مست ہے
گردشِ چشم غزالان گردش ساغر ہے یان — خوش رہین یا رب وطن دیوانہ پن مین مست ہے
ہے جو حیران صفائے رخ حلب مین آئینہ — بوئے زلف یار سے آہو ختن مین مست ہے
غافل و ہشیار ہین اُس چشم میگون کے خراب — زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہے
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط — اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہے

وحشتِ مجنون و آتش مین ہے بس اتنا ہی فرق
کوئی بن مین مست ہے کوئی وطن مین مست ہے

شوق وصلت مین ہے فعل اضطرابانی مجھے — ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یاد مین آئینۂ رُخ کے ہے حیرانی مجھے
زلف کے سو دیکھین رہتی ہے پریشانی مجھے

فی الحقیقت تو ہے اے دلبر سزاوارِ سجود
کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے

تنگ کرتا ہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا
موسمِ گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے

ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے
اک پری نے دی ہے تسبیحِ سلیمانی مجھے

ایک حرف اُس کی عبارت کا پڑھا جاتا نہین
لکھدیا کس خط مین ہے یہ خطِ پیشانی مجھے

چشمۂ چشمِ حیوان من گریہ سے ہے دریا کا جوش
غوطے کھلواتا ہے سیلِ اشک کا پانی مجھے

خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے
ایسی اے آنکھون دکھاؤ صبحِ نورانی مجھے

ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم
عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے

عشق میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا
آئینہ سا رُخ ملا ہے اُنکو حیرانی مجھے

بوسہ لیتا ہون دہان نادیدہ یار کے
آشکارا ہو گیا ہے گنجِ پنہانی مجھے

کونسے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین
یار کے کوچہ مین زیبا ہے غزلخوانی مجھے

ساقیانِ ماہپیکر کیا کرتا ہون حکم
میکدہ مین عالمِ مستی ہے سلطانی مجھے

خشک رہتا ہے بہت شوقِ شہادت سے گلا
ہو سکے تو ہمدمون خنجر کا دو پانی مجھے

خاک مین ملوا رہا سودائے زلف یار ہے
مثلِ گردِ راہ رہتی ہے پریشانی مجھے

اے خیالِ یار کرتا ہون ریاضت سے صفا
خانۂ دل مین ہے کرنی تیری مہمانی مجھے

حسن کے جلوہ سے اُس رخ کا اشارہ ہے یہی
کافری زلفونکو زیبا ہے مسلمانی مجھے

شہرِ خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب جاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اُسکا جان کھوتا ہے برنا و پیر کی
اُس شاہِ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مردِ فقیر کی
سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی

صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کیطرف
گم ہو گئی ہے عقل جنون سے مشیر کی

بے مانگے بوسہ عاشقِ مسکین کو دیجئے
مولے مرے سوال ہے صورت فقیر کی

پیدا کرے گا یوسفِ گم گشتہ جذبِ عشق
تاثیر اسمین بھی ہے دعائے اسیر کی

غافل نہ مثل برق ہو شادی میں خندہ زن
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی

زنجیر ہو گئیں ہیں بدن کو مری رگیں
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
زنجیر میں ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
رنگ اس میں ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

دم بند اس کا زمزمہ سن نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
سودے میں جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اس بادشاہ کو نہیں حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے میں نے جا کے برہمن کو دیر میں
لی ہے قسم بتوں سے خدائے کبیر کی

جس لوتے میں شریک ہوئی اپنی خاک آہ
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی

جیسا کہ شادمان ہوں میں روز و صال میں
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عید غدیر کی

اس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام
بو آتی ہے ہمارے دہن میں سے شیر کی

آنسو نکلے تھے کدھر سے کہاں جا کے جائینگے
اول کی کچھ خبر ہے نہ ہم کو اخیر کی

تیری زیادتی میں نہ ہوگی کبھی کمی
اے عشق خیر چاہیے حسن شریر کی

اس ماہ چار دہ کو ہے حاصل کمال حسن
رخ میں صفا ہے سینہ روشن ضمیر کی

تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کروں
طفلی میں تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

دیکھے اگر مراد دل سودا زدہ وہ زلف
ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی ستارہ تون سے نہ باز آئے آسمان
کودک مزاجی مجکو خوش آتی ہے پیر کی

سودائے راہ یار کا اللہ رے اثر
جادہ بنی جو ہم نے زمین پر لکیر کی

اس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نے سنا
آتش ہے ذات سمیع و بصیر کی

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے
لٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرنے ہیں اس اشتیاق میں
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رغبت کی آنکھ ڈالئے ذرّون کی طرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیئے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلین ہیچ کے
کہتی ہے کیا نگاہِ خریدار دیکھیئے

بے موت روز مرتے ہین عاشق خبر نہین
اے شاہِ حُسن پرسۂ اخبار دیکھیئے

جاتے ہین کوئے یار سے ہم ایسے ہو کے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیئے

آہستہ پاؤن رکھیئے قیامت نہ کیجئے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیئے

طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیئے

بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چمن سے ہو
سو جایئے تو خواب مین گلزار دیکھیئے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولتِ دیدار دیکھیئے

چُن چُن کے قتل کیجئے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیئے

عاشق مسیح بھی تمھین کہتے ہین مہربان
حال اُس کا پوچھیئے جسے بیمار دیکھیئے

مشتاق دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیئے

دروازے مین سے چلئے سرائے جیب مین
حسرت سے تاکیا بس دیوار دیکھیئے

سودے مین ابرؤن کے ہون وہ ماہ طلعتا
جس مین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیئے

عالم کی سیر کیجئے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ کو بازار دیکھیئے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری
جس کو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک
سو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

جس کے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اے روح روان ہمنے روانی تیری

شیشہ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہے یہ پنبہ دہانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے حضرتِ کریم
آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری

عین احسان ہے مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان ذکر جمال
نیند آتی ہے کسے سُنکے کہانی تیری

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دل کو خوش کر
خون رولاتی ہے ہمین خندہ دہانی تیری

تازہ انداز ادا مین ہے ترقی روز چند
فتنہ طفلی تھی قیامت ہے جوانی تیری

کون سے غلّہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری

گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری

جان کی طرح سے رکھتا ہے عزیز اے گلرو
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

مصرع تیغ ہے ہر مصرع موزون آتش
دیکھ لی یار مری سیف زبانی تیری

مہندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب دست کھائے
چوٹی کے فتح پیچ سے سنبل شکست کھائے

لبریز کر پیالہ کو ساقی اس ابر مین
افیون نہ تنگ ہو کے کوئی مے پرست کھائے

شیر و پلنگ و گرگ سے باہر نہین ہو مین
جو چاہے ران کھائے جو چاہے سو دست کھائے

دل کو برشتگی سے ہو حاصل شکفتگی
دھوکا کباب مرغ کا دہ چشم مست کھائے

ظالم کو سعی سے نہین بحر جہان مین نفع
ممکن نہین کباب جو مچھلی کا شست کھائے

پھر خوشۂ اثر مین پھر کھنچے انگور کی شراب
پھر شاخ تاک پیچ سر دار بست کھائے

ملے کر چکون کہین مین نشیب و فراز دہر
تا چند ٹھوکرین یہ بلند و پست کھائے

اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو
چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے

دھوکا ندے مجھے تری شوخی کی چال کا
بل تو کمر نہ چیتے کی ہنگام جست کھائے

برخاست ہو ہماری جو چپ بیٹھتے ہین آپ
غم کون دیکھکر یہ ہمارا نشست کھائے

جڑ سے اکھیڑ کر مین جلاؤن تمام تاک
میرے چمن مین دھوپ اگر دار بست کھائے

اس لالہ روے حسن کا جیسے ہوا ہے عشق
کھاتا ہون داغ یون مین گرک جیسے مست کھائے

کہنا بلے وہ بھولے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے آتش مست الست کھائے

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی
رہے موسےٰ ہی سے یہ لن ترانی

سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی
سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی

کھلا سودے مین اُن زلفونکے مر کر
پریشان خواب تھی یہ زندگانی

یہ کیون آتا ہے اُن سے قدکشی کو
گڑی جاتی ہے سرو بوستانی

وہی دے گا کباب نرگسی بھی
جو دیتا ہے شراب ارغوانی

رنگا ہے عشق نے کس درد سے
ہمارا جامۂ تن زعفرانی

مسافر کی طرح رہ خانہ بردوش
نہین جائے اقامت دارفانی

ترے کوچہ کے مشتاقونکے آگے
جہنم ہے بہشت آسمانی

وہ میکش ہون دیا ہے قابلہ نے
جسے غسل شراب ارغوانی

یقین ہے دیدۂ باریک بین کو
کرے عینک طلب یہ ناتوانی

وہ خط ہے یادگار حسن رفتہ
وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی

نکلتی منھ سے قاصد کے نہین بات
مگر لایا ہے پیغام زبانی

یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ
صبا کی چاہتا ہون مہربانی

لئے ہین بوسۂ رخسارۂ صاف
پیا ہے منھ نے آئینہ کا پانی

سفیدی مو کی ہو کافور ہر چند
کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی

نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل
سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

موے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ
کفن سمجھے قبائے زندگانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی لن ترانی

وہ افسون ہے ہماری شعرخوانی
جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی

مبارک ابر کو دریا کا پانی
دور — ہمین درد شراب ارغوانی

لہو سے اپنے لکھون گر خط شوق
قلم بھولے سیاہی کی روانی

دل عالم ہو عشق حسن سے داغ
رہے ہر فرد پر تیری نشانی

فراق یار کو دل نوش جان ہو
یہ یوسف گرگ کی ہے میہمانی

وہ ترک آیا لگا اے آتش گل
کباب طائران بوستانی

کریں گے یار کو عریاں شب وصل
عیاں ہو جائے گا راز نہانی

ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ
رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

بہیں گے مثل دریا دیدۂ تر
پئیں گے ابر ان چشموں کا پانی

اڑا دے گی صبا مثل پر کاہ
سلامت ہے جو اپنی ناتوانی

ہماری قبر پر وہ شمع رو آئے
رہے روشن چراغ مہربانی

رولاتا ہے وصال یار کا شوق
فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی

خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
کلام اپنا ہے ہالق کی زبانی

کہوں ہرجائی تو بولے وہ کافر
نہیں مومن کو لازم بدگمانی

بڑھی ایڑی سے چوٹی اس پری کی
زمین پکڑے بلائے آسمانی

نہیں دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
مگر کانے تلونکی ہے گرانی

نہیں واقف ہم اس بت کی کمر سے
خدا کے واسطے ہے غیب دانی

رولاتی ہے مثال ابر پیری
دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مراد دیوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اس میں ہے گنج معانی

صدمہ ہے دوش پر سر و گردن کے بوجھ سے
ہر ایک مو بھی بھاری ہے سومن کے بوجھ سے

ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی
دیوانہ آشنا نہیں دامن کے بوجھ سے

راحت طلب کو رنج کشوں کی خبر کہاں
آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے

سارِ سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یاں
سمجھا میں مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے

سختی بخت عشق بتاں دونوں قہر ہیں
کم بوجھ سنگ کا نہیں آہن کے بوجھ سے

رندوں کو قید سبحہ و زنار کی نہیں
واقف نہیں میں شیخ و برہمن کے بوجھ سے

غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے

عاشق ملال خاطر اہل جہان نہوں
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

آتش یہ سارے رنج ہیں اس زندگی کے ساتھ
مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو کچھ کہ جاہین لائین بن مین آبلے
پائے بوسی کر ترستے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے پارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتا ہے گلچین میرے ہاتھ
ڈھونڈھتے آئے ہین کانٹونکو چمن مین آبلے

کون سر گردان نہین ہے جستجوئے یار مین
پڑ گئے ہین پائے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہے طلب راحت کی ہان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پانون کے چھالے تو تذرخار صحرا کر چکے
پھوڑیئے اب چلکے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان نہین
کیا شریک حال ہوئین گے کفن مین آبلے

اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے برخلاف
کیا عجب پوئے حناڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانہ مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہین پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش پھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پائے کوہکن مین آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت مین گریبان خالی
لیچلے خار سے ہم گوشۂ دامان خالی

ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا
اپنی تقدیر کا تھا چشمۂ حیوان خالی

وقت فرصت کو غنیمت سمجھ آنا ہے تو آ
اے اجل عالم تنہائی ہے میدان خالی

کوچۂ یار مین مشتاق رخ وقد آئے
ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

دل عاشق سے اشارہ ہے یہان مژگان کا
قلعہ کر لیتے ہین یہ دستۂ ترکان خالی

چشم پروانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن
جا تری دل مین ہے اے شمع شبستان خالی

مرغ دل سینہ کو کھولے ہین نشانے کی طرح
ترکش چشمان کے کرین ترکش مژگان خالی

باغ عالم مین نہین کوئی کسی کی سنتا
نہ دماغ اپنا کر اے مرغ خوش الحان خالی

قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے
ہو نہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسان خالی

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کے فریب
صاف پہلوئے زبان کر گئے دندان خالی

تیری در کے فقیرون کے لئے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی

خال مشکین سے شکار اہل قلم کو کیجئے
گل چلے شیر سے کرتے ہین نیستان خالی

بت کافر نہین ہوتے جو ہم آغوش نہ ہوتے
بغل گور مین ہے جائے مسلمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگارون کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل سیکینہ کدورت نہین رکھتا آتش
حسن و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑیے
باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے

وہ در دو دست ہین جو خدا ہمکو زخم دے
سو بار مانگے کھائیے سو بار توڑیے

دیکھے ترا جو مصحف رو بر برہمن کہے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑیے

بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑیے

مرغ ترانہ سنج ہون اس بوستان کا مین
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑیے

اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑیے

فتراک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے

گردن ہی اپنی دوش پر اپنے وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑیے

عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے

بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے

انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے
شیشہ شراب کا بھی نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھون کو اشتیاق
بند نقاب کو سر بازار توڑیے

سودائے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو
جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے

نامردآسمان سے گوارا ہے کسکو جنگ
آتش سپر کو چیر یے تلوار توڑیے

حسرت جلوۂ دیدار لئے پھرتی ہے
پیش روزن پس دیوار لئے پھرتی ہے

اس مشقت سے اسے خاک نہ ہو گا حاصل
جان عبث جسم کی بیکار لئے پھرتی ہے

دیکھنے دیتی نہین اسکو مجھے بیہوشی
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لئے پھرتی ہے

کسی فاسق کے تو منھ کو نکرے گی کالا ؛ کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہے
تو نکلتا نہین شمشیر بکف اے قاتل موت میرے لئے تلوار لیے پھرتی ہے
حال مفلس مجھے سمجھا ہے جنون نے شاید وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے
کعبہ و دیر مین وہ خانہ برانداز کہان ؛ گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہے
رنج لکھا ہے نصیبون مین مرے راحت سے خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے
چال مین اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہے
در یار آئے ٹھکانے لگے مٹی میری دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے
ہنستے ہین دیکھ کے مجنون کو گل صحرائی پا برہنہ طلب خار لیے پھرتی ہے
سایہ ساحن کے ہمراہ ہے عشق بیباک ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہے

کسی صورت سے نہین جان کو قرار اے آتش
طپش دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہے

رشکان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجئے عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجئے
حالت غم کو نہ بھولا چاہئے شادی مین بھی خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجئے
عیب الفت روز اول سے مری طینت مین ہے داغ لالہ کے لئے کیا فکر مرہم کیجئے
اپنی راحت کے لئے کسکو گوارا ہے یہ رنج گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجئے
عشق کہتا ہے مجھے رام اس بت وحشی کو کر حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجئے
رات صحبت گل سے دن کو ہم مثل خورشید سے رشک اگر کیجئے تو رشک بخت شبنم کیجئے
دیدۂ دل کو دکھایا چاہئے دیدار یار حسن کے عالم سے آئینون کو محرم کیجئے
شکل گل ہنس ہنسکے روز وصل کاٹے ہین بہت ہجر کی شب صبح رو کر مثل شبنم کیجئے
تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا ہجر مین کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجئے
آپکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت بڑھ چلے ہین حد سے گیسو کچھ انھین کم کیجئے
اٹھ گئی ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین رویئے کس کے لئے کس کس کا ماتم کیجئے
روز مردم شب کئے دیتا ہے سرمہ پوچھئے خون ہوتے ہین بہت شوق خانم کیجئے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجئے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجئے

اثر رکھتی ہے گلگونکی کیفیت کا ہستی ہے
ابھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہے

دکھائی دیتے ہین ہندو ہی ہندو مجکو خالون سے
رُخ محبوب ہے یا مسلمانون کی بستی ہے

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کے چڑھتی ہے جو چیز سستی ہے

وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے

فرد مایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
بھلا تیغ علی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہے

غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے رقع مین
کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے

نہین معلوم لذت کون سی رکھتا ہے زخم ایسی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہے

غنیمت جان یار آوے لحد پر جان کھونے سے
مراد دل ملے کو مین تک دیکر تو سستی ہے

نہین رہتا مزاج سفلہ ہرگز ایک حالت پر
بلندی کا بگولے کی مآل کار پستی ہے

نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُس کی چھاتی پر
برہمن اس لئے مصروف کاوت پرستی ہے

ستارہ اپنا گردش مین ہے آتش اس کی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی سے ہماری تنگ دستی ہے

کام ہمت سے جوان مرد اگر لیتا ہے
سانپ کو مار کے گنجینہ زر لیتا ہے

ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان
زہر پیکر مزہ شیر و شکر لیتا ہے

ہالہ مین ماہ کا ہوتا ہے چکور دنکو یقین
کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے

وہ زبون بخت شجر ہون کہ دہقان میرا
پیچھے بوتا ہے مجھے پہلے ثمر لیتا ہے

منزل فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
بادشاہ تخت سے یان اپنے اُتر لیتا ہے

گنج پنہان ہے تصرف مین بنی آدم کے
کان سے لعل یہ دریا سے گہر لیتا ہے

ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت مین
زخم پہلو مین نمک بیس کے دھر لیتا ہے

نظر آجاتا ہے اے گل جسے رخسار ترا
پھولنے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے

رہ پُرخوف محبت مین جو رکھتا ہے قدم
گور مین گام نخستین کو وہ دھر لیتا ہے

پیش کش گل سے طلب کرتے ہین نگین من
سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے

عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل
موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے

نگہ لطف کی حسرت ہے ہمین دانے نصیب
کسطرح سرمہ گھرا دون آنکھون مین کہ لیتا ہے

یاد رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش سے
ہچکیان شیشہ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

عبرت نالہ و فریاد نہ کھوا اے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
زنگین مرے لہو سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہے گرمی اداغ کی

رخ کیا دلائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مہندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوئے سیب زنخدان ہمن رہا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پائے نہ جائینگے
کھووے گی فکر کو تمہارے سراغ کی

سبتی ہے شوق آتش رخسار یار مین
ہے شمع سوختہ اسی چشم و چراغ کی

پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

حسن امرد کا بہت مائل دل بیباک ہے
گرد راہ نے سواران آخر اپنی خاک ہے

خط روئے یار جنت بہر حسن پاک ہے
جانتے ہین سب کہ کعبہ کی سیہ پوشاک ہے

سُرخ شادی سے رُخ ساغر شبیہ پاک ہے
زرد رو ہے محتسب ہے سبز شاخ تاک ہے

بالش کا رتبہ ہے پیش قد موزون سرو کو
گل کو تیرے روبرو حکم حسن و خاشاک ہے

خنجر قاتل سے کار روح کا طالب ہون مین
روح مدت سے گرفتار طلسم خاک ہے

قلب ماہیت سے جائے نفرت پاکان نہو
جوش کھا کر مے ہوا انگور جب ناپاک ہے

موسن وکافر جگہ دیتے ہین آنکھون مین اُسے
طور کا سرمہ کسی نقش قدم کی خاک ہے

جوش گریہ سے رواں بہتا ہے دریا گرد پیش
اب پہونچتا ہے وہ مجھ تک جو کوئی تیراک ہے

بخت یاور نے دیا انگور سا فرزند سے
خاندان کا فخر اپنے سلسلہ مین تاک ہے

دست وحشت پنجۂ مژگان اشک افشان ہوا
آستین میری گریبان کی طرح سے چاک ہے

کلفت ایام سے پروہ نہین کچھ حسن کو
خوبرویون کو مزیب ملکی پوشاک ہے

وہ گریبان گیر ہے تیرا مین دامن گیر یار
عشق یان گستاخ ہے واں حسن بیباک ہے

بہرہ ور دیدار سے یہ وصل کی حسرت اُسے
شاد ہین آنکھین ہماری دل اگر غمناک ہے

دور ساغر سے دگرگون رنگ ہو جاتا ہے یان
میکدہ مین لطف دیکھتی گردش افلاک ہے

ڈھونڈھ لون گا چار دہن قاتل اپنے واسطے
دیکھتا ہون آسمان کو کس قدر سفاک ہے

نارسائی طالع بد کی بیان کیا کیجئے
پاؤن شل ہو جائین قاصد کے اگر چالاک ہے

کون سے صیاد نے صیاد فلنی کی اختیار
حلقۂ گوش غزالان حلقۂ فتراک ہے

مرد سے بہتر ہے نام مرد بیع ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش منوحاک ہے

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب الٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہے
مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہے

بلائے بزم جہان ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

اٹھاؤن کس لئے احسان یار گردن پر
مرا تو اُس کے تغافل سے کام ہوتا ہے

خدا کی یاد جوانی مین غافل نہ کر لو
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا
یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہے

کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کرنے دے
نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے

فرشتے سنتے ہین آواز دور باش کا شور
کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہے

زیارت اُن کی جو کرتے ہین مومنین آکے
زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہے

ہزار لال ہوئے اخگرون سے داغ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے

کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہے آتا
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

پھنسا جو زلف مین اُس گل کے مرغ دل بولا
نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے

ہمارے حلقہ مین کرتا ہے شیشہ دل خالی
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے

کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے

وہ کون ہے جو نہین اُن کو دیکھنے آتا
نظارہ بازون سے ایک اژدھام ہوتا ہے

ملازمون مین ہین سلطان عشق کے ہم بھی
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہے

جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی شیخ و شیفتہ بن مٹی

قدم پڑے جو ترا اُس پر اے گل رعنا
زمین شور کی ہو قابل چمن مٹی

خدا کے واسطے اے آسمان حوالہ کر
دھرے دھرے نہ کہین ہو مرا کفن مٹی

یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُننا
کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی

جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی

زمانہ مین کوئی غربت زدہ نہین ہم سا
اُڑی نہ اپنی کبھی جانب وطن مٹی

قبول خاطر مردم ہو تو تیا کی طرح
عزیز تیری کرین سبز و برہمن مٹی

ہوائے تند سے رہتا ہے بیم بربادی
تپ درون نے کیا ہے زبس بدن مٹی

نہوئے قالب خاکی غبار خاطر روح
قبول سینہ کے اندر ہزار من مٹی

نظارہ باز یہ در پردہ کون ہے اسکا
دکھاتی ہے کسے چشم و لب دہن مٹی

زمین سے ہووے گا اک آسمان نو پیدا — پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی
کسی کا یار بُرے وقت میں نہیں کوئی — نہ دیکھا رح کو ہوتے شریک تن مٹی
گڑے ہیں اسمیں صباحت کے کیکڑوں کتنے — عجب نہیں ہے جو دے بوئے یاسمن مٹی
مآل کار کا اپنے نہیں خیال آتا — ملایا کرتے ہیں مٹی میں گورکن مٹی

کسی نے اُف بھی نہ کی شمع جل کے خاک ہوئی
نہ ہووے گی مگر آتش یہ انجمن مٹی

آبلوں سے خار صحرا ہی نہیں سیر کھینچتے — بید کے پتے بھی مجنوں پر ہیں خنجر کھینچتے
کیمیا گر روغن گو گرد اخگر کھینچتے — ہم تری زلفوں کو دھو کر عطر عنبر کھینچتے
ناتوانی کا بُرا ہو گر اثر ہوتا نہ کچھ — آرزمانے کو تو نالے ہم مقرر کھینچتے
ٹھوکریں کھائیں ہیں جو ہمنے بتوں کے عشق میں — آب ہو جاتے جو یہ آزار پتھر کھینچتے
شاعروں نے تیرے قد سے دی ہے جو تشبیہ یار — قمریوں کو سرو میں سولی کے اوپر کھینچتے
دیکھکر وہ خال رُخ ملتے ہیں روغن ساز ہاتھ — ان تلوں کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچتے
فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی عید گاہ — دام ہو کر مُرغ مضمون تار مسطر کھینچتے
رعشۂ پیری ہے وہ جوش جوانی کا عوض — اپنی بدمستی کا میازہ نہ کیونکر کھینچتے
بوالہوس عاشق کے جیتے جی نہیں ہتیاں حلال — دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خنجر کھینچتے
جنبش مژگان سے چل جاتے ہیں اے جان من — دل شکنجے میں ہیں گیسوئے معنبر کھینچتے
یاد کرتے ہیں تجھے تنہائی میں اے نازنیں — معتکف رہتے ہیں ہم جلتے ہیں اکثر کھینچتے
ہجر کی شب میں ہے روز وصل کا آنکھو کو شوق — دسترس ہوتا تو ہم دامان محشر کھینچتے
جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھوں نے اے بالا بلند — قد کے سودے میں ہیں تصویر صنوبر کھینچتے
زندگی میں سیر جنت کا جو ہو تا مل کو شوق — ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچتے
میں اُڑا دیتا ہوں آنکھو کے اک اک خط شوق — دام میں صیاد ہیں جو جو کبوتر کھینچتے
تیرھی صورت آئینہ کرتا جو اُس محبوب سے — فرق مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچتے
روشنی حُسن کرتے آتش اپنی گور پر — شمعرویوں کو شب آدینہ مرکر کھینچتے

بے رخِ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امید شفا مین آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزا کالبدِ خاک مین اے روح ملا
یا نکلتی ہی نہین یا تو وہ بیزاری تھی

یان مرے پاؤن مین زنجیر تھی واں گیسو مین
یار سے مینے بدی شرط وفاداری تھی

نہ موا مین تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو چلا دو
ضبط فریاد بس اب آگے دل آزاری تھی

وائے قسمت کبھی پہونچے بھی جو ہم کو طالع
میلے سے میدنی کے پھرنے کی تیاری تھی

بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی
مرد مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتش کدۂ حسن کی چنگاری تھی

آگاہ رو تا کبھی ہنستا تھا نصیبو پیر من
خواب بد میرے لئے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوں تنگ اے آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

ایڑیان تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آنی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

روز ہجراں شب تاریک جدائی ہوتی
مرض عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی

قد موزون رخ رنگین جو دکھاتا تو نہین
سرو و گل بلبل مین جدائی ہوتی

دست محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا
پنجہ جیسا تھا جو ویسی ہی کلائی ہوتی

چین کر دل کو لیا خوب کیا اے شہ حسن
مانگ کر ہمسے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ سے کرتے جو طلب دیوانے
نقرئی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی

بزم رنگین مین تری سبز قدم رہنے دیا مین
گھاس اکھڑتی جو مین سے تو صفائی ہوتی

ذات باری کو لیا ظلم بتان نے تاہیت
عدل کرتے یہ اگر ان کی خدائی ہوتی

چھوٹتے بند محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردن نخوری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا کچھ اگر غم کدۂ دنیا مین
روح قالب مین خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرا یا جو مرا سیل حوادث نے تو کیا
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلے دیوانۂ دست رنگین
خار پر تہمتِ انگشتِ حنائی ہوتی

غیر گھورے نگہ بد سے تجھے حیف ہے یار
آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اُن غداروں کی جو باتی یہ صباحت آتش
یاسمیں باغ میں پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدوں کے گلستان ہوگئے
زخمِ خنداں غیرتِ گلہائے خنداں ہوگئے

آرزوئے دل رہی ناآشنائے گوشِ یار
حرفِ مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہوگئے

حُسن وہ شے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر
چشمِ عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے

منزلِ دل کی خرابی کا الم کیا کیجئے
کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے

سیرِ نیرنگِ جہان دیکھا کئے زندانِ عشق
شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلمان ہوگئے

عاشقوں سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موئے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ میں ہوا
سیکڑوں مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے

آہ بر لب داغ بر دل بسکہ عبرت نے کیا
شمع و گل ہم بر سرِ گورِ غریبان ہوگئے

موسمِ گل کردیا اُن کی قبائے سرخ نے
چاک تا دامن ہزاروں ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملے گا وقتِ قتل
ابرو قاتل بھی جو دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگارِ رفتگاں
یوسف اپنی آنکھ میں داغِ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہیں چلیں آتش بتاں بے وفا
حُسن جب پیدا ہو سب عیب پنہاں ہوگئے

کوئے جانانِ چمن سے بہتر ہے
اُس کا لٹنا ہرن سے بہتر ہے

گل قبا پر ہو جامہ سے باہر
کب ترے پیرہن سے بہتر ہے

گور میں بھاگ اہلِ دنیا سے
خلوت اس انجمن سے بہتر ہے

چمنِ دہر کا ہے ہر گل خوب
نسترن یاسمن سے بہتر ہے

ہنسنے والا نہیں ہے رونے پر
ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے

ترکِ دنیا سمجھ جوانمردی
تفرقت اس پیرزن سے بہتر ہے

بازو اُس کا مکان شکم اُس کا
دھکدی نور تن سے بہتر ہے

نہین کھلتا کسی طرح سے پھر
عیب پوشی کفن سے بہتر ہے

سیب ہے یہ تو پھر بھی ہے وہ
غبغب اے دل ذقن سے بہتر ہے

مانگے کیا خدا سے چشمۂ خضر
کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے

دشمن جان اجل کو جان آتش
دوستی گور کن سے بہتر ہے

کون سی شب ہے جو رو رو کے نہین کٹتی ہے
شام ہوتی ہے اُدھر چھاتی اِدھر پھٹتی ہے

صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل
بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہے

دردِ دل سے کبھی نالہ جو کرا اُٹھتا ہون مین
آسمان چرخ مین آتا ہے زمین پھٹتی ہے

کس کی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون
میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہے

لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچہ مین
کیا تماشہ ہے کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہے

بینیٔ یار سے دعوی ہے گل زنبق کو
بے حیائی سے مگر ناک نہین کٹتی ہے

حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہے آگاہ
آرسی سامنے سے اسکے نہین ہٹتی ہے

بوسہ کا اُس لبِ شیرین کے زبان نام نہ لے
جان جاتی ہے مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہے

عشق محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا
جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہے

طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری مین
کب بھلا خانہ زنجیر مین چھت بٹتی ہے

شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے

گوش وہ ہے جو سُنا کرتا ہے افسانۂ حسن
وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سبکدوشون نے مثل گرد باد
وادی پر خار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پر موا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن کھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوئے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوئے جنت لیگئے

باغ عالم مین ہے نا فہمو خوبیٔ برگ کا غم
سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گل ورگل الٰہی بعد مرگ
وائے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردش چشم غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

مصحف رخسار کے مضمون ہوا مضمون ہین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر تربت سازِ آتش سنگ تربت لیگئے

ہے یہ اُمید قوی زلف رسائے یار سے
کج چھپینے مہرہ اُگلائے دہان مار سے

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے
بھر دیے آنکھونکے کاسے شربت دیدار سے

نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے
بد تھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے

کم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے
یہ بلائے بد زیادہ ہے شب بیمار سے

چاہیے لیکر جواب نامہ قاصد ہو پھرا
بالِ ہدہد کی ہوا آتی ہے کوئے یار سے

بعد مردن بھی رہیگا دل کو شوق قصر یار
سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیوار سے

عاشقونکے دل کو پیسا کرتی ہے مشق خرام
رہتی ہے پازیب نالان یار کی رفتار سے

وجد اہل حال سے یہ منکشف ہمکو ہوا
پردے کی آواز سُن لیتے ہین موسیقار سے

بادشاہ حُسن نے خلعت دیا ہے عشق کا
یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے

مشتری حُسن مجھسا دوسرا عاشق نہین
بوئے یوسف آتی ہے گھر مین مرے بازار سے

کر دیا ہے عشق زلف یار نے خوش ذائقہ
شہد کا ہمکو مزا ملتا ہے زہر مار سے

جان سودے مین تمھارے خال رُخ کے جائیگی
رکھتی ہے پرہیز یہ جب شفا بیمار سے

دامن نظارہ لبریز چرا ھر کیجئے
ہنسکے دکھلا دیجئے دندان در شہوار سے

شب کی شب مین ہوگئی اس مرتبہ دلتنگی
صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے

دم فنا ہوتے ہین دیکھے سے تمھارا بانکپن
قتل کرتی ہے یہ شملہ کی لٹک دستار سے

غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبان خار سے

بول کو داغ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
یہ شگوفہ پھلے آکر ہم اس گلزار سے

بے سبب مشق خرام ناز صاحب کی نہین
کبک کو سیدھا کروگے پائے کج رفتار سے

حسن سے ساقی کے حاصل ہوگی کیفیات عشق
مست ہوکر جائینگے ہم خانۂ خمار سے

آرزومند شہادت ہون ارادہ ہے یہی
بھیک مانگون زخم اے قاتل تری تلوار سے

کی ہے جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
ہمسے یہ جانا کہ نابینا گئین گلزار سے

لوٹ لینے کا ارادہ مردم دیدہ کا ہے
سامنا تو ہونگہ کا دولت دیدار سے

حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصر یار
دھوپ بچ جاتی ہے تیرے سایۂ دیوار سے

خار خار دل سے جاتی ہے ہماری جان یار
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے

آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراق یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچہ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لئے گھر مین مرے مہمان چلیے

پاؤن مین تار ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہو دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجئے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہے وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
دھتہ رہتا ہے یہی پاؤن کو یان وان چلیے

رہنما جوش جنون ساہے بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجئے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی
موافق ہے نہ زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی

زمین پر پاؤن رکھکر آسمان پر ناز کرتا ہے
مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی

سر مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہے
نہین دیکھی جبین مین نے شاخ بار و رسیدھی

نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پھیر کے رستے
عدم کی راہ سب راہون سے ہے اے بے خبر سیدھی

نہین زور آوری مین بازوئے قاتل کی شک ہرگز
کرے گی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی

پس از مردن بھی حسرت باقی رہتی ہے دلجانی کی
لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی

اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
ادھر ٹیڑھی ہوئی شانے نے کی وہ زلف ادھر سیدھی

کریگی صاف چین اُن ابروؤن کی گرمی صہبا
گمان رُخ کریگی جب پھر وہ ہوگی آگ پر سیدھی

محبت ہے ہمیشہ کاملون کو راست بازون سے
کمر مین رکھتے ہین تلوار دادت بیشتر سیدھی

غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا
بس اب اے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کر سیدھی

جو سخن مین یار کی اک ہے بک جاتا ہے اے آتش
نہ الٹی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک قمر سیدھی

کوچہ تیرا عیش باغ اے یار بے تاویل ہے
چشم اشک آلود عاشق اُس مین موتی جھیل ہے

آفت جان سا مناسب اُس کا ہے انسان کیلئے
خوبصورت جن کو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے

معنی توریت موسائی سمجھتے ہین تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے

بلبل و قمری ہین تالان راہ کوئے یار مین
گل جو ہے سنگ نشان ہے سرو جوئے میل ہے

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کون سے دروازے کی قندیل ہے

جلوۂ قربانیان عشق کسدن وان نہین
روز اُس یوسف کی کو مین عید اسمعیل ہے

کیا سمجھ کر لبون کو حسن سے اُس کے ہے عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے

عشقبازی مین ہین فرہاد و مجنون سے ہر فوق
لیلی و شیرین سے تو حسن مین تفضیل ہے

بے سر و پائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج
پا جو ہے بے نقش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہِ وقت اُس کے شیفتہ ہین اے صنم
گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ پہونچاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبریل ہے

راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوا ہے آسمان
بیشتر ہمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے

جو کہ دیوانہ ہے حاضر ہووے بارگاہ مین
لڑکون کو جھیڑی ہے روز جمعہ ہے تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت شریر
نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روز وعدۂ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بیشۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو تو
شیر کے مانند آتش تجھ مین زور فیل ہے

کیف مے نے سرخ وہ رخ کر دیا عناب سے
آتش گل کس مزے کا لیا ہے بھڑکی آب سے

تیرے سودے مین کھلونا بن گیا ہے اے پری
کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دل بیتاب سے

باغ عالم مین ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو
اک زنخدان سیب سادہ لب تین عناب سے

سامنا ہوتا ہے بے تیرے ہوائے آرام جان
ہر دم دیدہ چرا لیتے ہین آنکھین خواب سے

دیکھتے ہین زور اپنے ہاتھ کا وہ آج کل
خون عاشق ملکے پنجہ کرتے ہین قصاب سے

تم اندھیری رات مین الٹو جو چہرے سے نقاب
روئے روشن مہر زرون کو جگا دے خواب سے

رعشۂ پیری تھا تن کو گریۂ طفلی سے قہر
زلزلہ سے ڈھے گیا بچ کر یہ گھر سیلاب سے

چاہتا ہون یار کو پیش نظر آٹھون پہر
مانگتا ہون رات پروانے سے دن مہر جناب سے

کیمیا گر دیکھکر کہتے ہین خط سبز یار کا
کشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب سے

حلقے اُن آنکھون کے ہین یون بار دوئے شیخا
خوبصورت جیسے ہوجاتا ہے در محراب سے

جسم خاکی ہو گیا داخل گڑھے مین گور کے
کھنچگئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے

حُسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن
کبک مردہ کا کفن ہو جاوے رہتاب سے

جان بچتی عشق بازی مین نظر آتی نہین
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن اجناب سے

بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان کا دہن
تشنہ لب محروم پھرتا ہے چہ بے آب سے

یار کے رخسار روشن پر ہے افشان کا عجب
کیون نکر انجم نہ پیش آئے مہر عالمتاب سے

دل نے اے آتش کیا داغ محبت کو پسند
ساتھ جاوے گی یہ شے اس عالم اسباب سے

گل سے افزون مری آنکھوں مین ہین دیدۂ کانٹے
پھول رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے

شیفتہ سبزۂ خط کا نہ ہوا اے دل ہرگز
بے شعور اپنے لئے آپ نہ بو تو کانٹے

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہے
جی مین آتا ہے بھرون چیر کے پہلو کانٹے

نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن مین نہ تو گل
اک طرف برگ خزان دیدۂ حیران ہین کانٹے

کام اک آبلہ کا اُن سے نہین ہوتا ہے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے

بدسرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہ ہو دین کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
پاؤن سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے

یا خراشی ہے مری کوہکنی سے افزون
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے

باغ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
تا کمر گل ہین تو یان تا سر زانو کانٹے

ایک دن دعوت جمازۂ لیلی ہوگی
اس لئے بیچ مین مجنون نے ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی اُنھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم اُلفت کا اثر کیا کہیئے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر اُنھین خوش چشمون سے نسبت دیجے
پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہین رنج
پاؤن پر میرے نہین پانے کے قابو کانٹے

یار و اغیار کو رد و بدی ہے مجھے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بر و کانٹے

وہم سا اک اے بت مغرور پیراہن مین ہے
نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہے

شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہے
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہے

جسم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہے نزدیک تک
سخت دیوانہ ہے جو مستور پیراہن مین ہے

موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے
ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن مین ہے

تپش سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس بجبار مین — روح قالب مین نہین زنجیر پیراہن مین ہے
عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ایک دن — بوے آب سدرہ کافور پیراہن مین ہے
یار کی تصویر کھینچوائون تو کہتا ہے وہ شوخ — قالب بیجان کسے منظور پیراہن مین ہے
چار دیوارمین ہے یان لباس خستہ تن — مرغ کاکل زخم کا انگور پیراہن مین ہے
شبہ ہوجاتا ہے مجکو شمع کافانوس مین — نور کا عالم ترا اے حور پیراہن مین ہے
ناتوانی سے ہے یکسان ظاہر و باطن مرا — تار پیراہن تن رنجور پیراہن مین ہے
عالم میرنگ ہے دنیا طبائع مختلف — تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن مین ہے

مصرع رفعت کو پڑھیے کیجے آتش پھاڑیے
ہے قبا مین عقرب اور زنبور پیراہن مین ہے

پیرہی مین آکے وہ رخ روشن نظر مجھے — دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے
خال رخ صبیح ہے مد نظر مجھے — یوسف سے بھی عزیز ہے زلیخا پسر مجھے
اے تو نہال تو بھی دکھا چشم نرگسی — دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے
جاتا ہون اڑکے شہر سے صحرا بہار مین — جوش جنون پری کے لگاتا ہے پر مجھے
بے قصر یار مین گئے آیا نہین قرار — دیوار پھاندی بند ملا ہے جو در مجھے
گم ہون خیال مین دہن ناپدید کے — رکھتی ہے پیچ و تاب مین نازک کمر مجھے
قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی — ہونا تھا خط شوق کا خونابہ بر مجھے
کانون نے میرے یار مرے ہوش اڑا دیے — تیری خبر سنا کے کیا بے خبر مجھے
رسوا چکور سے ہون سوا اسکے عشق مین — پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے
لب بند ہوگئے لب شیرین کے وصف مین — میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے
کس مست کا خیال ہون ہیران یا صبا — چینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے
پیری مین چپ سکی جو ذرا روٹی تو آگئی یاد — دانتون سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے
برسون سے مین خراب ہون بوسے کی تلاش مین — رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے
سودے مین تیغ ابرو خمدار یار کے — گردن وبال ہوگئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالان ہوائے جرس
منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے

معشوق تھے غرور سزاوار تھا تمھین
شکوہ نہین ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلفِ یار کے تھرا رہا ہون مین
پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہی ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مزاج
صحبت کا تیری یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہے دولتِ دنیا کا دل مرا
اُس سیم تن کا وصل ہے تحصیلِ زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا
ڈوبون کا مین ڈبوئے گا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہوتی ہے کارگر
حُبِ علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہی
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے

شب تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے
دم آخر ہمارا عاشقی کا روزِ اول ہے

ہزارون حسرتون کے روز و شب ہوتی ہین خوں یہان
نہین معلوم دل ہے یا مرے پہلو مین مقتل ہے

بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اسکو
جو مخمل وہ شکم تا ناف ہے تو ٹاٹ مخمل ہے

قدم رکھے تو گل ورگل رقیب رو سیہ ہووے
گلی مین یار کی ایسی مرے اشکو نے دلدل ہے

سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون
دوئی جس دل مین ہے وہ دل نہین ہے چشم احول ہے

بنایا ہے اُسے شاید کہ دودہ روغن گل سے
ہزارون گل پھلا تا یار کی آنکھون کا کاجل ہے

جو عالم حُسن رکھتا ہے تو حالت عشق غلت کر
کہین زلفِ مسلسل ہے کہین اشک مسلسل ہے

جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے
ہجوم یاس سے ابر مژہ ساون کا بادل ہے

فروغ ظاہری کرتا ہے کیا باطن کو روشن کر
طلائی گو کہ ہو مطلب سے خارج خطِ جدول ہے

پہونچتی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی
تو کل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے

وہی عالم ہے اب تک خاکساران محبت کا
وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے

ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلیٰ کے دیوانہ
یہ زنجیر اُس کی گردن مین مری طفلی کی سنگل ہے

اندھیری رات مین دیتی ہے دھوکا روشنی مجکو
فروغ حسن سے کس کا رخ پر نور مشتعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان متقل ہے

نفاست ہے بڑا آئینہ و آئینہ رو مین
یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہے

فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی
جسے ظل ہما کہتے ہین درویشون کا کنبل ہے

کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
کہ جس کے سامنے اک مختصر نسخہ مطول ہے

لب نان جوین جنتک رکھتا ہے دہن شیرین
قناعت شہد ہے آتش ہوا و حرص حنظل ہے

ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پہ مرے گرمی مین بالاپوش ہے

دور رہون یکجائی پر بھی صورت خانوس و شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشور خوبان مین مرگ و زیست دونون ہین خوب
بار خاطر زندہ ہے مردہ و بال دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقۂ لیلیٰ روان ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہین
موسم گل تک گریبان پھاڑنے کا ہوش ہے

حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لب خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو مین
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب اجل کا جوش ہے

ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسان خم
توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے

درد دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اُسے
عہد مین میری زبان نایاب عنقا گوش ہے

ہون وہ دیوانہ کہ قمری ہے جس کو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامان نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصل
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اُترى ہوئی پاپوش ہے

فصل گل ہے خون حیض دخت رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حال دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اُس کی گفتگو مین اب زبان خاموش ہے

پشت بر دیوار حیرت ہین ہزارون صورتین
صاحب آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے

جامۂ ہستی جنون مین مثل گل پرزے اُڑا
سنگ یان بہر شکست شیشہ کا جوش ہے

موسم سرما مین رُلواتا ہے پہلوئے تہی
اب کف دریا بدن پر میرے بالاپوش ہے

وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہو کر جان زار
سنگ مردے پر ہماری گور کا آغوش ہے

غرط الفت کا مآل کار ہے عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہے

مردہ کس بیکس کا دریا مین بہایا جائیگا
جس حباب بحر کو دیکھا سراپا دوش ہے

گفتگوئے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہین
خواب مین چلائے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہل دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہون مطلع
مجلس تصویر مین کس کو کسی کا ہوش ہے

یار سر گرم خرام ناز مین محو جمال
گوہر جان گرامی صدقۂ پا پوش ہے

تیغ تنہائی مین بھی چلاکے رہ سکتا نہین
لوگ کہتے ہین در و دیوار کے بھی گوش ہے

گل ہر اک ساغر بکف بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیر باغ آتش شب ہائے نا خوش ہے

یاس رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے
ضبط نالہ ہجر کی شب مین فشار قبر ہے

صاف میرے آنسوؤن کا تار ہے اسکی جڑی
دیدۂ تر کا کسی عاشق کے رومال ابر ہے

پہلے پروانہ سے مغز شمع مین لگتی ہے آگ
بے تامل حسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے

کوچہ محبوب مین مین خانہ کعبہ مین شیخ
بتکدہ مین برہمن آتش کدہ مین گبر ہے

مصحف رخ کی تلاوت مین ہوا ہے دم فنا
نور سے ایمان کے روشن ہماری قبر ہے

کان کھولے رکھتے ہین گل رکھ اے صیاد
اختیار آگے ترا اب ہجر ہمکو جبر ہے

شغل سے خواری چمن مین چل کے آتش کیجئے
فرش سبزے کا لب جوئے ہوا ہے ابر ہے

خون تیغ زنون کے دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے ترا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان مین ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے زلیخا چاندسی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہون سایہ تلے جسکے مین بالکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی مدِ نظر گو سحر و شام
رنگِ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے

گھٹواتی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیرین وہ کرے اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جس کی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تپ حار جنون نے
قطرے ہوے دانے مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کر لیجے سرخ آنکھو کو صاحب
خون بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے

پونچھے نہ بھوون پر سے جو رومال پسینہ
آب ابرو خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جس نے کہ لکھا انکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

کھٹوائے جو بشاشی سے سرسیری طرح شمع
تا دم ہو پسینہ رخ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہ بد سے جو میلے نفسون کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

مے ہم سے غریبون نے پی سیکڑون جھیلے
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

مثل شفق برخ وہ نہر آئے لب بام
رنگ اڑ اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو بر سے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

بیرنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر
رینی ہو تو رنگ زر کی تدبیر سے ٹپکے

مضمون کہو آتش انھین یا آم انھین سمجھو
ہاتھ آئے ہین دو چار یہ تقدیر سے ٹپکے

تیرۂ دو تار جہان ہو دل روشن ٹوٹے
خاطر دوست نہ یان خاطر دشمن ٹوٹے

آہ کھینچون جو پیالہ کو کبھی ٹھیس لگے
سر کو پھوڑون مین صراحی کی جو گردن ٹوٹے

مصحف رو سے ترے کفر کی بنیاد مٹی
مسجدین بننے لگین دیر برہمن ٹوٹے

اثر سنگ کیا باد خزان نے پیدا
شیشۂ رنگ گل و لالہ و سوسن ٹوٹے

فکر درمان جو کرون درد گریبان ہو
منفق خار سے ہو پاؤن مین سوزن ٹوٹے

ہون مین وہ کشت بچے برق سے بالمین اگر
لشکر مور پے غارت خرمن ٹوٹے

شاہد حسن کی بیدادگری سے ہے یقین
پائے بت کو جو چھوے دست برہمن ٹوٹے

ہائل منزل مقصود سیہ بختی ہے
یا الٰہی کمر اقفی رہزن ٹوٹے

اڑ پڑے جگ پر زے جو اڑنے تھے گریبان کے ہم
بس نہ اب سلسلہ جنبش دامن ٹوٹے

سایہ سان لگ چلی دیوار سے تیری جو نگاہ
بجلی بن بن کے ہر اک ذرہ روزن ٹوٹے

پشت پا سنگ کو لگجائے تو پتھر اجاوے
سر پٹکیے تو در قلعہ آہن ٹوٹے

جلوہ یار سے داغ دل بیتاب ہون دور
کشت پر یاس کے برق شرر افگن ٹوٹے

کوچہ یار کی زینت ہے مری چشم پر آب
رونق باغ کہان جب چہ گلشن ٹوٹے

اہل دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر مجکو
نظر آے جو کہین گنبد مدفن ٹوٹے

اس رہ سخت مین لائی ہے پیادہ قسمت
گر سوار آئے یقین ہے ہم توسن ٹوٹے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے اے دوست
تیری پابوس سے اک دن سر دشمن ٹوٹے

چلی ہے ایسی زمانہ مین کچھ ہوا الٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا الٹی

بیان حالت دل پیش یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا الٹی

نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شام فراق
گلیم بخت سیہ سیدھی ہووے یا الٹی

نگاہ ناز ہے ترچھی کچھ اس صنم کی نہین
خلاف عشوہ و انداز ہے ادا الٹی

ہمارے خون سے ہووے دست یا قاتل رنگین
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا الٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت یاس
در قبول سے ٹکرا کے سر دعا الٹی

خلاف وضع ہے انسان کیواسکے معیوب
بدن کی زیب نہ ہووے کبھی قبا الٹی

شب فراق مین مین نے جو منھ لپیٹا ہے
خیال وصل مین پھرون نہین ردا الٹی

گلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا الٹی

نگاہ یار کی پھرتے ہی ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی

سر شمع سان کٹایئے پر دم نہ ماریئے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریئے

مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلایئے نہ ہاتھ نہ دامن پساریئے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریئے

برہم نہ ہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریئے

پیوجہ رنگ زرد نے دی تہمت طلا
اک عمر میری خاک کو چھانین گے نیاریئے

نرگس کو صدقہ کیجیے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر تری سنبل کو واریئے

تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خانہ ہے
کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریئے

اے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو
چین جبین کو قتل جہان پر اُبھاریئے

تبدیل روز وصل سے فرقت کی شب ہوئی
آئی ہوئی بلا تھی صدقہ اُتاریئے

تم فاتحہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے
بس خاک مین ملا چکے چلیے سدھاریئے

دکھلائی دے جو آنکھون کو یوسف کا پیرہن
چلایئے جرس کی طرح سے پکاریئے

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اتاریئے

یار قاتل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے
سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیئے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہے

طول عمر خضر دے تم کو خدائے مہچو
جیسمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

رویئے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو خیال
آتش پنہان اس آب اشک مین آمیز ہے

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین یاون
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہے

آفتی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزہ نوخیز ہے

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہے

پر زے اُڑتے ہین ہمارے خاک کے کوئے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے

یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہے شور رستاخیز ہے

زہر کھانا ہے نہ پینا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے

غیر رسوائی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہے مجکو حسن سے پرہیز ہے

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمیں
وقت شب ہے ابر ہے صحرا ئے آفت خیز ہے

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجئے
کوہکن اس پر مرے جو کشتۂ پرویز ہے

ظلم کرتے ہیں بتانِ سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہے

فکر کی وقت سے یاں طبع رواں آگہ نہیں
تو سن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے

بلبل بستان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
گوش گل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے

اشک کے شامل ہے خواب دل پر داغ بھی
الحذر اے آستین یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حال دل آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفان خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ ہیں اغیار الجھے
سیر گلزار میں دامن سے مرے خار الجھے

پائے قاتل پر الٰہی سر مغفر جھکے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار الجھے

چین جبین پر نہ ہو سر خیدہ دابرو کج ہوں
بھوں نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار الجھے

فرصت وقت ہے تدبیر کے خاطر لازم
پھر سلجھتے نہیں جب آنسو کے تار الجھے

باغبانوں سے ترے شیفتۂ زلف اے گل
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوش اشکوں کا یہی ہے تو یقیں ہے دلکو
دامن سیل سے خار سر دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تار نفس
سینہ میں صورت موئے سر بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہوں بے قید ہوں میں
مجھے کافر ہی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے

روئے رنگین سے ترے باغ میں وا ہو جو نقاب
صحبت گل سے دل بلبل گلزار الجھے

کوچۂ یار میں ہنگامہ رہا غیروں سے
دن کو دو چار کے رات کو دو چار الجھے

حسن کو ایک طرح پر نہیں اک لحظہ قرار
صاف سو بار وہ گیسو ہوئے سو بار الجھے

شیشہ گر کرتے ہیں بند اپنی دکانیں آتش
کس کے دیوانہ سے لڑکے سر بازار الجھے

منزل گور اب مجھے لے آسمان درکار ہے
مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہے

ہجر کی شب مین کہانی سے کوئی آتی ہے نیند
قصہ خوان کے بدلے یاں لیسن خوان درکار ہے

ساحل دریائے ہستی ہے کنارہ گور کا
کشتی تن کے لئے بھی بادبان درکار ہے

دیکھیئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے
یار کو پیراہن آب روان درکار ہے

کچھ علاج وحشت عاشق نہین جز خواب مرگ
ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہے

آدمی کیواسطے کچھ اور ہووے یا نہ ہو
ساقی وے سبزہ و آب روان درکار ہے

سیر بام عرش کی دکھلاتی ہے دلکی تڑپ
صاحب تاثیر کو کیا تر و بان درکار ہے

قیمت دل ان بتون سے کیا سمجھکے مانگے
رہزنون کو صفت مال کاروان درکار ہے

خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان نہ کچھ منظور تھا ہمکو نہ یان درکار ہے

ابرو و مژگان معما ہے جو تو سمجھے اسے
ترک حسن یار کو تیر و کمان درکار ہے

شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس امید پر
وہ جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے

سیری پامالی اگر مقصود ہے اے آسمان
کہہ خدا سے مجکو اک سرو روان درکار ہے

سبزہ خط کے تماشے سے مجھے ظاہر ہوا
حسن کو رشک بہار گل خزان درکار ہے

چاہے سگ کو وے اسے چاہے ہما کو وے اسے
آسمان لے لے جو شست استخوان درکار ہے

بیشتر بندھتے ہین مضمون ہم آغوشی یار
بہر فکر شعر اک تنہا مکان درکار ہے

نالہ بلبل کو سن کر اف نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شب برات جو زلف سیاہ یار ہوئی
جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی

یہ سرخ نشہ مین چشم سیاہ یار ہوئی
زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی

تپ درون نے نرکھا نشان تک باقی
ہمین حرارت قلب آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر
گھٹائین پھوٹ بہین برق بیقرار ہوئی

شب فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدہ صبح کا تاریکی مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے کے اوپر خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی وجانکاہی سے اسے کاٹا
شبِ فراق مجھے فیل کا شکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آئے گا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شبِ فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی
عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پر کاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کہ کوہ پر جو بار ہوئی

بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے اسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصۂ مجنون و واسق فرہاد
کسیکو عاشقی آتش نہ سازوار ہوئی

غم نہین کوئے بتان مین جو نہین جا خالی
باغ فردوس مین ہے پہلو حور اخالی

اے صنم مہر و وفا سے نہین دنیا خالی
کون سا دل ہے نہین جسمین تری جا خالی

نیچی نظرون سے ہو اُسکی زمانہ پامال
آنکھ اُٹھائی تو کیا عالم بالا خالی

شب تنہائی مین کیا گرم ہو پہلو اس سے
نازو انداز سے ہے صورت زیبا خالی

دیکھکر جان نکلتے ہوے بھاگے اغیار
مین نے مر کر بھی کیا یارون کا بالا خالی

گردش چشم کہان گردش ساغر بھی نہین
نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی

نکلے پہلو مین ہر اک نام کے سو سو تیر
نہ ملی بعد فنا گورمین بھی جا خالی

سر بکف کوچۂ جلاد مین حاضر ہون مین
فتنہ سمجھے نہ مرے عہد مین دنیا خالی

پیاس بجھتی نہین مستقی الفت کی ترے
سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتے ہین دریا خالی

گردش چشم نہین گردش افلاک سے کم
گھر کے گھر کرتی ہے وہ نرگس شہلا خالی

شکر کس منھ سے کرون گوشۂ تنہائی کا
مجکو دل کھول کے رونیکو ملی جا خالی

جوش کھایا جو مرے خون نے نہین رہنے کی
پائے محبوب مین جائے کفک پا خالی

سمجھے آتش نہ کوئی آدم خاکی کو حقیر
نہین اعراسے یہ خاک کا پتلا خالی

موت مانگون تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

میری ایذا کیلئے مردے مین جان آتی ہی
کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب مجھے

دہنِ گرگ سے جیتا جو بچون صحرا مین
ذبح کرنے کیلئے سول لے قصاب مجھے

ہون تصور مین صفائے بدن یار کے غرق
حلقۂ ناف ہوا حلقۂ گرداب مجھے

مردمِ دیدۂ قربانی ہون مین دیوانہ
آئے دروازہ کھلے بن نہ کبھی خواب مجھے

اے فلک رہنے دے عریان ہی پس از مرگ بھی تو
سونپتا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے

نہین رکھتے ہین اسیری کی ہوس مرد فقیر
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

جوش سے اشکونکے پھر جائے گا سر پر پانی
کھینچ لیجائے گا دریا مین یہ سیلاب مجھے

دیر و کعبہ مین اُن آنکھون سے نہین حلقۂ در
کوئی ابرو سے دکھاتا نہین محراب مجھے

فرقتِ یار مین کرتی ہے قیامت برپا
روزِ محشر سے نہین کم شبِ مہتاب مجھے

مرضِ عشق سے بچ جاؤن جو تم دلوا دو
صدقہ اپنے لبِ جان بخش کا عناب مجھے

چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
کب مین سویا کہ جگایا نہین بدخواب مجھے

نہین بھولا ہے جنون مین وہ حواس اُڑ جانا
یاد ہے برہمی صحبتِ احباب مجھے

نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہرِ جہان تاب مجھے

دل غنی چاہیئے گو ہون مین فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے

ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فرہادی
عرصۂ حشر جلو خانۂ سلطانی ہے

دل کے خون ہونے سے اے جان نہ اتنا گھبرا
ایک دن تو بھی غمِ یار کی مہمانی ہے

یار جلادی مین بکتا ہے زمانہ ہے اگر
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہے

حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
ہے پھر اندھا وہ کنون جس مین نہین پانی ہے

صورتِ غنچۂ گل ہے دلِ بستہ میرا
مجکو واشد کی طلب فکر پریشانی ہے

سر نگون خاک مین ملوا کے ہوا مجکو ملک
کاربد کردہ کا انجام یہی پانی ہے

بے تمیزی سے ہے اپنی مجھے امید نجات
باعث بیگنہی طفل کی نادانی ہے
ہو نہ چیڑا تا ہے تا حال محبت کا مزا
زخم دل پر وہی باتیک نمک افشانی ہے

زندگانی مین ہون مین مردہ سے بدتر آتش
نقش تعویذ لحد کا خط پیشانی ہے

روئے خورشید سے روشن رخ نورانی ہے
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے
تاب نظارہ کہان اور کہان دیدۂ شوق
صورت یار مین آئینہ کو حیرانی ہے
شام ہوتے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل
عمر کوتہ سے وفا چاہنی نادانی ہے
چھوڑ کر ین رہگذر یار مین کھاتا ہون مین
عاشق نقش کف پا مری پیشانی ہے
تا دم مرگ رہا منتظر قاتل مین
شاہد حال مرا دیدۂ قربانی ہے
صورت یار مین اٹکیگا دم بازپسین
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے
نیم جان چھوڑ کے نادم نہوا ہوگا یار
سر جھکا کر جو ہوئی مجھکو پشیمانی ہے
آئینہ دیکھ ہوا یار عزیق حیرت
منزل خوف شناور کو بندھا پانی ہے
دل سا دشمن ہے شب و روز عزیز پہلو
اپنے قاتل سے مجھے الفت روحانی ہے
وعدہ ہوتا نہین تا چند برابر میرا
اے اجل دیکھون تو کب تک نگہبانی ہے
نوجوانی مین غم عشق نہ بڑھنا معلوم
شب کوتاہ ہے افسانہ طولانی ہے

دشمنی ہے عوض دوستی یان اے آتش
درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے
مستون کو جوش صوفیون کو حال آچکے
ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے
عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چکے
کعبے سے دیر دیر سے کعبہ جا چکے
کیا کیا نہ اس دوراہے مین ہم پھیر کھا چکے
گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوے
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چکے
کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے
پہونچے تڑپ تڑپ گئے بھی جلاد تک نہ ہم
غفلت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن مین روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو نہین
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہین ترا ہوشیار نہین
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اڑا چکے

بیوجہ ہر دم آئینہ پیش نظر نہین
سمجھے ہم آپ آنکھون مین اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکھے جان کو
یوسف کو مول لے چکے قیمت چکا چکے

اٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی تڑپین گے اے آسمان حسن
بیتاب تیرے گور مین بھی تاب لا چکے

آرائش جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مسی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے
زندون کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے

صید مون نے عشق و حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گے چشمۂ خون جاری ہے
گور پہ بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے

دور اتنا بھی بس اے منزل مقصود نہ کھینچ
تھک گیا لاکھ مین ہمت تو نہین ہاری ہے

شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری
کون ہے وہ کہ جسے جان نہین پیاری ہے

غم کو مین فراموش ہوا الفت مین
لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے

رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے
زندگانی دو روزہ مجھے بیماری ہے

ٹکرا اے باد بہاری مجھے تکلیف شراب
آگے ہی گٹھری گناہون کی مری بھاری ہے

وصل مین ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے

سایۂ دامن جلاد مین ٹھنڈا ہو لون
منزل سخت ہے پشارہ بہت بھاری ہے

نسبت اے پردہ نشین تجھے نہین یوسف کو
قدر اس کی نہین جو حسن کہ بازاری ہے

دل کا گاہک وہ بلا کو ہے خدا خیر کرے
بد بلا حاکم ظالم کی خریداری ہے

نہین معشوق جو آتش نہین میرا مطلوب
سکۂ عشق مرے نام پر اب جاری ہے

دیدۂ مشتاق کو منظور تو عالم مین ہے
دم نہ بھرتے ہین دم جلتک کہ اپنے دم مین ہے

خوش قدی کا تجھے دعوے کرکے اس تقصیر پر
سرو دن بھوپ مین ہے رات بھر شبنم مین ہے

اک نہ اک دن یار ہوگا مہربان کام آئیگا
موہ سے بہتر اک عیب محبت ہم مین ہے

خندۂ زن دشمن نہ گریان دوست میرے حال پر
رتبہ موتا ہے بے وارث مجھے عالم مین ہے

اس قدر پیٹے صفائی ہوگئے یارون کے ہاتھ
صرف سینہ پنجۂ مرجان مرے ماتم مین ہے

آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہو جائے صاف
پھر تماشہ ہے وہی ممکن جو جام جم مین ہے

آنکھ رغبت کی نہین ہیوجہ ذرے ڈالتے
روشنی اس رخ کی کچھ کچھ تیر اعظم مین ہے

توڑتا ہے کس طرح دست جنون تجہیز وطوق
دیکھتا ہون مین بھی کتنا زور اس رستم مین ہے

گر پھرا تیرے لب عاشقو کو ہے طواف
عالم محراب کعبہ ابرو ئے خم مین ہے

دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھ کے دیکھا تو علاوت تہ کے اس سم مین ہے

ایک بوسہ بھی عنیمت ہے لب جان بخش کا
وہ کرے تجھ سے محبت جسکو بیش و کم مین ہے

غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین
ایسی یار آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہے

قید عفت مین ہے محبوب عاشق جان بلب
نزع مین بیمار عیسے دامن مریم مین ہے

کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر مرہم مین ہے

قالب خاکی کو ترستے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہم کو روح کس عالم مین ہے

آلہی افعی گیسوئے دلستان کا ڈسے
اجل کہین مرے پانون کی بیڑیان کاٹے

برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے
شگفتہ ہو کے نہ وودن بھی ہم نے یان کاٹے

لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش
بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے

کہے گا اس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے

منھ آئینہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ادھر یہ اور ادھر عکس انگلیان کاٹے

ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے
تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

نکل چلا ہے حسینون کے قد موزون سے
درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہان تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین
شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے

قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو
زمین کی طرح عزیزی سے آسمان کاٹے

بناتا ہے خط گل چہرہ یار یون حجام
چمن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے

زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہے بات کو پیرون کی وہ جوان کاٹے

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے
وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے

ملائون خاک مین اہل سخن کے دشمن کو
اکھیڑون جڑ سے مین وہ دانت جو زبان کاٹے

آتش کسی کا ہو رہے کسی کو کر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

مردم دیدہ رہے سایۂ مژگان کے تلے
زیست کا لطف ملا خنجر برّان کے تلے

عیب لگتا ہے کسے جامۂ عریانی سے
اے جنون داغ نہین اپنے گریبان کے تلے

دست یاران وطن سے نہین مٹی درکار
دب مرون گا مین کہین ریگ بیابان کے تلے

شجر خشک ہون رہتا ہون گرفتار بلا
آرہ کے نیچے سے جاتا ہون مین سوہان کے تلے

پیچھے وحشت دل اب کی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھون کو کرون پائے غزالان کے تلے

نیند آتی نہین اک دم اسے بے گل تکیے
تکیہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے

اسقدر دانت مرے قتل پہ اے یار نہ پیس
سودہ الماس کا آجائیگا دندان کے تلے

آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے
روند ڈالے قدم گبر و مسلمان کے تلے

رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد
جائے آرام نہین گنبد گردان کے تلے

حسرت بوسہ سے ہونٹھون کو چباتا ہون مین
زہر بنتی ہے مٹھائی مرے دندان کے تلے

دستخط فرد تو قسمت کی ہوئی ہے لیکن
بھولے سے رہگئی ہے مہر سلطان کے تلے

بوجھ شانے کا نہ اسیر پڑے اے شاطہ
کمر یار بھی ہے زلف پریشان کے تلے

بد بلا لعل لب یار کے اوپر مسّی
سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے

لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین
ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا بند گردان کے تئیں

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے

حسرت بوسہ سے پانی مرے منھ مین بھر آئے
دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے

دم آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر
دست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالی جاہ
پڑے کانور کہان داغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نکر اے یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب
دامن خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے

صورت آئینہ حیرت سے ہوے ہین بیخود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے

دل خونخوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے

آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو ڈرتا ہون اُس کو
تم سے منھ پھیر کے شاید نہ یہ گھر تک پہونچے

جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے

رگ گل کہتے ہین شاعر کبھی تار سنبل
دست فکر اُن کے نہین تیری کمر تک پہونچے

خدمت یار مین ہو اپنی رسائی یارب
مہر تک ذرہ چکر اڑ کے قمر تک پہونچے

حسن و خوبی کا ہو انصف جہان سودائی
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے

تیغ ابرو کی محبت مین گل اُس پر کھائے
پھول بارے مرے سینہ کی سپر تک پہونچے

وائے قسمت ہمین حسرت ہی سرگونشی کی
کان تک یار کے یاقوت و گہر تک پہونچے

جسم خاکی کی تمنا ہے یہی بعد فنا
مشت خاک اپنی پڑی راہ گذر تک پہونچے

آب شمشیر جو یہ تا کمر قاتل ہے
جوش مین آکے ابھی مرے سر تک پہونچے

عشق طفلان ہے خط شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری
تدبیر کو کیا دخل ہے تقدیر مین میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں ایک نکتہ
نقطہ کی جگہ اب نہیں تحریر میں میری

معشوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ٹھنڈا
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری

دنیا میں محبت کا کہیں نام نہیں ہے
گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری

ہر لحظہ ہے یاں در و زبان ذکر الٰہی
دم مارنے کی جا نہیں تقریر میں میری

دل کو نہیں اُس گوشۂ ابرو کے سوا چین
آسودگی ہے سایۂ شمشیر میں میری

ہر لحظہ دگرگوں ہے مرا حال پریشان
صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری

اس رعشۂ پیری سے تو موت آتی ہے بہتر
دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری

پھر بھی چلے شمشیر گلے پر نہ حسین آتش
جلاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

زاہد فریفتہ ہیں مرے لونہال کے
عاشق بزرگ بوسہ ہیں اس خردسال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے

مضمون رفتگاں ہے طبیعت کو اپنی تنگ
گاہک نہ ہو دیں ہم کبھی مردے نکال کے

شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اڑ گئے خیمہ نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لون ڈال کے

بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہ چہار دہ
سنکر مقر ہوئے ہیں تھالے کمال کے

اُس ترک کی نگہ جو کرے نادک افگنی
تو دے لگائے خاک سپہ ان کمال کے

سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے موئے جو لوگ
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اُس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے

فتنی ہے زلف خال ہے اگلی کی مردمک
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف و خال کے

آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں ہاں نظر انھیں
سرمہ ہوئے ہیں پیسے ہوئے تیری چال کے

خوان دہر سے عجب اسکا نجا نے
یوسف کی فکر میں جو پھرے گرگ پال کے

معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شعر بنگئے پتلے خیال کے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیکھ غزال کے

شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے ہوئے صنم
پنجہ ہین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار جم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے

آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے

اے ہما مغز نہ لگانا تو مری ہڈیون کو
سگ دیوانہ مجھے کاٹ کے مرجاتا ہے

ذرے اس کوچہ مین جا سکتے نہین روز تک
سایہ دیوار سے لگ چلنے نہین پاتا ہے

گوش زد یار کے ہوتی نہین فریاد دلا
عالم خواب مین گویا کہ تو برّاتا ہے

خار سے خشک ہون گو ہجر مین اس گلرو کے
پردہ کانٹا ہون جو دامن نہین الجھاتا ہے

خس و خاشاک کا رتبہ مجھے عالم مین
پہلے پھنکتا ہون مین جو آگ کو سلگاتا ہے

امتحان عاشق صادق کا سزاوار نہین
زر خالص کو بھی اے یار کوئی تاتا ہے

مشت خاک اپنی ہون گردنکے حوالہ کرتا
دامن گور مرے سامنے پھیلاتا ہے

جان کھوتا ہے عبث عشق بتا نہین آتش
سر کو نادان کوئی کہسار سے ٹکراتا ہے

میری قسمت مین لکھی ہوت جو تلوار کی تھی
شیر دایہ مین حلاوت نئی ہر دھار کی تھی

آب شمشیر دو اعشق کے بیمار کی تھی
چاشنی امین مگر شربت دیدار کی تھی

جلے ہر موئے تن لعبے کاش مین گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال مین تلوار کی تھی

آرزو رہگئی اس کوچہ مین پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفا کار کی تھی

دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کاٹنی منزل مجھے کہسار کی تھی

کیا بناتا ہے شکستہ نفسون کو صیاد
فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی

گرم جوشی سے تپ عشق کی کیونکر بچتا
نبض اول ہی سے دودی ترے بیمار کی تھی

پا بہ گل بیخودی شوق سے مین رہتا تھا
کوچہ یار مین حالت مری دیوار کی تھی

حُسنِ یوسف ہے وہی رونقِ بازار اب تک
وہی کثرت ہے جو کثرت کہ خریدار کی تھی

ایڑ بان راہ مین رگڑا کئے ہم واماندے
پہونچے منزل مین وہ طاقت جنھین رفتار کی تھی

پھیکے کنج قفس مین بھی وہی باغ کے ہین
سرو بلبل مین ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی

تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہِ صحرا مین جنون کیون نہ رکھے سر گشتہ
جستجو آبلہ پا ہون کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیش نظر صورت زیبائے حبیب
روشنی گھر مین مرے چاند سے رخسار کی تھی

طرّہ سمجھا کئے مضمون کو اُس کے شاعر
چست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تھے خریدار اے یار
پھونک دیتی اُنھین گرمی ترے بازار کی تھی

طور پر کیجو **آتش** کو عزیزو تم دفن
آرزو اُسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تنِ دروں سے ہم آفت طلب رہے
ہے دشمنِ حیات جگر مین جو تب رہے

جا کی ہے تو نے منزلِ دل مین تو اے صنم
آنکھون کا بھی حجاب یہ ہمسے نہ اب رہے

دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہین بے سبب رہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفرین
دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے

معدوم جوش گریہ سے کیا ہو بخار دل
کچھ گر دو تو نہین جو یہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرض حال کا از بسکہ رعب حُسن
منھ دیکھتے ہی یار کا محفل مین سب رہے

روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیے
مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بد نما ہے نہ جو زیر لب رہے

ظہور مہدی دین ہو عذا کرے
تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

عاشق روے کتابی اگر انسان ہووے
اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظ قرآن ہووے

میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم
دوست گریان نہ تو دشمن کوئی خندان ہووے

نفس سرد سے یہ رنج کو آتی ہے صدا
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے

قدرت اللہ کی اے بت ہے ترا حسن و جمال
کافر عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے

کون سا بال ہے اس زلف کا بکھرا ہو نہین
کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہووے

دور ہین دل ہو صفا سے تو تماشہ دکھلائے
آشکارا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے

چاندنی چھٹکے اندھیرے مین تم الٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے کاہ مہ تابان ہووے

جی مین آتا ہے کہ لیٹین سنون عیسے سے
دل بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے

جان بھی جائے تو نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
چاہیے سینہ ترا گور غریبان ہووے

بے حجابی ہے حیا سے بھی تمھاری قاتل
نشۂ خون ہے وہ شمشیر جو عریان ہووے

رخ رنگین رہے منظور نظر اے آنکھو
دیکھیے اس کا تماشہ جو گلستان ہووے

عاشقون کا تجھے لازم ہے خیال اے غنچہ دہن
بیخبر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہووے

موسم گل مین اڑا دے گی ہوا صحرا کی
باغ ہر چند کہ دیوانون کا زندان ہووے

حسن بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو
مرعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہووے

کفر و اسلام کی کچھ قید نہین اے آتش
شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پہ انسان ہووے

رشک پنجۂ مرجان پنجۂ حنائی ہے
صاف ہیرے کی تراشی یار کی کلائی ہے

کیا چمن شگفتہ ہین کیا بہار آئی ہے
کیا دماغ بلبل مین بوئے گل سمائی ہے

اشتیاق وصلت مین جان لب تک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے

دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبہ سے
قصر یار کے در پر شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذر نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

پھر رہا ہے آنکھون مین حسن پر وہ سوز اسکا
بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے

جسقدر بڑھین انکو چند روز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفونکی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے ہے رنگ مدعی اُڑتا
ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہین رکھتے اس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یان یا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب اسے رہائی ہے

جان زار پاتی ہے لطف یار سے تسکین
دل شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حسن اے صنم تیرا
دم تیری محبت کا بھر رہی خدائی ہے

رو سیاہ زاہد ہے سجدہ ریائی سے
اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہین وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہین
واں وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کا ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

ہوتا ہے لقمہ تیرے دہن کا نصیب غیر
کم بختی نے کیا ہے سفالی گدا مجھے

ظاہر مین گرچہ کاہ ہون باطن مین کوہ ہون
اپنی طرف نہ کھینچ سکے کہربا مجھے

ہے اتحاد میرے تیرے موج و آب کا
اے بحر حسن اپنا سمجھ آشنا مجھے

نازک حباب جو سے بھی میرا مزاج تھا
راس آئی اس چمن کی نہ آب و ہوا مجھے

کافر سے بھی نہ ہو سکے کرتا جو کچھ کہ فعل
بندہ جوان بتون کا بنا تا خدا مجھے

کب سے ہون اشتیاق مین قاتل کے جان بلب
یاد شب نجیر بھول گئی ہے قضا مجھے

پیتا ہون مین ہنوز چھپا کر شراب کو
تا حال رند جانتے ہین پارسا مجھے

ناز و نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز
صد آفرین ہے یار تجھے مرحبا مجھے

دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ برہنہ نے
کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے

دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے
ہے کام مور بھی دہن آسیا مجھے

افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا
ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے

صورت حزین نصیب کلوئے بریدہ ہے
آتش حلال کرتی ہے بانگ درا مجھے

گوشِ گل کو نالۂ مرغِ خوش الحان چاہیے
ناقۂ لیلیٰ کو مجنوں ساحدی خواں چاہیے

روح کو تن میں خیالِ باغِ رضوان چاہیے
تا قفس میں بند ہے شوقِ گلستاں چاہیے

چہرۂ محبوب پھیکا ہے جو خال اُس میں نہ ہو
خوانِ نعمت پر مقرر اک نمکداں چاہیے

روزِ محشر تو بھلا سر کو جھکا کر میں چلوں
تیغِ قاتل کا مری گردن پر احساں چاہیے

چاہتا ہوں اس پری پیکر سے دستاویزِ وصل
عہد نامہ پر مگر مُہرِ سلیماں چاہیے

عشق میں اللہ نے ہوں ہو گیا دیوانہ میں
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنوں کا زنداں چاہیے

دشنہ قصاب سے ہے تیز ہر موئے مژہ
روز مرہ تم کو شغلِ عیدِ قرباں چاہیے

اے جنوں دیوانہ دست خانی ہوں مجھے
پنجۂ مرجان پئے چاکِ گریباں چاہیے

کچھ سوا اس کے علاجِ وحشتِ عاشق نہیں
موت سی زنجیر یا مرقد سا زنداں چاہیے

گل چراغِ زندگی کرتا ہے دل کو خیال
جامہ زیبوں کی قبا سے بادِ دامان چاہیے

بادشاہِ حسن بھی کہتے ہیں عاشقِ پیار سے
چینِ جبیں پر آپکی مانندِ سلطان چاہیے

کہتے ہیں بیمارِ عشق اُس نونہالِ حُسن سے
سونگھ لینے کے لئے سیبِ زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہے خیالِ چہرۂ پُر نور یار
چودھویں کے چاند سا اس گھر میں مہمان چاہیے

زلف کا اُس عنبریں لیلیٰ کے سودا ہو جسے
بیدِ مجنوں کی طرح سے موپریشان چاہیے

موسمِ گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندنوں جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابے کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہو دے آتش گنجِ پنہان چاہیے

تری ابروئے پیوستہ کا عالم میں فسانہ ہے
کسی اُستاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کفن دزدوں میں قبر اہلِ دولت کا فسانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا میں وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوارِ شیر میں مجنوں ہوں افعی تازیانہ ہے

گریباں پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیوں پہنی
کرے کیا عقل دخل اس میں جنوں کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاجِ یار بھی نیرنگ سازی میں زمانہ ہے

کہا مجنوں نے دنیا سے گذرنا سنکے لیلےٰ کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

نظر آتی نہین آنکھونکو باریکی کے باعث سے
کمر سے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہے

صفا کا اُس رخِ زیبا کی ہے حیران آئینہ
لٹک پر گیسوؤن کی پیتامانت اپنے شانہ ہے

سمندِ حُسن کو وہ ترک اُڑاوے جسقدر چاہے
مژہ مہمیز ہے گیسوئے مشکین تازیانہ ہے

پھراتا ہے عبث واعظ سراپا بک کے رندونسے
تکلف برطرف یان لاأبالی کارخانہ ہے

سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نور عرفان ہو
سرافیی کو کچلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے

بلند اختر بلند اقبال قصرِ یار کو کہیئے
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے

چمن کی سیر مین لطفِ تکا رآنکھونکو اُٹھیگا
ترے تیرِ نگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے

گلے مین اپنے باہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

وبالِ جان ہوا ہے جسم خاکی ضعف پیری سے
قفس سے تنگ بلبل کو خزان مین آشیانہ ہے

نہین معلوم اُن آنکھون نے زنکھو مین ہی کیا پھونکا
دم بیگانگی بھرتا مرے دل سا یگانہ ہے

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش
سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

اے جنون ہوتے ہین صحرا پر اتارے شہر سے
فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دون گا مین اسیر اے دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے

موسم گل مین رہا زندان مین اور آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے

جوشِ وحشت مین جو لی زندان سے مینے راہ دشت
کو دکان مجکو خدا حافظ پکارے شہر سے

پاؤن مین مجنون کے تو طاقت نہین لے کو دکو
موسم گل کی ہوا تکلوا بھارے شہر سے

اک نظر لشکر ہم کو صورتِ زیبا دِ کھاؤ
تشنہ دیدار جاتے ہین تمھارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانہ کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے

چوٹ سی لگتی ہے دل جنگل سے ہوتا ہے اُچاٹ
سنگِ طفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوشِ وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
جانیوالے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسم گل آئی نیت سیر دیوانون کی ہوئی
میوہ صحرا کی پہ ہین منھ نیسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر
جس گھڑی آتش نکلجاوے گا پیارے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی الفت کا بنایا چاہیئے
نرگس جادو کو اُس گل کی دکھایا چاہیئے
روزن دیوار چشمون کو بنایا چاہیئے
اُس کے کوچہ کے تصور مین غش آیا ہے مجھے
وعدۂ دیدار آتا ہے الٹتا ہے نقاب
کوچۂ گیسو کے سودے مین فنا ہوتی ہے روح
بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار
برہمن کہتے ہین تیرا مصحف رد دیکھکر
گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ساعد زیبا تو ہین الماس کے ترشے ہوے
دل کڑھاتی ہے نہایت نرگس بیمار یار
اک راہ اتحاد اے دل یہ ہے جو ہو سکے
عاشق بیخود کو بوسہ دیجئے مولا مرے
آسمان شمس و قمر ہے اپنے نازان ہے کمال
سیر دریا نشہ کے عالم مین دیکھیگا وہ شوخ
سر پھر اسیرانہ مین بیدار ہون اے نفخ صور

بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیئے
سامری کا فر کو گوسالہ بنایا چاہیئے
خانگی معشوق سے آنکھین لڑایا چاہیئے
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیئے
ٹکٹکی باندھین یہ آنکھون کو سجھایا چاہیئے
خانۂ زنجیر مین اے دل در آیا چاہیئے
پھر گلستان چند روز اُس کو پڑھایا چاہیئے
کفر سے باز آئے ایمان لایا چاہیئے
ہم کو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیئے
اک نظر ساق بلورین بھی دکھایا چاہیئے
صدقے کر کے مرغ زرج اُس پر اُڑایا چاہیئے
یاد مین اُسکی دو عالم بھول جایا چاہیئے
بندۂ مسکین کے اُوپر رحم کھایا چاہیئے
تاج زرین کجکلاہون کے دکھایا چاہیئے
کشتی مے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیئے
بے خبر سوتے جو ہون اُنکو جگایا چاہیئے

گیسوئے مشکین کی دکھلا کر لٹک کہتا ہے دل
آتش اس اٹنی کے اُوپر زہر کھایا چاہیئے

عاشق ہون پر نفرت ہے مرے رنگ کو تو سے
دامن مرے قاتل کا نہ رنگین ہو لہو سے
گلزار جہان پہ نہ پڑی آنکھ ہماری
ہر چند کہ نزدیک ہو رگہاے گلو سے

پیوند نہین چاک گریبان کو رفو سے
کوتاہ تھی عمر اپنی حباب لب جو سے

پیشانی بت پر اُسے ملتا ہے برہمن
آتی ہے جو خاک اُڑ کے مری یار کے کوسے

کرتا ہے وہ سفاک خط شوق کے پرزے
مہندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے

منھ پھیرتے ہی یار کو صورت بھی گئی بھول
ہم چشم وفا رکھتے تھے اُس آئینہ رو سے

عاشق ہوں مگر کرتے ہیں معشوق خوشامد
نازک ہے طبیعت مری بیمار کی خو سے

زلفوں سے پھنسایا دل تالاں کو صنم نے
طوطی کو گرفتار کیا حلقۂ مو سے

دیوانہ شرابی ہوں خرابات مغاں میں
ہے ننگ سے الفت تو مجھے عشق سبو سے

تھی اُس میں زبس کاکل مشکین کی سیاہی
نیند آگئی مجکو بغل گور کی بو سے

آ رہتا ہے خود یار بغل میں مری ہر شب
دربان سے نہ جھگڑا نہ خلش پاسبان سگ کو سے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
زلف سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے

ہوں نزع کی حالت میں جو میں منتظر یار
رگ رگ کے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہوں برابر مجھے اندیشۂ جان ہے
بل کھائے ہوئے سانپ سے بگڑے ہوئے کو سے

ارزبسکہ سمجھتا ہوں اُسے دشمن جان میں
ہوتا ہے مجھے مرتبہ عشق عدو سے

کشتہ ہوں میں بیزاریِ جلاد کا آتش
تلوار نہیں رنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانیِ خوبان ہوں فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردشِ چشم بتاں سے نہ ہو کیونکر دل عشق
ٹھک مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہوں عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو درگوش کرے

عاشقوں سے ہے اشارہ یہی اُن مژگان کا
نشتروں سے ہیں بھرے گنج لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے مدہوش کرے

اُس گذرگاہ میں لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہ رو چاہیے اپنا نہ گراں گوش کرے

داغ دل ہو وہیں چراغوں کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بنا گوش کرے

اس تماشہ کی ہیں مشتاق ہماری آنکھیں
کباب ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمنِ جان بھی تغافل کا نہو وے کشتہ | خاطرِ دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا اے زاہد
تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے | ہم اور بلبلِ بیتاب گفتگو کرتے
پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا | زبان غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے
مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ | کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے
ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے | سفید رنگ ہیں آخر سیاہ مو کرتے
لٹاتے دولت دنیا کو میکدے میں ہم | طلائی ساغرِ زرّیں سبو کرتے
ہمیشہ میں نے گریباں کو چاک چاک کیا | تمام عمر رفو گر رہے رفو کرتے
جو دیکھتے تری زنجیرِ زلف کا عالم | اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے
بیاضِ گردنِ جانان کو صبح کہتے ہم | ستارۂ سحری تکمۂ گلو کرتے
یہ کعبہ سے نہیں ہو جہ نسبتِ رخِ یار | یہ بے سبب نہیں مردے کو قبلہ رو کرتے
سکھاتے نالۂ شبگیر کو درِ اندازی | غمِ فراق کا اس چرخ کو عدو کرتے
وہ جانِ جان نہیں آتا تو موت ہی آتی | دلِ وجگر کو کہاں تک بھلا لہو کرتے

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے درِ دلدار نے جادی مجھے | ہو گئی اقبالِ آخر میری برپادی مجھے
ایک دن میں منزلِ ہستی سے جا پہنچا عدم | راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے
کم نصیب ایسا ہوں گر ہو خبری کو اذنِ عام | ہو نہ شادی مرگ ہو نیکے سو اشادی مجھے
ترک کرنا جامۂ تن کا ہے یاں ترکِ لباس | روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے
یاد دلوا کر لڑکپن یار کا بسمل کیا | تیغ چوبیں بھی ہوئی شمشیرِ فولادی مجھے
تلخ کامی شہد ہے سودائے زلفِ یار میں | عشق انفی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے
پا بگل جب فرقۂ آزاد پایا شل سرو | ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغان ضمائر کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کار صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ
حسن عالم گیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاختہ آتی نہیں دل کو پسند
زال دنیا کی نہیں منظور دامادی مجھے

اے بتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

مین نے فن شعر اے آتش پڑھایا ہے مجھے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی مین رہتا ہے نہایت دلتنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ایناے زمانہ سے نہین
مجھپر احسان جو کرتے تو یہ احسان کرتے

بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین
اے تو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامت یار کا عالم اسے دکھلاتے ہم
منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدہ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

موج زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکونکے
سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

اس پری رو نے سنی ایک نہ دیوانون کی
غل رہے خانہ نہ بجیر کے مہمان کرتے

دل مین رکھتے ہین محبت جو تری پوشیدہ
حسن یوسف سے ہین روشن وہی زندان کرتے

مرغ دل سیکڑون ہی لٹکے ہوے پاتا ہو مین
پیش دام ہین وہ گیسوے پیچان کرتے

شربت وصل تو ناممکن و ناپیدا ہے
زہر ملتا تہ علاج تپ ہجران کرتے

دل یوسف سے نہ کیون داغ محبت ہو عزیز
صاحب خانہ ہین کیا خاطر مہمان کرتے

گیسوؤن کو نہ ہوا سے اٹھنین الجھانا تھا
اپنے سودائیون کے دل نہ پریشان کرتے

دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کار الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ظاہر ہے یہ اے یار تری کم سخنی سے
لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے

اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسف
کچھ پیش نہین جاتی ہے قسمت کے دھنی سے

بوسہ سے لبِ یار کے کھونی ہے تپ غم
یہ آگ بجھانی ہے عقیق یمنی سے

افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہے اِدھر ابر اُدھر ہنس رہی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اُس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑاوین گے غزال ختنی سے

وہ صدمے اُٹھائے ہین تپِ عشق سے میں نے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہ ہو دولتِ دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مر جائے اس تیشہ زنی سے

اللہ رے مغرور زمین پر نہ رکھا پانون
پھولے نہ سماے کبھی گل پیرہنی سے

کیا چیز ہے اے آہ ترے سامنے گردون
فولاد کی سپر لوٹتی ہے برچھی کی انی سے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دمِ شمشیر کی موج نفس مین بان روانی ہے
کلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہے

چمن مین جا کے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
یہ میرا داغِ دل بیداغ لالہ کی نشانی ہے

دلِ نازک نہین تابِ جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلاے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سُنی مین نے بہت تیرا چہ ترکی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لا کے تانی ہے

آگئی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
مزار بیکساں پر پھولون کی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت سو باف چوٹی مین تمامی کا
تجھے ابر سیہ سے اے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
درِ فریاد رس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان رکھے
گر زر رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے

عرصۂ روئے زمین صحن گلستان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے

نکہت گل ہون مین کیا مجکو گلستان روکے
بوئے پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے

برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم
ابر گھیرے مجھے ہر چند کہ باران روکے

جو خلش آبلون سے ہو نا ہو صحرا ہی مین ہو
راستے مین نہ مجھے خار مغیلان روکے

حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن زدنی
ڈھال پر تیری سر وہی کو جو انسان روکے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے

بلبلون کے لئے ہے دام رگ گل کا فی
جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے

انگلیان پانچون ترا دست نگارین توڑے
ایک زور بائس کا اگر پنجۂ مرجان روکے

شوق سے شکے کمر پر ہین کچھ کام نہین
سامنا رخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے

دوڑ تا ہون جلو مین انھین مین دیوانہ
زعم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

غیرت عشق عطا شہید توفیق کرے
اے چکور اڑکے تو راہ مہ تابان روکے

دھیان کرکے رہ دامن صحرا لون گا
تنگ مجکو نہ کرے دم نہ گریبان روکے

حافظ اللہ ہے ہم بے سر و سامانون کا
اوس جس کملی سے چھنتی ہے وہ باران روکے

شوق صحرا سے نہین پانون زمین پر پڑتے
کس کو ٹھہرائے اٹکھ کسے دامان روکے

دل مین اوس بت کے الٰہی ہو گھر ایسا
بر طرف اوسکو کرے مجکو جو دربان روکے

چار دن موسم گل مین تو رہون دشت نورد
راہ کھوٹی نکرے مجکو نہ زندان روکے

ہنستے ہین گل کی طرح اہل جہان کیا آتش
مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان روکے

پوجنابت کا نماز زاہد سالوس ہے
نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے

زلف و رخ سے تیرے وابستہ جو ہر مایوس ہے
چشم حیرت آئینہ شانہ کف افسوس ہے

قدر نعمت بعد نعمت کے ہے کرتا آدمی
عہد پیری میں جوانی کا مجھے افسوس ہے

زلف کے سودے کو اپنے سر میں جنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر میں محبوس ہے

یہ صدا دیتی ہے خلخال اُنکی ہنگام خرام
خاک میں مل جائے جس کو حسرت پابوس ہے

حسن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوتے ہیں قتل
شمع بھی شمشیر عریاں ہے جو بے فانوس ہے

خوشنما ہے یار کے اندام پر یوں پیرہن
روح کو جیسے مرتب جسم کا ملبوس ہے

آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

بخشے جاوینگے گنہگار محبت اے صنم
رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

دیکھیے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

باغ میں دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار
کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاؤس ہے

بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہیں
غلغلہ زنجیر مجنوں کا صدائے کوس ہے

محو حیرت کر دیا ہے اُس صنم کے حسن نے
دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے

عاشق بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہیں
مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ و بے ناموس ہے

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

عاشقوں سے اُس پری رخسار کا یہ ہے کلام
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے ساؤس ہے

خط نکلنا روے رنگین پر ہے پیغام خزاں
اس گلستاں پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جب سے ہے سودا لئے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہوں میں اے آتش کمال افسوس ہے

تصویر کھینچی اُس کے رخ سرخ فام کی
اک صفحہ میں قلم نے گلستان تمام کی

اللہ رے تکلف ساقی بہار میں
مے کی گلابیاں ہیں مرصع کے کام کی

ناساز ہے یہ انجمن دہر کی ہوا
مطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی

کیا اپنی انجمن میں صبا کو میں راہ دوں
گلیوں میں بوئے خلوت خاص اسنے عام کی

خط سیہ ہوا رخ پر نور رشک باغ
صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی

اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

اس پر چلین گے مثل قلم پائے خوشخطان
تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی

سر توڑتے محتسب کا جو اس میکدہ مین آئے
جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی

بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے
حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی

صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا
پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی

حجت ہے بہر مذہب عشق ایک ایک داغ
سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

اللہ رے پھڑکنا اسیران تازہ کا
صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

نظارہ کرے تلازم حسن و جمال کا
مثل حباب ہے تجھے فرصت قیام کی

استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو
آزادی پر بھی خو نہین بدلی غلام کی

ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب
حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی

مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین
چکھی خراب کرتی ہے مال حرام کی

آتش کمال مہدی دین کا ہے اتباق
آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

فرقت کی شب مین گرمی ہے روز قیام کی
مردونکی نیند نالون نے میرے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سا منا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کنبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی

بلبل مُوا پھڑک کے تو کیا دے گا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

پہونچا دہ عرش پر جو در دل تلک گیا
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حورین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

بیجا ناحق کو چار دہ معصوم کے طفیل
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی

بیمار عشق ہون مجھے عیسےٰ جواب دے
کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی

موئے سیاہ ہوگئے دو روز مین سفید
ثابت بھی پختگی ہمین اس رند خام کی

صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی

پیدا نہ ہوگا دوسرا مجسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی

اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی

آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شب فرقت مین یار جانی کی
دور کو پہلو نے مہربانی کی

منھ دکھاؤ بہت رہی تکرار
ارنی اور لن ترانی کی

جس کو کہتے ہین چودھوین کا چاند
تیری تصویر ہے جوانی کی

کمسریا رہو گئی غائب
سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی

صورت حال پر ہمارے مہر
داغ نے زخم نے نشانی کی

سیر نعمت سے دو جہان کی کیا
دے کے شبنم کو بوند پانی کی

ہوگیا عشق حسن سے ناگاہ
پوچھتے کیا ہو ناگہانی کی

دل برشتہ ہوا جو شل کباب
مین نے ترکون کی مہمانی کی

لب جان بخش کے قریب وہ خط
شرح ہے متن زندگانی کی

گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن
نیند تیری مری کہانی کی

کھینچتے اس غزال کی صورت
چوکڑی بھولتی ہے مانی کی

مجکو بٹھلا کے یار سوتا ہے
عاشقی کی کہ پاسبانی کی

رہ گیا شوق منزل مقصود
پائے خفتہ نے سرگرانی کی

مثل شبنم ہون صاف دل قانع
مجکو دریا ہے بوند پانی کی

برق چمکی تو سر فراز کیا | ابر آیا تو مہربانی کی

راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش
نہ رہی قدر زندگانی کی

واقف ہوئی خزان نہ ہماری بہار سے | بدلا نہ رنگ نشہ نے اپنے خمار سے
بعد فنا وصال ہوا ہم کو یار سے | توڑا طلسم ہجر کو لوح مزار سے
بے روئے یار کل نظر آتے ہین خار سے | صوت ہزار کم نہین صوت ہزار سے
توڑون وہ گل جو سرخ ہو رنگ نگار سے | کاٹون مین سرو کو جو بڑھے قد یار سے
سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا | مارا پڑا مین زنگی ابلق سوار سے
چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغ دل اسیر | صیاد مطلع ہے کمین شکار سے
افسردہ دل وہ ہون جو مری قبر پر مواصب | مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے
اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین | بھاگین گے دور شمع و گل اپنے مزار سے
جولان مین ہے سمند یہ کس رشک ماہ کا | ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے
خاموش دیکھتا ہون گل و سرو کی بہار | حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے
عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ | زخمونکی بدھی ملتی ہے پھولونکے ہار سے
کوچہ مین تیرے کشتیون کا رہے ہجوم | خالی یہ عید گاہ نہ ہووے شکار سے
اور دن سے کیجے وعدۂ دیدار حشر پر | مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے
بعد فنا قبول نہین ذکر نیک و بد | مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے
سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہے مدعا | اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے
خط و عارضون سے ہون ناقص پسند خوش | رغبت نہین مجھے ثمر داغ دار سے
بیہودہ خاک اڑانے سے کیا حاصل اے صبا | ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے
ممکن ہوا نہ خون شہیدان کو دست رس | نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے
کشتے ہین میری اُس کی عجب سے مدعی | دو دم ہوے جو ایک ہوے ذوالفقار سے
رکھدین برہنہ گور مین اہل جہان مجھے | دشوار گر کفن قبول نہین روزگار سے

نیرنگ روزگار سے آتش عجب نہین
چھلا اُتارے دے دحنا دست یار سے

بہار آئی چھکا ساقی شراب روح پرور سے
خزان کا غم بھلا دے بادۂ گلگون کے ساغر سے

صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے

نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستم گر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے

جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے
قوی ہے رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے

کیا ہے عشق پیدا گردش چشم فسون گر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہے دور ساغر سے

نہ خط لیجائے میرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے

لکھے ہین سیکڑون یک سخت مضمون لب شیرین
گلوئے خامہ کو بھر بھر دیا ہے مین نے شکر سے

کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے

شگفتہ خاطر افسردہ کئے خالون کے بوسے نے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے

پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
کمر بندھوائی ہے صیاد کی پھولون کی چادر سے

صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
ہنود گرد کی بنیاد ہے تحریک لشکر سے

کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی ہم پر گرمی خورشید محشر سے

خریدار اک نہین اس کا ہزارون سکے کا ہے مین
دل وحشی مرا بے قدر ہے شبگلی کبوتر سے

ملے گا دہ پری رو مجکو مین دیوانہ ہون جس کا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے

جفائے حسن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

قفس مین بھی بہار باغ سے حال حضوری ہے
چمن کی سیر کر لیتا ہون دل کے جھروکے سے

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رو مین
پھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعورون کی ضرر پہونچا نہین سکتی
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
جو اُس کو بازی ہے شوق تو مجکو کبوتر سے

پریزادون کے کوچے مین ہوئے ہین گرد آلودہ
ہمارے پاؤنکو دھوئین گے آب چشم کوثر سے

ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہے
کسی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دلِ مشتاق پر سیرِ گلستان نے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجھ کو سنو بر سے

وہ مائم دوست ہون مر دیا کیا ہون رات بھر آتش
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہے باد صرصر سے

وہی جیتون کی خونخواری جو آگے تھی سواب بھی ہے
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سواب بھی ہے

وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گو غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سواب بھی ہے

تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سواب بھی ہے

وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سواب بھی ہے

رہ و رسم عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل مین
رہ و رسم وفاداری جو آگے تھی سواب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا
وہ اُس کی گرم بازاری جو آگے تھی سواب بھی ہے

نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
بتونکی ناز برداری جو آگے تھی سواب بھی ہے

فراق یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ بے روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سواب بھی ہے

وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سواب بھی ہے

جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے
وہی داغون کی گل کاری جو آگے تھی سواب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سواب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جوہر جہان مین ہے
باہر نہین ہے یوسف اسی کاروان مین ہے

پیری مین شغل ہے جوانانہ روز و شب
بوئے بہار آتی ہماری خزان مین ہے

ہوتا ہے گل کے سونگھے سے دونا گرفتہ دل
مجمر بھی بد دماغ کم اس بوستان مین ہے

پشت خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہون نعرہ زن
گرتا ہون صرف تیر جو زور اس کمان مین ہے

دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان مین ہے

دیوانہ جو نہ عشق سے ہو آدمی نہین
حسن پری کا جلوہ طلسم جہان مین ہے

پروانون کی طرح ہے ہجوم مقرح کشان
روشن چراغ بادہ جو مغ کی دکان مین ہے

اُس دلربا کے کوچہ مین آگے ہوا سے جائے
اتنی تو جان اب بھی تن ناتوان مین ہے

دُنیا سے کوچ کرتا ہے اک روز ہر دو
بانگ جرس سے شور یہی کارواں مین ہے

پڑھ سکتا سر نوشت کا مطلب کوئی نہین
معلوم کچھ نہین کہ یہ خط کس زبان مین ہے

آئندہ و روندہ کی چلتی ہین ٹھوکرین
جادہ جو اپنا تھا اُسی خواب گران مین ہے

کشتے ہین تیغ مین بھی تری تیغ ناز کے
بوئے شہید لالہ مین اور ارغوان مین ہے

عاشق کے رنگ زرد کو دیکھو تو ہنس پڑو
تاثیر اسمین بھی ہے وہ جو زعفران مین ہے

معدوم وہ کمر ہے نہ موہوم وہ دہن
کہتے ہین شاعران کے جو کچھ گمان مین ہے

گل ٹوٹتے ہین ہوتے ہین بلبل اسیر دام
صیاد مستعد مدد باغبان مین ہے

سرکش کی منزلت ہے سبک پیش خاکسار
وہ نکہت زمین کی کہان آسمان مین ہے

سنبل سے حال گل ہون مین یہ کیسے پوچھتا
کس سلسلہ مین تو ہے یہ کس خاندان مین ہے

دل مین خیال گیسوئے مشکین ہے بد بلا
یہ مرغ ریح کے لئے سانپ آشیان مین ہے

حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
نور آنکھ مین ہے اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی متوحش رہی ہمسے
چٹھی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے

ہاتھ آنا تعجب نہین اس رشک پری کا
جل جائے تو کیا داغ جنون کم ہے دم سے

وہ گرم رو بادیہ عشق جنون ہون
جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے

دکھلاتے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھلاتے
چمکی زنی برق غضب ابر کرم سے

ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے

ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر
مضمون کمر یار کے لاتی ہے عدم سے

آنکھون کو رہے مد نظر مشتری دل
دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے

کعبہ مین بھی بت خانہ کی نکلو نہ بھولا
یاد آگئی ابرو مجھے محراب حرم سے

وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا
کہتی ہے صبا آکے سلیمان کی قسم سے

گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے
یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے

میراث سمجھتا ہے جو فردوس برین کو
فرزندہ آدم کا ہے حوا کے شکم سے

اے چرخ نہین بندے ہی بیداد سے نالان
فریادی ہین مردے بھی ترے ظلم و ستم سے

دیوانہ کو اطفال نہ گھیرے رہین کیونکر
خالی کوئی لشکر نہین دیکھا ہے علم سے

ہوتا ہے خط پشت لب یار سے ظاہر
کاتب کوئی بہتر نہین یاقوت رقم سے

جان بخشی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے
کانٹا ہوا ہے سوکھ کے گلزار کے غم سے

دیکھا ہے تماشائے جہان آنکھون سے برون
کیفیت اٹھائی ہے بہت ساغر جم سے

ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے فلک کی
وہ لوگ زیادہ ہون جو جھک جاتے ہین کم سے

برچھی سے سوا توڑ ہے اس موئے مژہ مین
ابرو کی کمی تیز ہے تلوار کے خم سے

تا چند کرے گا رقم سوز دل آتش
رکھ ہاتھ نکلتا ہے دھوان مغز قلم سے

قاتل عاشق ہر اک اس ترک کا انداز ہے
تیغ گویائی خموشی تیر بے آواز ہے

گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے
داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے

خانہ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے

مرد میدان وجد کرتے ہین جو سنتے ہین کبھی
نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے

سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گا دم فنا
کونسا سودا نہین سر کے لئے ناساز ہے

اڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا
بے پر و بالی مین بھی اپنی وہی پرواز ہے

بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری
نالۂ زنجیر نوبت خانہ کی آواز ہے

صید گاہ عشق سے مایوس پھر نکلا نہین
عاشق تیر نگہ ہے مرغ دل جانباز ہے

صورت محبوب کو آنکھون نے تو دیکھا نہین
گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے

حسن نے خط غلامی لکھ دیا ہے یار کو
گل سے گالون پر نہین یہ سبزہ کا اغاز ہے

انگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے
کاٹنا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
منگیے بجاوے جو تو اسکو تو اے دل راز ہے

پیٹے جاتے ہین ہم ان سے ہم سے ہین وہ بھاگتے
اس طرف سے ہے نیاز اور اس طرف سے ناز ہے

روے روشن کم ید بیضاے موسیٰ سے نہین
سامری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے

باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب شریک
ایک مصرع ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے

محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین
ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے

دل کو رکھدیتے ہین یہ کہکر کمانداروں مین ہم
اس نشانہ کو اڑا دے جو وہ تیر انداز ہے

رمز کی تقریر ہم سے پیش جانے کی نہین
بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے

ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
صید گاہ عشق مین قحط شکار انداز ہے

مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین
تیز پرشاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے

فصل گل ہے شیشہ و پیمانہ کا ہے دور دور
خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھنا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھٹکے نگہ الجھی رُخ جانان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے

الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے

روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال
بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے

حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے

نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے

وحشت آباد جہان مین نکر آرام طلب
کب مسافر کو ملا چین دہ ویران سے

زمہریر اور جہنم ہے مجھے بے محبوب
استراحت ہے زمستان سے نہ تابستان سے

صحبت یار و رقیب آنکھون پھر جاتی ہے
داغ ہوتا ہے مجھے لالۂ نافرمان سے

آخر کار جہان سے ہوا گر آگاہی
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے

پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
ایک تہ خانہ کو دیکھا نہ بلند ایوان سے

امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے

بھیجے کو ہو خبر مشوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ بہو بنج جائے کسی عنوان سے

غام کو شادی ہے غم پختہ کو ہے احسان سے
کشت کو نفع ہے خرمن کو ضرر باران سے

گرم حق سے ہوں امین سنم دوران سے
پائے کا ڈر نہیں رہتا اثر باران سے

آستین ہوں وہ کہ مربوط گریبان سے نہیں
وہ گریبان ہوں جسے قرب نہیں دامان سے

تیغ قاتل سے اڑا یوں سر شوریدہ مرا
جس طرح سے ہوکت گوے کو ہو چوگان سے

خط نورس نے جگہ کی رخ رشک گل پر
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے

عشق آنکھوں کو ترازو کے بنائے پلے
حسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے

آسمان سے ہے توقع کسے سرسبزی کی
ہوں وہ افتادہ زمیں جو نہ اٹھے دہقان سے

رنج دنیا میں زیادہ ہے تو راحت کم ہے
وصل کا روز ہے کوتاہ شب ہجران سے

سجدہ آدم کو فرشتوں نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہیں کچھ مدفن پر
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اسے نوکر رکھوں
خواب کا رہ کنا ممکن ہو اگر دربان سے

کون سا لطف ترے روئے کتابی میں نہیں
رطب و یابس کوئی باہر نہیں ہے قرآن سے

شیر ہم اور نیستان ہے حصیر اے آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے سر مردان سے

کام آخر نہ ہوا اپنا صف مژگان سے
حسرت تیر لئے جاتے ہیں ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
یہ یقین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اسکو
لعنت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم خنداں سے تری تیغ کے کچھ فرق نہیں
عشق بلبل کا سبب ہے گل خنداں سے

رگ گیں دلجیریں ہیں میں روم ہوں یہ غالب ہے
ملک الموت چھڑاوے گا مجھے زنداں سے

کعبہ و دیر میں ناقص سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ فریب انسان سے

قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی
دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے

بسکہ رکھتا ہے اُسے دوش پر اے قاتل تو
مثل گردن ہے تری تیغ خم ابرہان سے

طرفہ گرمی مرے محبوب قبا پوش نے کی
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا دامان سے

سائل صبر سکونت ہون خدا سے شب و روز
منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

آتش و دود کا عالم نظر آیا بے یار
خفقان مجکو ہوا لالہ و نافرمان سے

خشمگین آنکھ دکھائی جسے وہ قتل ہوا
برچھیان چل گئین اے ترکی مژگان سے

باغ مین زلف و خط یار ہے یاد آجاتا
کبھی سنبل سے الجھتا ہون کبھی ریحان سے

گردش بخت ہے یا گردش پرکار عشق
پاؤن اُٹھتا نہین اس دایرہ دوران سے

ساغر صاف مے حب علی مشرب ہے
مرد مومن ہون مین اثنا عشری مذہب ہے

سن انسان سے ہر اک شعر مین یان مطلب ہے
روح معنی ہے جو ہے بیت مری قالب ہے

سرو اولی ہے مری آنکھو مین گل انسب ہے
جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے

ابلق یار کا پھرتا ہے خیال آنکھو مین
روز نقرہ جو ہمارا ہے تو مشکی شب ہے

تو امیر اے بت سرکش تو یہ عاجز ہے فقیر
حسن حاگیر تری عشق مرا منصب ہے

مرد میدان کی حرارت ہے شجاعت کی دلیل
دائمی شیر نیستان کے لئے ایک تب ہے

کنج تنہائی مین آگے خفقان ہوتا تھا
اپنی پرچھائین کی صورت سے بھی نفرت اب ہے

وصل کی شب بھی وہ کافر نہین عریان ہوتا
مثل گل پیرہن یار مکرقالب ہے

عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہے مجکو
زلف زنجیر ہے مجنون مجھے کنج لب ہے

ایک سے ایک کو پاتا ہون مین یان بالاوست
زیر لب ہے جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے

حکمت حسن ہویدا ہے رخ دلبر سے
چاہ مخشب ہے ذقن چہرہ مہ مخشب ہے

ترک خونخوار ہے بارادہ مین مسکین شاعر
تیغ مقصود اُسے جوہر سے مجھے مطلب ہے

جلوہ یار سے یان سینہ ہوا ہے روشن
مین وہ ذرہ ہون کہ خورشید مرا کوکب ہے

عشق کامل ہے سبب حسن سے یکرنگی کا
شمع و پروانہ کا جل جانے مین مذہب ہے

موذیونکا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیر پاپوش سر مارو سر عقرب ہے

شہسوارون کو گراتا ہے یہ پشت زین سے
کس قدر ابلق ایام برا مرکب ہے

حیف ہے سوزش دل کا نہ شکونے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے

دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سُنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرض عشق سے اک خلق خدا ہے رنجور
جلوہ حُسن جہان سوز بھی فصلی تب ہے

کونسی شے ہے زمانہ مین نہین جو اسمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشہ سب ہے

حشر پر وعدۂ دیدار نہ کر عاشق سے
کس کو معلوم ہے فردائے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعت دست قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امر رب ہے

مدوئے ابرو سے مقدم ہے تری زلف سیاہ
عید کے روز سے اوّل رمضان کی شب ہے

مجکو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے
قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہے

زور و قوت سے ڈراتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور
کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لئے یہ جنگ و جدل اے گردون
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی اکسیر ہین شب و روز آتین
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتی ایسا
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے

آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
عمل حُب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے

جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچاوے گا
رُوح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے

فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
رنگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے

یاد محبوب فراموش نہووے اے دل
حُسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے

گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکر جمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے

لطف دل تنگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا تم کو طبیعت دی ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

حجت جو ایک حور کے شیرین دہن مین ہے
شہد بہشت کا مزا اپنے سخن مین ہے

دیوانہ تیرے دو نون ہوے اے بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہے

عاشق کو زہر دیجئے صاحب نہ پیس کر
الماس ہے جو دانت تمھارے دہن مین ہے

کیا طفل اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس
نو دار دان گنبد چرخ کہن مین ہے

سونگھے سے زلف یار کے سودا کیا عجب
عنبر مین ہے یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہے

سرمہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائین تو کہان
خوش چشمی کی یہ شاخ لگی جو ہرن مین ہے

خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہے

زلفین ہٹائیے رخ روشن سے مہربان
اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہے

دکھلائے گا بہار کو حسن اپنا باغبان
آئینہ آب جو کا لگا یا چمن مین ہے

دھوکا نہ دے سکے گی مجھے رنگ یار کا
سرخی نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور
آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے

ابرو ہر اک صنم کا ہے رشک ہلال عید
خوش وقتی ہے تو بت کدۂ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہے شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
اس زلف کی بو سونگھیے سودا ہے تو یہ ہے

قیچی نہین چلوائی مرے نامہ نے کسپر
پر دار کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے تو پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہے تو یہ ہے

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہے تو یہ ہے

اے نور نظر معجزۂ حسن ہے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نکرے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہوں جو آنکھیں تو رخِ یار کو دیکھیں
نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لاحل جو معمون میں معما ہے تو یہ ہے

گھر یار صنم دل میں ہے گھر یاد الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق نے دے خانۂ خالی دشب ماہ
عاشق کے لئے حاصلِ دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر
مے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے

دیوانۂ قد کے کبھی نالوں کو تو سنیئے
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہن یار دلیلوں سے کرآتش
حجت کی جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

ایذا میں رہے تن خانہ خراب سے
پائے سمند الجھا ہوا ہے رکاب سے

بیخود ہے یار دولت حسنِ شباب سے
بیخ ہے زیادہ نشہ زر ہے شراب سے

افشان روئے یار دقوع محال ہے
ممکن وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے

جاتا ہے جو تو گور غریبان کی سیر کو
مردے نجات پاتے ہیں اپنے عذاب سے

مضمون لب خیال رخ یار میں ملا
پیدا کیا ہے ہم نے یہ لعل آفتاب سے

نازک خیال اب بھی ہیں موجود فلک
خالی رہا نہیں کبھی دریا حباب سے

کھاتا نہیں ہوں اسکو میں کھاتا ہوں اپنا گوشت
دل ٹوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے

برسائیں گی ہماری بھی آنکھیں لہو کا مینھ
بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب سے

سیر درون سے کنہ حقیقت کھلی مجھے
باہر نہیں کتاب کا مطلب کتاب سے

بیدار بخت ایسا میں دیوانہ ہوں جسے
پریاں اٹھا کے لیگئیں میں فرش خواب سے

اُس سے ہرے درخت ہوں اس سے شگفتہ گل
رتبہ میں اپنی خاک برابر ہے آب سے

قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئے گا مجھے
تلوار کھینچ منھ کو چھپالے نقاب سے

کیا سرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
کچھ کم نہیں ہے خون شہیدان شہاب سے

سیر گلشن یار کا دلمین خیال ہے — شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون شراب سے
خامی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل — مطعون خلق صوفی ہے حال خراب سے

آتش وہ گنج حسن ملے تجکو چاہیئے
ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے — یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے
اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے — طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے
یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے — اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے
حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار — نکلا ہے شعلہ بغل آفتاب سے
اے شہسوار بانوں کا تیرے خیال ہے — آنکھون نے حلقہ دام لئے ہین رکاب سے
اُس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا — ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے
بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو — چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے
یاد آگیا ہے بوسۂ چشم سیاہ یار — وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کے کباب سے
گلہائے زخم کے لئے خوشبو ضرور ہے — اے ترک اپنی تیغ کو بھو انگلاب سے
دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے — خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے
گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو آیا رحم — تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے
ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع — شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے
کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن — تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے
عمر دو روزہ ہوگئی اک حال پر بسر — خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے
بانوں مین بند ہو گیا غماز پوچ گو — ٹیڑھے سوال رد ہوے سیدھے جواب سے
روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اُس کے حال پر — نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو جن نے قتل کیا اُس نے اسلئے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہین ہوتا ہے بری چالون سے — لب بام آکے کھڑے ہو نہ کھلے بالون سے

روز و شب کس لئے رہتا ہون الٰہی بیتاب
نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے

جوش وحشت مین جو جنگل کی طرف جا نکلا
تپ چڑھی شیر نیستان کو مرے نالون سے

کوئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہون مین اس قضیہ کے دلالون سے

پیشتر صبح شب وصل سے ہم گذرین گے
زور او بار چلے گا نہ خوش اقبالون سے

مست ہاتھی ہے تری چشم سیہ مست اے یار
صف مژگان اُسے گھیرے رہے ہے بھالون سے

روے خوبان سے ملے گا نہین بوسہ کہ نہین
حال ان شکلون کا کچھ پوچھیے رمالون سے

عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
رتبہ زلفون کو نہین مکڑیون کے جالون سے

خط شب گون نے نکل کر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ رُخ آگے ہی تھا خالون سے

دو جہان حشر کے دن ہوون گے باہم موجود
متعلق ہون گے اِدھر والے اُدھر والون سے

دل حسینون کے تصور سے بنایا خالی
آئینہ خانون مین کثرت رہی تمثالون سے

کچھ تو ہلکا کرین خار رہ صحرائے جنون
بوجھ لنگر کا ہوئے ہین کف پا چھالون سے

اُن کے بوسون کی تمنا ہے لبون کو آتش
آئینہ کسب صفا کرتے ہین جن گالون سے

اُستاد اُستاد تا ساقی جو تیشہ طاق سے ہے
لبون پر آئی مری جان اشتیاق سے ہے

جواب دون ترے نالہ کا کیا مین اے بلبل
گرا ہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے

نہ سو سا تھ مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہے

مقام شکر ہے ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اُس کو سمجھ حسن اتفاق سے ہے

ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہین بے جان کے لئے جو ٹلے
یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے

جمال چہرۂ خورشید بھی ہے کیا نعمت
کہ درون ذرہ ہوا سیر اتفاق سے ہے

نظارہ کے لئے ہے قحط حسن لو نخیزان
کمال تنگ دل اب اس کہن رواق سے ہے

نہ پیٹ پھول کے تو شاخ گل پہ اے بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہونا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفون کی ہمین پر تھی معتبر
آئینہ دکھانے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کانِ ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور رہم اے دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بھلی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تم کو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ہم سایہ کوئی چاہنے والا تھا تمہارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہم کو کیا تھا
رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کو جلانے لگے یاقوت
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

کیا پائے لب یار سے گویا ہووے
آنکھین تلوؤن سے ملے کر تو بینا ہووے

جذبا یار کا درباب سعادت کیجے
زہے دیوار ہما سایہ سے پیدا ہووے

چھپ سکی بادسحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے

یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشہ ہووے

اس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہے قضا
شہسوارون کی جہان گرد نہ پیدا ہووے

ناف پر تیری ہو کیون نکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالہ بے ماہ جو ہو جاوے تماشا ہووے

دل نہین داغ ہے جسمین نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے

آبرو جاہے اگر معرکۂ الفت مین
کود پڑا سمین کنوان ہووے کہ دریا ہووے

روز و شب چرخ ہنڈولہ کی طرح پھرتا ہے
کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہووے

حشر کا روز گذر جائے ملے حور و بہشت
وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہووے

نفرت آنے مین جو کی تھی عوض اُس کا یہ سمجھ
روح کو جسم کے چھٹنے مین جو ایذا ہووے

میری تکبیر کی آواز جو راہب سن پائے
درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہووے

روشنی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے
پنج شاخہ ترے در کا ید بیضا ہووے

دل کو خوش رکھتی ہے نافہمی کم آتش
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجئے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوزرون سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار مین پڑ جائین گے چھالے

یون دیتے ہین وہ عاشق بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر پھرے ترک نہین تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو ٹالے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر مین رکھے
انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر رہے ہین پر تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہین دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کرون کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑین جان کے لالے

گرد رخ زیبا رہین کیونکر نہ وہ زلفین
دو سانپ حفاظت کو ہین اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی مین کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی در خون کے ہون تھالے

پیغام اجل ہوتے ہین اس عشق کے صدمے
پالا نفس سرد سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہین ہم اُس دوست کو بدتر
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپالے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے مین جو ڈھالے

آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے

دفتر و رخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمر و گل چمن حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
پہنی پازیب انھون نے جو اتارے توڑے

مست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہوگا نہ حریص
پی کے مے جام کے دانتون سے کنارے توڑے

شربت وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود
تپ ہجر آکے بدن کو نہ ہمارے توڑے

ختم دزدیدہ نگہ پر ہے تری طرّاری
دل نہین توڑے احبا کے پٹارے توڑے

آگیا وہ شجر حسن نظر جب ہم کو
بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بے درد سے کر نیکو کہا تھا کس نے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنج عزلت مین بٹھایا ہے خدا نے آتش
اب جو تم یان سے ہلے پاؤن تمھارے توڑے

پاتا ہون مہر و مہ کو کبھی عدل و داد سے
خالی یہ کعبتین ہے نقش مراد سے

سودا ہے سر کو زلف گرہ گیر یار کا
دل بستگی ہے کافر خوش اعتقاد سے

زندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار
نیکی کی چشم داشت نہین بد نہاد سے

یار اتریں خاک بحر محبت کی کشتیان
طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

شہرہ تمھارے حسن کا پہونچا ہے دور دور
مکتوب شوق آتے ہین کس کس بلاد سے

زور آوری پر اپنے نہ سرکش کرین غرور
عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے

مر کر ملائی سرکشی نفس خاک مین
کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے

عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
بندہ کو بھولتا نہین اللہ یاد سے

دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حسن عارضی
اچھا نہین ہے سابقہ بے اعتماد سے

اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی
سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے

جو کچھ کہ ہو نہین خوب اُسے جانتا ہی دوست
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے

بے درد و دردمند کا احوال کھل گیا
بیمار تندرست سے ناشاد و شاد سے

ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے

الوف یار مجھ سے ہین شیدا اے یار ہون
مشتاق ہم و گرہین دو دل اتحاد سے

خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی
فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین یان کی چہارم آسمان ہے

خدا پنہان ہے عالم آشکارا
نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے

دل روشن ہے روشن گر کی منزل
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے

پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہے

برنگ بوہون گلشن مین مین بلبل
بغل غنچہ کی میرا آشیان ہے

شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ
قناعت بھی بہار بے خزان ہے

چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا
کمر میری ہے دست باغبان ہے

بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین
خدا خوش رکھے تجکو تو جان ہے

الٰہی ایک دل کس کس کو دونگین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے

یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے
کسی گمرہ کا غنچہ عطردان ہے

وطن مین اپنے اہل شوق کی طرح
سفر مین روز و شب ریگ روان ہے

سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ
گل و بلبل کے دریا درمیان ہے

سعادت مند قسمت پر ہین شاکر
ہما کو مغز بادام استخوان ہے

دل بیتاب جو اس مین گرے ہین
ذقن جانان کا پارہ کا کنوان ہے

جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان
مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے

نہ کہہ رندونکو حسرف سخت و اعظ
درشت اہل جہنم کی زبان ہے

قد محبوب کو تاعر کہین سرو
قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے

آتش نالۂ بلبل سے دھواں ہوتا ہے — سیر گلزار سے مجکو خفقان ہوتا ہے
روئے گل کو رنج رنگین سے ترے کیا نسبت — قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے
ظاہر بازی ایام ہے باطن سے خلاف — دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے
وعدۂ شب نہ کر اے مہر لقا جھوٹ نہ بول — جلوہ کر رات کو خورشید کہان ہوتا ہے
باتین کرتا ہون نگاہون نہین پر یزادون سے — دیدۂ شوق سے بان کار زبان ہوتا ہے
ابروئے یار سے قوت ہے مژہ کو ساری — تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے
فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے — تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہے
حسن کو داغ لگاوے گی یہ سیر گلزار — آپ پر حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے
صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاق ابرو — چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہے
حسرت انجام جہان گذران ہے غافل — حسن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہے
جذبۂ دل سے الٹتا ہے نقاب رخ یار — پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے
چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہے مجھے — برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے — سایہ سر پر سے دبے پاؤن روان ہوتا ہے

جائے نامردنہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اس فتنی کا کل سے — نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے پھندل سے
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر — چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے
اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ — ہوا ہے شہرۂ آفاق لقمۂ طبیب سنبل سے
پری لاتی ہے صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر — جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے
اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی — بنے گرداب دور دامن اشکونکے تسلسل سے
چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے — طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے
خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا — یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے
ضرر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق — پھٹے ہین پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا
تری آنکھوں نے کیفیت اٹھائی ساغر مل سے

منغض کی طبیعت بار بن ساماں عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جا کے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سرپل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو اُنکے نہ پوچھے گا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کسی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

بالائے بام خانہ وہ عالی جناب ہے
منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے

دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے
خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے

فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجہ کباب ہے

زیر زمین بھی چین کی صورت نہین کوئی
آسودگان خاک کی مٹی خراب ہے

بیدار آج ہووے تو فرد لے حشر کو
خواب اپنے بخت کا نہین مردہ کا خواب ہے

فصل بہار آکے خزان بار ہا ہوئی
انگور مین ہنوز ہمارے شراب ہے

دیوانگان عشق گرفتار حال ہین
تو اے پری اسیر طلسم حجاب ہے

تصویر یار دیکھی ہے فرد لے حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے

شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے

دوزخ بہشت ہو اگر اس کو یہ چھوڑیے
ہر پاٹ اپنے دامن تر کا سحاب ہے

بہلائے شراب سے دل کو کوئی گھڑی
لہرا رہا ہے سبزہ روان جوئے آب ہے

دریا مین ایک روز نہانے گیا تھا یار
اُس دن سے اب تک آنکھون مین جان حباب ہے

چندے مین پاک صحبت طاہر سے ہو نجس
سرکہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہے

بیداری سے زیادہ ترپتا ہون خواب مین
آسودگی مین برق کا یان اضطراب ہے

خاطر نہ اس کی توڑیے جام شراب سے
مہمان چند روزہ یہ عہد شباب ہے

عاقل پہ آشکار ہو صورت سے حال دل
چین جبین مرد دلیل عتاب ہے

ساقی ملے گا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
جنت ہے دست حور مین جام شراب ہے

ڈورا کھینچا ہے کون سے قاتل کی تیغ پر
گردن میں کچھ رگوں کو بہت پیچ و تاب ہے

ملتے نہیں ہیں سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنہ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی میں ہوں نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار
ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بیدود یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہیں خوبی میں کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کر لے یہیں دریا میں نہانے کو نہ جا
مچھلیاں لپٹیں گی اے یار ترے بازو سے

لب جاں بخش سے ہے چشم فسوں گر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے

جسقدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے

نہیں معلوم اُن آنکھوں کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارت میں تو مژگان نے کہا ابرو سے

زخم خنداں ہے بعینہٖ گل خنداں ہر ایک
بوئے خوں آتی ہے اس باغ میں آب جو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردوں کو میں توڑوں گا دم یا ہو سے

سونگھا کر منھ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بوگندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہیں عرب
شتر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہوں عشق میں رکھتا ہوں زن خو شرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

شہرۂ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے
ہند میں میں ہوں پرستان میں مرا افسانہ ہے

صید گاہ مرغ دل رخسارۂ جانانہ ہے
دام زلف عنبریں ہے خال مشکیں دانہ ہے

حسن سے رتبہ ہے اپنے عشق کامل کا بلند
آستانہ پر پری ہے بام پر دیوانہ ہے

اسمیں رہتا ہے صفائے روئے جاناں کا خیال
دل نہیں پہلو میں اپنے آئینہ کا خانہ ہے

بیچتا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول لے
بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیجا نہ ہے

پھوٹین وہ آنکھین نگاہ بد سے جو دیکھین تجھے
آفتین رخسار مجمر خال کالا دانہ ہے

روز و شب اُس شمع رو کو بھیجتا ہون خط شوق
نامہ بر ون کو کبوتر رات کو پروانہ ہے

خار خار دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
زلف و دود آہ کی آراستگی کاشانہ ہے

شرح لکھا چاہیے اس کی بیاض صبح پر
مطلع خورشید بیت ابرو جانانہ ہے

حالت آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

قتل سے مجھ سخت جان کے ہنکرے قاتل نہو
حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے

واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہین محل
شہر مین جب تک ہے مجنون گنج بے ویرانہ ہے

باغ عالم مین نہین اُس شوخ سا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

اب نہین اے یاد بن کو ترے بیم زوال
خط مشکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے

حال ہے جسکا اسی کے واسطے ہے خوشنما
نقش ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے

یار کھینچے تیغ تیرے قتل کرنے کے لئے
سر جھکا آتش یہ جائے سجدہ شکرانہ ہے

سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
رحمت بزرگ تر ہے گناہ عظیم سے

آئی تھی کس کے سنبل عنبر شمیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے

حاضر ہے مرغ دل جو در گوش یار لے
اک مشت پر عزیز نہین اس یتیم سے

تو شاہ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
خط سیہ اشارہ بیجھ لے گلیم سے

دل داد ہ جب سے ہون کہ مری جان آ گئی
آواز آشنا نہ تھی گوش کلیم سے

بیدار بخت ہون مین ہو مومن مرے لئے
آتی ہے حور خواب مین باغ نعیم سے

یاد آئی بوے پیرہن یار باغ مین
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور ہے
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و طوس لیگئے اگر دوشالہ بافت
کچھ پشم بھیڑ لے گئے تھے ہمارے گلیم سے

کھلوایا بیڑا جسنے کھائے جو اُسنے پان
بندھوائی مہندی پانون مین دست کلیم سے

خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار
حرف الم عیان ہے الف لام میم سے

پھندے مین عشق کے نہین خبکا کہ دل پھنسا
نکلے گی جان اُنکی عذاب الیم سے

صیاد نے بہار سے پہلے کیا جلال
شرمندہ ہوئے گل کے نہین ہم نسیم سے

مر جاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے

اب کی بہار مین تو مجھے پار اُتار دے
کشتی ہے دو آبۂ امید و بیم سے

سائل ہین آسمان سے سب نان کے کون کو
گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لین ہم لئیم سے

دنیا کو تھوکتے نہین دیوانگان عشق
یان طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے

بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہین
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

اللہ رے ہوا لب بام قصر یار
اُڑ کر کبوتر آگے گیا مے نسیم سے

داغ غم فراق کی کرتا ہون فیلین سیر
آنکھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے

طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمپیر قدیم سے

پھر گل شگفتہ ہوتے ہین لیتے ہی انتقام
غافل نہین بہار خزان سے غنیم سے

شیشہ پری سے جان لے آتش بھرا ہوا
خالی سمجھ نہ خم کو فلاطون حکیم سے

آج تک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے
سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے

پھنسکے اس مین مرغ جان چھوٹکر گونکے جال سے
اپنی دبھی ہوئی زلف پریشان حال سے

سامنے سینہ نہ کرائے دل دہن کے حال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے

نشۂ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع
کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال سے

مطلب دیدار کے خاطر جو پھینکواؤن اُسے
سخت چھپاوین سعد شکلین قرعۂ رمال سے

جب چنا ہے روئے نورانی پر افشان یار نے
طرہ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے

افسرے کا بوسہ بازی مین مجھے ملتا ہے لطف
قند کی ڈلیان وہ لب ہین خال لب ہین فالسے

باندھتا ہون شعر مین مضمون طلائی رنگ کے
مرغ زرین صید کرتا ہون مین اپنے جال سے

کار اعلیٰ کو کرے ادنیٰ وہی بیقدر ہے
دیکھئے قیمت میں کم ہوتا ہے کب مثقال سے

ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اُڑا کر لے گئی
دانہ قسمت ہو اسیر ے پرون کی جال سے

تا تواں ہر چند ہین مجنون ہون آنے دے بہار
اے جنون زنجیر توڑون گا ترے اقبال سے

کسکو ہے فکر کفن پروانۂ مردہ ہون مین
شمع کشتہ ہون مجھے کیا کام ہے غسال سے

ماہ رو کیونکر کہین تجکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف نہو گا صاف تیرے گال سے

دل اُلجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دون جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر برّان کی روانی ہے
تری پابوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر ایک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اُسپر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُن پر ہماری بھی نشانی ہے

ترقی حُسن کی کھنچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
اِدھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالکش مجھسا نہو گا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داو و خانی ہے

ہوا سے اُڑکے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے مین
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے

مٹالے چارون مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

تری فرقت مین اے یوسف خلیل وقت ہین عاشق
غم واندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندلون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چاردہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہ ہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین بننے کا سودا ہم سے اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُس کی یک بیک دیوانہ ہو دیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

بہار باغ ایا ے شراب ارغوانی ہے
مسلسل خواہ دور جام و دور آسمانی ہے

سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے
فسون پردازی کی دولت سے یہ معجز بیانی ہے

تجھے اے ترک زیبا دعوے صاحب قرانی ہے
مگر خنجر ترا لوح طلسم زندگانی ہے

کمرے ہاتھون کو کس کا طوق کس کا بوسہ لے عاشق
وہن وہمی کمر اُس آفت جان کی گمانی ہے

فراق یار مین رو رو کے آنکھونکو مین کھوؤنگا
مین ہون یعقوب کا ہم چشم و یوسف کا ثانی ہے

حذر کر میرے گریہ سے نہ رو اے آسمان مجکو
یہ وہ سیلاب ہے جو خانہ ویرانی کا بانی ہے

نصیحت کرتے کرتے اُسنے دیوانہ کیا مجکو
الٰہی بند ناصح ہے کہ پریون کی کہانی ہے

وہ کھڑا دیکھکر بھولین گے اپنی کشت کو دہقان
خط اُس محبوب کے رخسار گلگون کا دھانی ہے

نہ آوارہ ہو دیمن ڈھونڈھا اُسے جو یا ہے تو جسکا
یہی ویرانہ ہے جسمین کہ وہ گنج نہانی ہے

غنیمت سمجھیں اس وحشی کو کم رس دام مین اپنے
بھڑک کر جب اُڑا اعنقا یہ طاؤس جوانی ہے

جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ہنسکر مجھ سے اے آتش
یہ کیا آزار ہے تجکو نہین پیتا جو پانی ہے

کہان تک آنکھون مین سُرخی شراب خواری سے
سفید مو ہوے باز آسیاہ کاری ہے

رہا نہ پیچھے مین گریبان تری سواری سے
بلند گردنہ ہونے دی اشک باری سے

سبوئے غنچہ ہے معمور و جام گل لبریز
ٹپک رہی ہے شراب ابر نوبہاری سے

جمال دوست ہون یٰسین کے بدلے وقت اخیر
سنون گا سورۂ یوسف زبان قاری سے

وصال شاہد مقصود ہو گا بعد فنا
وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے

مڑوڑون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر
عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے

دکھاؤ ہنسکے صفا اگر اپنے دنداں کی
گہر ہین آگ کے مول اپنی آبداری سے

رقیب کو تری تلوار نیم جان رکھے
جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے

ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے

ترے دہان و کمر کا ہے ذکر روز بان
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے

چمک رہی ہے بہت برق کو ملاؤن گا
ترے دوپٹے کی اُتری ہوئی کناری سے

ثنائے حسن مین اسکو خدا روان رکھے
قلم نے پاؤن نکالے ہین سرگزاری سے

سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے

ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے

اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ
گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گو رہی ہو
جو کچھ کہ ہو نا ہو آتش ہو آہ و زاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجئے
طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجئے

وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجئے
خود بھی عریان ہو جئے اسکو بھی عریان کیجئے

اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
توڑ کر آئینہ اس خود بین کو حیران کیجئے

کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
صبح ہو جائے جو چاک اپنا گریبان کیجئے

راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
فی سبیل اللہ یہ چاہ رشکدان کیجئے

منھ تو دکھلا دے خدا تیرا گلون سے بیشتر
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجئے

یہ سیہ دل صورت گیسو نہو گا رو سفید
خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجئے

چھپکے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا
اجر ہے اسکا بڑا جو خیر پنہان کیجئے

بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا
فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجئے

اپنے کہنے سے اک آب تلخ تم پیتے نہین
آگ مین ہم کو دیتے ہین آپ گر ہان کیجئے

یہ صدا ہے اسکے مشتاقون کے گھر مین سے بلند
دیدہ و دل فرش یا انداز مہمان کیجئے

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھکر گریبان کیجئے

پیری سے مرا نوع دگر حال ہوا ہے
وہ قد جو الف سا تھا سو اب دال ہوا ہے

مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے
صوفی کو غزل سن کے مری حال ہوا ہے

ان ہاتھون کی دولت سے کڑا مال ہوا ہے
ان پاؤن سے آوارۂ خلخال ہوا ہے

الحمد للہ بصد منت اُدھر سے — انکار تھا جس شے کا اب اقبال ہوا ہے
جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو دان سے — جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے
کس عقدہ کو اُس زلف کے کھولا نہین ہمنے — سلجھایا ہے اُلجھایا ہوا جو بال ہوا ہے
کس سر کو نہین یار کی رفتار کا سودا — معراج وہ سمجھا ہے جو پامال ہوا ہے
بیمار رہا برسون ہی عیسیٰ نفسون مین — پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے
جاوے جو صبا کوچۂ گیسو مین تو کہنا — سودائیون کا تیرے برا حال ہوا ہے
بو مشک کی نہین ہے تو عنبر کی پھر اُسمین — کچھ زلف سے بھی طرہ ترا خال ہوا ہے
لڑواتا ہے آپسمین خریدارونکو تیرے — دلال ترا قضیہ کا دلال ہوا ہے
دیدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو — دولت تیری خاطر سے جو کچھ مال ہوا ہے
اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا — برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوشرو و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہے

یہ کماندار ی ہے دم تک عاشق دلگیر کے — اس نشانہ کو اڑا کر پر کٹین گے تیر کے
وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے — سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
جسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار — فتنے ہوتے ہین مُرید اُس کافر بے پیر کے
آشنا معنی سے بھی ہو جائین گے صورت پرست — دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل ہوے — زنگ دل تیرا مٹا جوہر کھلے شمشیر کے
کھائے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر — داغ چند اس عشق مین تھے اپنی بھی تقدیر کے
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر — دیکھئے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے
گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی — رہگئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
شہرہ ہے گیسوئے پیچان کا تمھارے ہر طرف — قافلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار — صید کے تو دے لگا دین گے یہ دستے تیر کے
اپنے دیوانون کو صحرا اے عدم پہونچا دیا — چیر ڈالا ارہ سے مانگ اُس پری نے چیر کے

آج کل سے حسن پر وہ نازنین نازان نہین
عاشقون پر بیکر توڑے ہین دنداں شیر کے
تمھے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاندسی تصویر کے

دولت دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تو دے لگے اکسیر کے

تیغ ابرو نہیں دی جانے کی ایدل خالی
سہل اس چوٹ کا کھانا ہے مشکل خالی
جو ستم چاہے سو کر یار نہ بد پر ہوں گے
کینہ سے رکھتے ہین سینہ ترے مائل خالی
تیغ خونش آب سے تیری ہے توقع قاتل
سر سے پا تک نہ رہے زخم سے بسمل خالی
کیا پتنگے کی طرح ہم سے بھرا پھرتا ہے
کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قائل خالی
دیتی ہے شان کریمی اُسے حسب نخواہ
تیری درگاہ سے پھرتا نہیں سائل خالی
قصر تن سا بھی نہ دلچسپ کوئی گھر ہوگا
روح مہمان اسے کرتی ہے بہ مشکل خالی
دل بیدرد سے رہتی ہے گران خاطر روح
بوجھ ناقہ کو ہے لیلیٰ سے یہ محمل خالی
برق وش یار کی فرقت میں مجھے جب بیتاب
ابر باران کی طرح رو کے کیا دل خالی
ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اے محبوب
حسن کے عشق سے کوئی نہین منزل خالی
فرقت یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا
بیخودی رکھتی ہے مجھسے مری منزل خالی
تیرے دم سے ہین بجا اپنے حواس خمسہ
اٹھگیا تو تو ہوئی بار یہ محفل خالی
جنگ جو یار کا اصلاح پر آیا نہ مزاج
عقل سے ہوتا ہے فی الواقعی جاہل خالی
کعبہ مین ہم کو ہے مقصود بہار فردوس
دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی
دل کے بہلانے کو گلزار مین آنکلا جون
سر کو میرے نہ کرے شور عنادل خالی
روشنی حسن کی رکھے گی زمانہ روشن
شمع رویون سے رہیگی نہ یہ محفل خالی
جام مین قطرۂ مے لب نہ مرے چھوڑینگے
مال کشتی کو کیا کرتے ہین ساحل خالی

قیس و فرہاد سے دل دادہ ہزارون آتش
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی

کیے تیشہ کھینچنا رنج و محن کیا چاہیے
جان شیرین کھونیکو اے کوہکن کیا چاہیے

تیرے کشتون کو نہین پروائے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیئے

میں گدائے حسن ہون صورت ہی میری ہے سوال
بہر عرض مدعا مجکو دہن کیا چاہیئے

دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیئے

جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑ کھانیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیئے

تو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیئے

جان کھونے کے لئے لازم نہین ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذقن کیا چاہیئے

تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ کم کو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤن کی سی شکن کیا چاہیئے

یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
کہلے کہنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیئے

فکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیئے

چومتا ہون پانون اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیئے

صورت سے اسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی

یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائے گا کسی کو شربت نہین ہے کوئی

میں نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہے کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی

دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
حاضر جو کچھ ہے اسمین حجت نہین ہے کوئی

ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا
ناآشنائے معنی صورت نہین ہے کوئی

دیوانون سے ہے اپنے یہ قول اس پری کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہے کوئی

ہنر دہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہے کوئی

نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہے چار دن کا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی

جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی

یوں بدکہا کرو تم یون مال کچھ نہ سمجھو
ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہین ہے کوئی

میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہے کوئی

مادر شما کہہ دمہ کرتا ہے ذکر تیرا
اس داستان سے خالی صحبت نہین ہے کوئی

شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یاد
کس کو پکارتے ہو حضرت نہین ہے کوئی

بازار دہر مین تری منزل کہان تھی
یوسف نہ جس مین ہو کوئی ایسی دکان تھی

زردی نے میرے رنگ کی مجکو رُلا دیا
ہنسوا سے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی

ظاہر سے خوبرویون کو باطن خلاف تھا
شیرین لبون کی طرح سے اُنکی زبان نہ تھی

منزل ہی دور رہے جو یہ پہونچے نہین ہنوز
دم لینے والی راہ مین عمر روان نہ تھی

دکھلائی سیر آنکھون کو بام مراد کی
ایسی کوئی کمند کوئی نردبان نہ تھی

قوس قزح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اُسے
چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی

آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حسن
یوسف کو چاہ مین خبر کاروان نہ تھی

یاد آگئی جو سلک گہر تیرے گوش کی
سوہان روح تھی مجھے شب کہکشان نہ تھی

رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہین
کس کاروان کی گرد پس کاروان نہ تھی

نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی

عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودائے کوئے یار
مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جنان نہ تھی

بانگ جرس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا
گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی

افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجئے
وہ کونسی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالون سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن مین زبان نہ تھی

سخت جگر کو کیونکر مژگان تر سنبھالے
یہ شاخ وہ نہین جو بار ثمر سنبھالے

دیوانہ ہو کے کوئی پھاڑا کرے گریبان
ممکن نہین کہ دامن وہ بیخبر سنبھالے

تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
منھ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اللہ ناتواں کو دے طاقتِ توانا
ہیکل کا بوجھ اُنکی نازک کمر سنبھالے

تکیہ ہین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
بیٹھا رہے مسافر رختِ سفر سنبھالے

اکرم نہ بخشے دیتی اُن کی تنک مزاجی
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے

وہ نخلِ خشک ہون مین اس گلشن جہان مین
پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے

اُڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پریرو
ممکن نہین حواس خمسہ بیشتر سنبھالے

حرفِ درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے
اپنی زبان ذرا وہ رشکِ قمر سنبھالے

ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے

یا پھر کتر پر اسکے صیاد یا پھری پھیر
بے بال و پر نے تیرے پھر بال و پر سنبھالے

دردِ فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

وہ کاوشِ خار خارِ غم کی ہم اے گلبدن بھولے
تری بشاش صورت دیکھکر رنج و محن بھولے

جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغِ عالم مین
برنگِ بوئے گل پھرتے ہین مردم بیرہن بھولے

جو دے تکلیف تیرا مصحف رو انکو یا نکی
کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے

لحد مین جاکے بزم دہر پھر ہمکو نہ یاد آئی
مزہ پایا یہ خلوت مین کہ لطفِ انجمن بھولے

فسون پرداز ہے شیرین زبانی میرے دلبر کی
کلام اللہ حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے

مزہ رکھتا نہین ہے مے مے کا مجمع ہونا
الٰہی تلخ کوئی سُنکے وہ شیرین دہن بھولے

نہیں اسباب دنیا کو نساکشتی گردون مین
وہ اُٹھ کر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے

کسی دن تو ہوا اے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا
کبھی تو راہ اِدھر بھی تیری بوئے پیرہن بھولے

اُٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے
ہوئے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ماو من بھولے

گل رخسارہ صیاد سے جو عشق کامل ہو
قفس مین آشیانے کی ہو امرغ چمن بھولے

تماشا گوشہ گیری دشتِ غربت کا دکھاتی ہے
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یارانِ وطن بھولے

یہی اللہ سے آتش دعا ہے مردمون ہون
حواس خمسہ زائل ہون جو یاد پنجتن بھولے

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے منھ کی سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رُولاتا تھا ہمین صورت ابر
کون سی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یارسے ہرچند ملاقات نہ تھی

جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا پھر ڈکا
دلربا شے تھی مری جان تری گات نہ تھی

خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا تو سن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسہ کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی

گر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لعارات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

نازوادا سے تجھ سے دلارام کے لئے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کے لئے

وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوئے یار سے
لے جنون نے جامۂ احرام کے لئے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت قصور کی نہین الزام کے لئے

کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اُسے
تسبیح ہمنے لی ہے ترے نام کے لئے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لئے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اکدن شکست فاش ہے بادام کے لئے

وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کے لئے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح ہے ہر شام کے لئے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے
وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
اے قصر یار بوسے لب بام کیلئے

کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے
کیفیت نگاہ نہین جام کے لئے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل
پیدا کئے ہین کشمکش دام کیلئے

دل مین سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی
خلوت سرائے خاص نہین عام کیلئے

جاتا ہے بہر غسل جو اے خوش دماغ تو
جلتا ہے عود گرمی حمام کیلئے

آتش جو چاہے پائے توکل کی مخملی
جو صبح کو ملے زہے شام کے لئے

قفل در قبول نہ کھولے بعید ہے
انسان کے پاس دست دعا سے کلید ہے

دل کو خیال یار نہ ہووے بعید ہے
جوہر ہے آئینہ مین تو صورت کی دید ہے

نقصان جان بھی راہ خدا مین مفید ہے
مارا گیا جہاد مین جو وہ شہید ہے

انگشتری کا حلقہ ہے وہ نان حلقہ دار
خال سیاہ اس مین نگین حدید ہے

فقر و فنا کی بو نہین کس کے دماغ مین
عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے

پاس ادب سے چلتے ہین عشاق سر کے بل
کوچہ مین اس کے نقش قدم نا پدید ہے

آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو
مہندی ملے چمن مین تو لالہ شہید ہے

یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے پیر کی
دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے

افطاری جام مے سحری ساغر شراب
مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ
پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے

گل چاک چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن
شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے

صانع ہے وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین
اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے

ہمکو بھی قید غم سے چھڑا دے گلے لگو
زندانی چھوٹتے ہین تصدق تو عید ہے

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح
بوے حسین ان مین تو خوے یزید ہے

اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو
قید نماز ہے نہین قید شدید ہے

تحسین سمجھ اُسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف اِن قریبوں سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مدِّ نظر ہے
جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے

اُس خال اُس ابرو کی ہمیں خوب خبر ہے
یہ گوئے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے

موہی رگِ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
میں ہیچمدان ہوں مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہیں آنکھوں کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے

تالب کی طرح روح دکھائی نہیں دیتی
پنہاں یہ مسافر ہے عیاں گرد سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مدِّ نظر ہے

سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو میں ہم انعی کا اثر ہے

وہ مدِّ کمر یار کی مشتاق ہیں آنکھیں
ہستی میں تماشائے عدم مدِّ نظر ہے

یہ صدمے اُٹھائے ہیں جدائی میں کسی کی
دو قطرۂ خوں ہیں نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہے گلوں کو
خورشید سے بھی گرم مزاج فمر ہے

فرصت ہے کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا
اک نعرہ ہو میں دو جہان زیر و زبر ہے

کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
حاضر لئے آئینہ خورشید سحر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہو تمیں ہے آتش مسکین
کس نور کے بکے کے لئے خاک بسر ہے

آسمان مر کے تو راحت ہو لحد میں تھوڑی سی
پاؤں پھیلانے کو ہاتھ آگے زمین تھوڑی سی

خود بخود کچھ دل شیدا کو ہے اندوہ و ملال
کفن چین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجھکو حیرت ہے حسینوں سے بچی ہے کیونکر
بادشاہوں کے لئے چین جبین تھوڑی سی

نعمت فقر ہے موجود جسے رغبت ہو
آب شیریں میں ہے نان نمکین تھوڑی سی

کونسا گل نہیں گلزار جہان میں مغرور
کسکے چہرے میں ہے یاں چین جبین تھوڑی سی

میہمانوں میں ہیں اس خوان فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے نان جوین تھوڑی سی

ہر گز اُن دانتوں سے کرنا نہ صفا کا دعویٰ
آبرو تیری ہے اے دُرِّ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائین گے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ
یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی

چار دن اپنے مجنون سے محبت کرتے
لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی

اے جنون تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ
یہین تھوڑی سی جگہ ہے سو ہین تھوڑی سی

چند پریان بھی کردون مثل سلیماں تسخیر
یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی

میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
اسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی

گوش زد ہو وہ کہ جو وہم و گمان مین بھی نہ ہو
سنین اپنی بھی جو ارباب یقین تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گناہون سے تو کر لے غافل
ورنہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی

مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ
کر لین ہو حق پہ خراباتنشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے ہین کیا مرد مسلمان آئی
روح قالب مین ہے دو روز کو مہمان آئی

بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب
للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی

ہم سے دیوانے بھی ہو دین گے پریکے سائل
اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی

آئینہ نے رخ انور پہ اجارا باندھا
شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی

یہ صفاتن مین کہان کتم عدم سے باہر
جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی

ڈھونڈین اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم
فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی

گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی

جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے
فارغ البال ہوا مین تب ہجران آئی

خط کا آغاز ہوا اس رخ نورانی پر
چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی

سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہین خوب
اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی
کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل،
میکدے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی

دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سامنا،
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی

پنجۂ مرجان بنین گے تیرے ہاتھ اے بے حسن
بے کئے شوخی نہین رہتی حنا برسات کی

روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی

اُڑ کے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منھ مین تراب
پر لگا دے گی لبِ مے کو ہوا برسات کی

غسل کر کے تجکو بھی لازم ہے تبدیل لباس
چاندنی نکھری ہے خوب اے مہ لقا برسات کی

ابر مین بے نشہ کے اکدم رہا جاتا نہین
دختر رز ہے ہماری آشنا برسات کی

حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھولکر
گرمیون مین چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی

غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو اے ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہے غذا برسات کی

مے نہ دینا مجھ کو بیدردی ہے ابتو ساقیا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

ساتھ دے گی کیا مرا، رونمین ساون کی بھری
سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی

پیکے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیے
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

کیف مے کا ابر باران مین ہوا دل کو جو دوں
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جدا برسات کی

روتے روتے مر گیا اک برق وش کی یاد مین
قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہے
قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے

حیف ہے بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشیدیان گردش مین ہے

تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہے

یار اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہے

گرد پھرنیکا ترے سودا ہوا ہے ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے

دائرہ مین عشق کے جس نے کہ مارا ہے قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین تیرا نجم کی طرح اے ماہ حسن ذرّہ ذرّہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکلو جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہے

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ باقی جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی
نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی
دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی
دیکھ لین ہے جو قیامت کا تماشا باقی ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی
تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہے اُس گلرو کا پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کیلئے جا باقی
رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی
جان پر بن گئی دم گننے لگا مین شب ہجر گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی
ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے خم و خم خانہ ہے باقی مے و مینا باقی
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشا اللہ کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی
آخر کار رہے میلے سے جہان کے چلتا سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی
کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچان کا نہین کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہے تا باقی
فرقت یار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون روح قالب مین نہین جسم ہے تنہا باقی
ٹھوکرین مار کے مردونکو ہے زندہ کرتا میرے یوسف سے ہے اعجاز مسیحا باقی
یار سے کہیو یہ پیغام زبانی قاصد کچھ نہین یاد تری یاد ہے الا باقی
دہن یار کا مضمون بھی کوئی باندھو نہین مرد شاعر ہون نہ رہجائے معما باقی
گریبان مین جو یہی آہ شرر افشان کی نہین رہنے کا مرے یار کے پردا باقی
فرقت یار مبدل نہین وصلت سے ہوئی تیر نا ہے در مقصود کا دریا باقی
قامت یار سے کسدن ہو قیامت دیکھین آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی
صبح تک وصل کی شب شام سے عریان رکھا رہا پیرہن یار کا پروا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے — نفس چند کی ہے روح کو ایذا باقی
اس قدر سینہ غم عشق سے معمور ہوا — نہ رہی دل مین مرے حسرت دنیا باقی
دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے — نام باقی نہین گویا کہ ہے عنقا باقی
ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین — گور مین جا کے جدا ہونے کو اعضا باقی
دل مین لالہ ہی کے داغ رخ بیداغ نہین — سر سنبل مین بھی ہے زلف کا سودا باقی
محفل آباد ہے منھ پر سے نقاب الٹو تو — دیکھ لیگا کوئی ہووے گا جو بینا باقی
چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوئے دراز — صبح ہوگی نہ رہے گی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے — جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے — ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے
روے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے — سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے
راز دل افشا نہ ہو اے دل کہے دیتا ہون مین — پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
تیری تلوار اس کو سمجھا مین اسے مشتاق زخم — جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے
دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کیطرف — یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے
دل شب فرقت رہا سینہ مین مردے کیطرح — گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا — ماہ تابان کا سہ زانو نظر آیا مجھے
سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز — رنگ اڑا ایسا گل شبدو نظر آیا مجھے
خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا — سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے
اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے — بے طرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے
جب ترے روے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی — لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکے واسطے — گل بھی آوارہ بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اس کا طواف — کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برق کی جا سے جو آنکھ
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار عجز حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے

مہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ استاد چار ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے

تو نے زلفوں کو اُلجھ پڑنے سے منڈوایا جو یار
شاہ بازِ حسن بے بازو نظر آیا مجھے

تیرے دندان میں دکھائی دی جو مسی کی لکیر
اے پری دُرِ نجف میں مو نظر آیا مجھے

مشک و عنبر کی بھی بو چین و ختن کے ساتھ ہے
طرہ سنبل پہ بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے

بے تصنع اُس کو سمجھا میں نے تیغ بے نیام
جب ترا بے آستین بازو نظر آیا مجھے

یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

کیا کہیے کہ ہے سوزشِ داغِ جگر ایسی
سنتا نہیں وہ غیرتِ شمس و قمر ایسی

کوشش کا ارادہ ہے رہِ مہر و وفا میں
پھر کھل نہ سکے باندھے کس کر کمر ایسی

پیری میں جلاتا ہے جو دل داغِ جوانی
مینہ سے بھی گرمی نہیں کرتا شرر ایسی

نازک ہے رگِ گل سے فزوں بال سے باریک
دیکھی نہیں البتہ سنی ہے کمر ایسی

مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی
چھٹتی ہی نہیں لپٹی ہے گردِ سفر ایسی

کیونکر نہ مرا مشعر ہو عالم کی زبان زد
مشہور ہیت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی

بیدار رہوں مُنھ دیکھ کے اُس مہر لقا کا
وہ شام کہاں ہے جو دکھائے سحر ایسی

ہووے نہ صفا میں ترے دانتوں کے مقابل
پیدا تو کرے قدر و شرافت گہر ایسی

کیا سینہ اُس ابرو سے بچا سکتا ہے دلکو
شمشیر قضا روکے نہیں ہے سپر ایسی

زلفوں کی طرح تا کمر یار پہونچتی
اے کاش رسا ہوتی یہ عقلِ بشر ایسی

محبوب نہیں باغِ جہاں میں کوئی تجھسا
بو رکھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی

تیرے لبِ لعلین کا نہیں سہل پرکھنا
وہ جوہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی

دنیا کی نہ ہے فکر نہ عقبے کا تردد
آتش کہو آئی ہے طبیعت کدھر ایسی

نہ ہو باریک کمر کی سے فزوں بال عاشق

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردن وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہیں تری برق جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیدا غ ہونے سے رخ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

دو ساغر شراب ہیں دو چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا اندنون زحل کا ستارا بلند ہے

طوفان نوح ہے مرے اشکون کے جوش سے
مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہ ہو گا بڑھ کے تمے قدسے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنہ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرے سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روئے یار کے ہے ابروئے نکو فوق
فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بھر جہان مین حالت مجنون بنا ئیے
ہر ایک حباب محمل لیلیٰ بلند ہے

پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر موسفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشہ و ساغر ٹکڑے
ساقیا کیجیو سر سے بھی برابر ٹکڑے

موسم گل ہے جنون خیز بہار گل ہے
اڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہو کر ٹکڑے

مستحق اس کا ہما بھی ہے سگ یار بھی ہے
استخوانون کے مرے دو ہون برابر ٹکڑے

مجھ گدا کو جو ہے گدڑی مین تکلف منظور
ہوتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے

دل صد پارہ کو ڈھونڈھا ہے جو اس کوچہ مین
ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے

نعمت فقر سے محظوظ ہوا ہون ایسا
خشک کر کے انھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے

تری تلوار کی برش کا ہے شہرہ قاتل
ہم بھی دیکھین تو ہین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے

آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملت سے ہوئین
آئینہ دل کا ہے پہلو مین بہتّر ٹکڑے

سنگ در پر کسی محبوب کے دے پٹکون گا
بد دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے

نعمتِ فقر مین بھی خو نہین تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے

نامۂ شوق کا عاشق کے ہے وہانسے یہ جواب
پرزے خط ہوتا ہے بازوئے کبوتر ٹکڑے

سر فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا
کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے

جڑ دئے ہین دہنِ یار مین دانتون کی جگہ
دستِ قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے

زخمِ کاری کا ہو سائل ہون کسی ترک سے مین
یہ گدائی کا اثر ہو کہ ہو خنجر ٹکڑے

ستم و قہر و غضب ہے روشِ مستانہ
شیشۂ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ٹکڑے

چند بوسون سے بسر ہوتی ہے مجھ سائل کی
درگہِ حسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے

نظر آئی مرے بدخو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے

ادّہ کی چال جو گلشن مین چلا وہ خوش قد
دل عاشق کی طرح ہون گے صنوبر ٹکڑے

درِ سلطان کا گدا ہون مین گدا اے آتش
نانِ نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

خوشنطون پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی
مجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تار سنبل کوئی کہتا ہے رگِ گل کوئی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی
ناف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہنِ یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا
گوشِ گل تک در شبنم کی رسائی ہوتی

ہم نے چوما دہنِ یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گہر کی بھی جو خوشر و کرتے | تیرے دانتون کی نہ دانتونمین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اُس راحتِ جان کا آتش
رُوح و قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابرو خمدار کے | زخم دکھلائی نہین دیتے ہین اس تلوار کے
ڈال دیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین یار کے | بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے | مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھٹ مٹ مار کے
حلقۂ چشم پری رو زن ہین قصر یار کے | جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ مین دیوار کے
گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوشتر دیار کے | آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے
دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین کوئے یار کے | دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے
فرش گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز | گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہون رفتار کے
لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین | سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے
چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار | بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن | خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے
کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھیے سلطانِ عشق | کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اس سرکار کے
مرہم زنگار ہے رحمی کو خطِ سبز یار کا | خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند | طرّہ کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ | کھنچے کیا چلکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے | لن ترانی اُن سے ہو سائل جو ہون دیدار کے
خواہ مرواریدگل کے خواہ سیم و زر کے ہون | طرے جتنے ہین وہ جو یا ہین تری دستار کے
کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین | مشتری یوسف کے ہین خواہاں نہین بازار کے
حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے | سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے
روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو | لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے
واقعہ منصور کا سُن کر کھلا ہم کو یہ راز | حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک کٹ مر اور بھی — زخم اوچھے ہنستے ہین مُنھ پر تری تلوار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح — ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بارہا — چھینٹ پڑے اکثر کئے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوئے یار کے

ناصحی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے — ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے
نور تجلی ہے ترے رخسار کے لئے — آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لئے
فدیے بہت اُس ابرو خمدار کے لئے — چور رنگ کی کمی نہین تلوار کے لئے
قول اپنا ہے یہ بجز دنار کے لئے — دو پھندے ہین یہ کافر دیندار کیلئے
لطف چمن ہے بلبل گلزار کے لئے — کیفیت شراب ہے میخوار کے لئے
سیری نہ ہوگی تشنۂ دیدار کے لئے — پانی نہین چہ ذقن یار کے لئے
اتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے — شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لئے
دشت عدم سے آتے ہین باغ جہان مین ہم — بے داغ لالہ و گل بیخار کے لئے
شمشاد اپنے طرّے کو بیچے تو لیجئے — اُس لالہ رو کی پٹیٹی دستار کے لئے
دو آنکھین چہرہ پر نہین تیرے فقیر کے — دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے
سرمہ لگایا کیجئے آنکھون مین مہربان — اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لئے
حلقہ مین زلف یار کے موتی پروئیے — دندان ضرور ہین دہن مار کے لئے
گفت و شنید مین ہون بسر دن بہار کے — گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے
بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا — رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لئے
بیٹھا جو اُس کے سایہ مین دیوانہ ہوگیا — سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے
بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین — ہر برگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے
اے شاہ حسن زلف و رخ و گوش و چشم و لب — کیا کیا ملاتے ہین تری سرکار کے لئے
چال ابر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر — طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے

آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لئے

حاجت نہین بناؤ کی اے نازنین تجھے
زیبا رہے سادگی ترے رخسار کے لئے

بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار
کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے

اُس بادشاہِ حسن کی منزل مین چاہیے
بالِ ہما کی پھیتی دیوار کے لئے

سودائے زلف یار مین کافر ہوا ہو نہین
سنبل کے تار چاہئین زنار کے لئے

زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین
سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے

جو نا بنین گے بعد فنا اپنے استخوان
دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے

معشوق کی زبان سے ہے دشنام دلپذیر
شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے

جان سے عزیز تر ہے مرے دل کو داغ عشق
مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے

وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلائے بد
کیا مرتبہ ہے فتنۂ بیدار کے لئے

خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لئے

پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ مین اُسے
کیا کیا شگوفے پھولتے ہین ہار کے لئے

چھکڑا ہوے ہین سوچ کے راہ وفا مین پا ؤں
پہیے لگائیے انھین رفتار کے لئے

جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش جمال کا
یوسف بنے غلام خریدار کے لئے

سونے کے پتے ہو دین ہر اک گل کے کاٹنین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لئے

گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لئے

اندھیر ہے جو دم کی نہ اُس کے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لئے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لئے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
شل ہو گئے جو بانون تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زیب دہ باغ ڈھل چلے
رنگ ان گلون کے چار ہی دنین بدل چلے

لیجا ئینگے بہا کے خط شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوان یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اُگل چلے

ارّہ کی پھبتی کہکے اٹھین کاٹیے ذرا
شمشاد سرو قد سے تمھارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا پیے وہ دودھ جو پیکر اُبل چلے

درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
اُلٹے جا مین پاؤن راہ مین اسکے جو شل چلے

سر ہاتھ پر لیے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی دلونن نے شوق کی تکلیف کوئے یار
لیکر مجھے بہشت مین حسن عمل چلے

اتنی شکارگاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھارے رخل چلے

اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
وہ کوہ تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

ثابت ہوا جو کشتۂ دندان یار مین
ہنس آکے قبر پر مری موتی اوگل چلے

بانکی ادا سے قتل اُنھون نے کیا ہمین
مہندی لگا کے پاؤن مین پنجے نکل چلے

دل بھر کے سیر کی نہ خزاں بات دہر کی
سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے کل چلے

بے دام و دانہ جائیے بلبل اسیر ہو
عطر گلاب باغ مین صیاد مل چلے

طرفہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے

آنکھین تمھاری پھر گئین آئینہ دیکھکر
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے

آسودہ سیر ہو کے ہوئے اپنی جان سے
خوان فلک سے ہم غم و غصہ نگل چلے

یاد آگئے جو چین مین وہ مہندی لگائے پاؤن
مہندی کی پتی دیکھکے ہم ہاتھ مل چلے

آئے جو کیف مے مین وہ گلگشت باغ کو
غنچہ سے ٹوپی لالہ سے پگڑی بدل چلے

تڑپا جو مین فشار لحد کے عذاب سے
ٹھہرائی گور قبر کے تختے نکل چلے

للہ چلیے سایہ دیوار یار مین
گرمی سے آفتاب کے آتش پگھل چلے

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے نئے

کرتا ہے ناز وہ شہ خوبان نئے نئے
آئین تازہ تازہ ہین فرمان نئے نئے

سودائے زلف یار مین یہ چاہتا ہے شوق
آنکھین ہون اور خواب پریشان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے

پروانون کے شریک ہون جلنے مین قہر ہے
روشن ہوئے ہین سر و چراغان نئے نئے

بدتر ہے حال اُس بہ غضب کے شوق مین
دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے نئے

دریائے قہر یار جو آجائے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے

ویرانہ شہر ہون تری شمشیر نار سے
آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہون مین روزگار مین
منھ سے لگے ہین جس کے نمکدان نئے نئے

اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر مرا
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے

گہہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رخ محبوب آئین گے
سویم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے

رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آ نکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکالے گا اُس شاہ حسن کا
پیدا کرے گا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب و قید حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے
آتش شگوفے پھولتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اُڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

کچھ تو ہین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کجلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اُٹھا کہ پردۂ شمس و قمر کھلے

رنگریز کی دُکان مین بھرے ہین ہزار رنگ
طرّہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے

کیا چیز ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

حیوان پر آدمی کو شرف نطق سے ہوا
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے

یوسف کی اک دُکان مین نہ تو نے تلاش کی
بازار کون کون سے اے بے خبر کھلے

شیریں دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو — اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے،
کٹ جائے وہ زبان نہ ہو جس سے دعائے خیر — پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے،
کوتہ ہے اسقدر مرے قدپر ردائے عیش — ڈھانکوں جو پاؤں کو تو یقین ہے کہ سر کھلے
قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو — زخموں کے مُنھ کھلے نہیں جنت کے در کھلے
فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام — میخ کی دُکان شام کھلے یا سحر کھلے
پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر — سودائے زلف یار میں رہتے ہیں سر کھلے
کیف شراب ناب کا انجام ہو بخیر — شلوار بند ساقی رشک قمر کھلے
ناخواندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط — باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے
چاہے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر — پرہیز کر تو تجکو دوا کا اثر کھلے
ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہوا — لے لیجئے جو قیمت سلک گہر کھلے
کہتا ہوں راز عشق مگر ساتھ شرط کے — کانوں ہی تک رہے نہ زبان کو خبر کھلے
مشتاق بند شوں کے ہیں خوبوں کو چاہئے — بندھوائیں شاعروں سے جو اُنکی کمر کھلے
رُکتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتلا — ہاتھوں سے تیرے جوہر تیغ و سپر کھلے
مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر — دیوانہ ہو بحال قضا و قدر کھلے

چلنا پڑے گا یار کی خدمت میں سر کے بل
سمجھے ہو کیا جو بیٹھے ہو **آتش** کمر کھلے

نکہت گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے — خار سے یاد اُلجھ پڑنے کی خو آتی ہے
شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے — میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے
صبح تک دیدۂ تر سے نہیں آنسو تھمتے — پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے
موسم گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار — بطے اُڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے
فصل گل باقی ہے کرلوں گا گریبان پھر چاک — آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہے
پاک دامانی معشوق کا سودا ہے جنھیں — نیند اُن کو نہیں بے قید وضو آتی ہے
کون سا نقش قدم چاند سی تصویر نہیں — اُس صنم کو روش خامۂ مو آتی ہے

ساز کی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالاں
چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھوں میں اس طرح سے بھر جاتا ہے
جام میں جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قد مین اُس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمر یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینۂ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار تو کل سرسبز
کٹکے دریا سے مرے باغ میں جو آتی ہے

خوش تماشی وہ نہیں جامۂ عریانی کی
اس میں کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے موت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہیں پرہیز اے تو ساقی
قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سنا ہے قمری
میرے سر مارنے کو طوق گلو آتی ہے

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمر یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

تمام ہوا دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضےٰ کا ہو گیا
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا

قربِ حق حاصل ہے اُسکو مرد عارف ہے وہی
یا علی پیر و جو تجھسے پیشوا کا ہو گیا

ساختہ پرداختہ تیری ہے ساری کائنات
حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا

وقت مشکل مین کہا جسوقت یا مشکلکشا
سہل چھٹکارا گرفتار بلا کا ہو گیا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے
کعبہ پیدائش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

وہ رنگ سُرخ ہے کیف شراب سے ہوتا
ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا

غرور حُسن نے ناز ان کیا انھیں ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

تراکتِ بدنِ نازنینِ یار نہ پوچھ
کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہے
ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا

ترے پسینہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے
عرق عرق ہون مین بوئے گلاب سے ہوتا

یہ کیسے تالے ہین سودائے چشم مین اپنے
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا

نظارہ بازی بحرِ جہان ہے شغل اپنا
وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہے حباب سے ہوتا

تمھارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اُڑتی
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

دلِ برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے
جگر کباب ہے بوئے کباب سے ہوتا

چکر ہوتے ہیں رخسارِ یار کے صدقے
کمال ماہ ہے حُسن شباب سے ہوتا

کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہم کو
یہ مدّعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا

قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع
کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا

وہ گلعذار منڈراتا ہے خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا

کمی محال ہے تیرے کرم مین اے محبوب
کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا

چھپاؤن بھائے سے مین خاک داغ سودا کو
درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا

غبار بن کے لپٹتا مین دامنِ زین سے
جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا

پھندایا یار کے گھر مین تو کیا کیا۔ کم تھا
جو کچھ کہ ہمّت عالی جناب سے ہوتا

شراب خواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناوردن کا گذارا ہے آب سے ہوتا

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا
کلام کرتے ہم اُس سے جو رمزدان ہوتا

بتون کے حُسن سے ہے نور حق عیان ہوتا
مجازی بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا

فغان و آہ سے ہے سوز دل عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونے کی ہے دھوان ہوتا

بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
حکیم تھا وہ جو ان کا مزاجدان ہوتا

یہی رہا ذقن یار دیکھ کر افسوس
اُچک کے گرتے ہم اُس مین اگر کنوان ہوتا

جواب رکھتا نہ گیسوئے یار کشتی مین
بلا کے بیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے
ترش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا

مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندۂ مومن ہے میہمان ہوتا

نہ پوچھ رعلم محبت سے کیا کھلا تجکو
یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا

وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین
صفِ نعال مین جس کا کہ ہے مکان ہوتا

اُداس قالب خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہے دستوار خوشنوایون کو
قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھ لا اے ترک
جو کربلائے معلی مین ارغوان ہوتا

ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشائے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دلمین
خیال یار ہے اس گھر مین میہمان ہوتا

گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سودائے زلف یار اُسے زرد
یقین ہے مشک سیہ فام زعفران ہوتا

یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سرخ سے کرتا ہے یار خونریزی
حسینون مین بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا

کرایہ رہنے کو سودائے زلف مین لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا

خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مُہر ہوتی ہے اُس پہ نہ ہے نشان ہوتا

جو لکھتے ہم خم ابروئے یار کی توصیف
قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھیر کمان ہوتا

نیازمند نہ ہوتا تو پوچھتا ہون مین
یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا

دکھاتے ہین رقم خال و ابرو کو
سر حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا

گلوری پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے
شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا

نگاہ ناز تمھاری ہی رُخ جدھر کرتی
نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا

صدا جرس کی ہے غنچون کے کھلنے سے آتی
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا

خوشا نصیب ہوا فرط سے یہ جس دل مین
کمال ذوق سے ہے وصل جاودان ہوتا

بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو
کمند سے بھی تو ہے کارزو بان ہوتا

تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے
خلاف ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا

حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھُلی
اُسی محل مین خموشی کا ہے مکان ہوتا

بقدر حوصلہ جو چاہے لے لے داغ جنون
بہار گل مین یہ سودا نہین گران ہوتا

کہین جگہ ترے مردود کو نہین رہتی
ہر اک طرف سے ہے اُس پر کہان کہان ہوتا

نقاب اُلٹ کے وہ دیدار عام کرتے ہین
قیامت آئی اِکھٹا ہے دو جہان ہوتا

کوئی ہزار کہے کب کسی کی سنتا ہے
بہار گل مین ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نعمتِ دنیا | نوالہ حلق مین اپنے ہے استخوان ہوتا

یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بہتے تو
بیان حال جو آتش کا اے زبان ہوتا

کام رہنے کا نہین بند اپنا | بندہ پرور ہے خدا وند اپنا
اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب | ہمکو چکھوائے مزہ قند اپنا
دیکھیے کہتے ہین کب تک وہ ہمین | امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا
اے پری رو ہون ترے دیوانے | دیکھین سودا جو خردمند اپنا
کیا ملائے گا ذقن سے تیرے | زر دو سیب ثمر قند اپنا
کیون نہ یعقوبؑ کو یوسفؑ ہو عزیز | کس کو پیارا نہین فرزند اپنا
سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر | رزق ہے شہد شکر خند اپنا
سر کو سودا ہے کسی کاکل کا | دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
شجر قدس ہین ہم عالم مین | اس چمن مین نہین پیوند اپنا
تیغ قاتل سے اڑینگے ٹکڑے | بند سے ہوگا جدا بند اپنا
ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر | سر پھراتی ہے تری پند اپنا
وعدہ بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح | پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا
سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ | ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی،
ہم کو آتش دل خرسند اپنا،

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا | طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نہاز کا
لکھتا ہون وصف اُن مژہائے دراز کا | لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
ساقی سمائے اُس مین ہزارون خم شراب | کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا
اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست | دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
ہوتا ہے شبہ دن سے ترے آسمان سفید | اُڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان — انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا
ظاہر ہے گرم جوشی پروانہ کا اثر — روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا
ساقی زلال و در و جو توفیق ہو سودے — مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا
ہو جائے حسن معنی بے صورت آشکار — روئے حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا
آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سرخ — سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا
ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر — مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا
ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون — ایذائے مرغ روح کو پنجگل ہے باز کا
سودائے عشق مین نہ رہی شان خواجگی — محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھرے ہین کہین — دھبا ہے زمین کے نشیب و فراز کا
ساحل سمجھتے ہین تہ دریائے عشق کو — طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا
حسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے — دیوانہ پری ہو مقید نماز کا
عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی — دھوون پیے جو یار کی زلف دراز کا
اللہ کے فقیر کا دل کیون نہ ہو غنی — تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا
نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار — بے کار کوئی فعل نہین کارساز کا
عشق نہفتہ ہووے گا اشکون سے آشکار — یہ طفل کھیل کھیلین گے افشائے راز کا
بیمار عشق کے لئے ممکن نہین شفا — پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا
جھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے — کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا
مجھ رند کو حلال ہے گوے حرام ہو — پیر مغان کا حکم ہے اُس مین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہو اد ہوس کو ہو
کم زہر ہے اثر نہین اس شہد آز کا

حسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا — آ کے اس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو — جس کو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا
موسم گل کی ہوا کرنے لگی نازپروری — سکتہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑائے صورت آباد جہان کی دیکھے
پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحر حسن
بند جذب عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

فی الحقیقت رشک آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا

آنکھین دکھلائے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگس شہلا کا صحرا ہو گیا

آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا فرعون کو
پنجشاخے سے بھی روشن دست موسیٰ ہو گیا

گہکدے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا

تیغ سے وہ ابرو خمدار ہے خونریز تر
جوہر ادراک سے حل یہ معما ہو گیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستان شرح شوق
دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہو گیا

کور مادرزاد بینا اپنے جلوہ سے کیے
حسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

عشق کرتے ہی ہوے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہان محبت کا تقاضا ہو گیا

مر چکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاق یار
زندگانی وعدۂ دیدار فردا ہو گیا

تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمان حسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار
مرغ مضمون دہان یار عنقا ہو گیا

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سُنا جو حال دل زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابرؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
ہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خم شراب سے مجھ مست نے مُنھ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رخ یار پر نظر دیکھین
اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا حسارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشن اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سپر گو شوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رخ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبح عید کا

افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکے وہ مہین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زر خرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

ہوش اُڑائے صورت آباد جہان کی دیکھے
پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحر حسن
بند جذب عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہو گیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

فی الحقیقت روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا

آنکھین دکھلائے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگس شہلا کا صحرا ہو گیا

آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا فرعون کو
پنجشاخے سے بھی روشن دست موسیٰ ہو گیا

گہکدے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا

تیغ سے وہ ابر دخسار ہے خونریز تر
جوہر ادراک سے حل یہ معمّا ہو گیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستان شرح شوق
دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہو گیا

کور مادرزاد بینا اپنے جلوہ سے کیے
حسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

عشق کرتے ہی ہوے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہان محبت کا تقاضا ہو گیا

مر چکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاق یار
زندگانی وعدۂ دیدار فردا ہو گیا

تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمان حسن پر طالع ثریّا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار
مرغ مضمون دہان یار عنقا ہو گیا

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو مُنھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سُنا جو حال دل زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابرؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خمِ شراب سے مجھ مست نے نہ مُنھ پھیرا
کنارِ آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رُخِ یار پر نظر دیکھین
اثر ہے اپنا یہ شکلین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزشِ دل کا حرارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وصو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہو اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شانِ امیرون کی
سرِ برہنہ سیر گو شوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون میں روز سے مشتاقِ دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبح عید کا

افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسنِ یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیرِ فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

جحتِ دہانِ یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکے وہ تسکین عذارِ دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زرخرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجئے
قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا

اپنی طرف اُن ابروؤنکے رُخ کو پھیر لے
اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا

سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہے حدید کا

اُس رُخ پہ ابروؤن سے سونکو سمجھ کم
ہر آیہ ہے فصیح کلام مجید کا

کنج قفس میں پہونچی صبا لیکے بوئے گل
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا

شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا

قاتل رہا کرے گی شب جمعہ روشنی
کوچہ مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا

موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق
آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا

صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین قبر مین
رُخ پر یقین ہے اُنھین شکل سعید کا

چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا

بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا ہے قتل
سینہ مرا مقام ہے مرد شہید کا

دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہے دل
رہتا ہے صدمہ روح کو قید شدید کا

خوبرو جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہین
آتش فراق یار پدر ہے یزید کا

عشق مژگان کا مژہ بھی کوئی دم بھر ملتا
کاٹتے اپنے گلے ہم کو جو خنجر ملتا

عشق کا آئینۂ دل کو ہے جوہر ملتا
تن کو سودے کے لیے یار کے ہے سر ملتا

تیرے مستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا

دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا
زندگی مین ہے کسے چشمۂ کوثر ملتا

ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق
کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا

وحشت دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے
ہر بگولا ہے گلے سے مرے اُٹھکر ملتا

فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا

واہ ری پست و بلند رہ الفت اُس مین
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا

خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بدنقش محبت سا نہ ہوگا کوئی
سیکڑوں مہرہ گل ہے مجھے شش در ملتا

سامنا آنکھ اُٹھا کر نہیں نرگس کرتی
جھک کے اُس سرو خراماں سے ہے صنوبر ملتا

دل بہت سینہ میں بیتاب ہے اسپر رکھتے
صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روز ہے سکین ہیں فطرہ لیتے
خیر خم ہم کو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا

لب شیریں سے وہ دشنام دیا کرتے ہیں
زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا

بادشہ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے
خطبہ پڑھتا ہوں ترا میں جو ہے نمبر ملتا

ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
سیم و زر یار جو کوئی عوض زر ملتا

نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ
دل مومن میں سمجھتا جو ترا گھر ملتا

ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال سپر
تیرے دندان سا صدف کو نہیں گوہر ملتا

کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کوئیں میں پھینکا
خوبصورت نہیں یوسف سا برادر ملتا

نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا

وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا
تنگ ہوں گنبد گردوں کا نہیں در ملتا

اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان
عشق بازوں سے سلیمان کا لشکر ملتا

تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

بیٹھ جانا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی
چرخ کو میری طرح سے کبھی چکر ملتا

کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دیں
بوا ضع بھی ہے مفلس سے تو اگر ملتا

دھیان خوب ہی لیتا میں بہار گل میں
مجکو آتش جو گریبان رفو گر ملتا،

دل کو فرزون چمن کی مٹی سے سر دپایا
گیندے سے میں نے اپنے چہرے کو زرد پایا

حسن و جمال پر ہے زیبا غرور تجکو
بے مثل بے نظیر و یکتا و فرد پایا

پارس کا کام سنگ در سے عجب نہیں ہے
اکسیر کو تمھارے کوچے کی گرد پایا

ہر چند حالت دل ناگفتنی تھی لیکن
رو کر کہا کچھ اُس سے جو اہل درد پایا

اندھیر ہے جو تیری چشم سیہ سے کم ہے
گردش کا اُس کے سرمہ دنبالہ گرد پایا

باغ جہان مین حق انصاف سے نگذرے
شربت بنایا بہرِ بلبل جو درد پایا

سودے مین گیسوؤن کی زنجیر کے جنون نے
مجنون سے مجکو طرّہ صحرا نورد پایا

خالِ رخِ صنم نے گولی کی کی نہ گرمی
کافور کی طرح سے یہ مشک سرد پایا

ہونے لگی ہویدا میر نگ سازی عشق
گاہے سفید گاہے رنگ اپنا زرد پایا

کس کس ستارہ سے شب اے مہ نقارہ ہین
آنکھون کو تیری ہم نے مردِ نبرد پایا

کرتے مصوّر اُس کو تصویر خضر مین صرف
ہوتا جو تیرے خط سا کچھ لاجورد پایا

مین بھاگتا ہون دنیا آ آ کے ہے لپٹتی
آتش مجھی کو اُسنے شاید کہ مرد پایا

خدا نے برق تجلی تجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے ہے حال دیا

فریبِ حسن نے سکھلائی اُن کو عیاری
شکار کھیلنے کو گیسوؤن کا جال دیا

چلا تو تبکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورتِ عاشق سے اُنکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ دون بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین مین ڈال دیا

شراب ابر مین کیونکر پیئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کی طرح لپٹی
قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دستِ قدرت نے
ہر ایک عضو بدن اُس کو بے مثال دیا

مرید کر کے مجھے پیر عشق نے اپنا
مشاہدے کو اِک آئینہ جمال دیا

ہوا ہون اہل دول سکہ ہائے داغ سے مین
جنون نے صدقہ حسن پری ہے مال دیا

چلین گے باغ اگر ہم کو بھی مقدّر نے
رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک تو کل نے
زبان کو مزۂ لقمۂ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابرو کج
چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیرے روئے رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حسن نے ہے یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صد چاک سے الجھتی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے سے چمکے ہوئے بنائے دانت
لبون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

ہوئی ہے خال رخ یار پر ملاحت ختم
نمک یہ حسن نے زنگی کو خال خال دیا

جلائے آئینہ رخ سے نشۂ مے نے
جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا

غرور حسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے
بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا

ادا ہو شکر ترے فیض عام کا کس سے
ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا

صفائے رخ کا ملا لطف خط کے بوسے سے
قضا نے درد مین ہے نشۂ زلال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے
ملال و دست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اُس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل جو ہم سے وہ محبوب نکتہ داں سنتا
زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا

فراق رنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہوتین تو آسمان سنتا

کھلے نہ حالت دل کو زبان کا احوال
سنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سنتا

خوشی سے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے
بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سنتا

زبان کون سی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا

قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا

خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا

نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہے کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا

فسانۂ رخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مرے یوسف نہین کہا جاتا
تمھارے حسن کے سودے کو ہون گران سنتا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اژدہی بنکر
ہر ایک طرف سے ہون آوازالامان سنتا

کچھ احتیاج نہین مجھکو حرز بازو کی
اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہے گیسوئے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کہیئے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سودائے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا

چمن کو کوچۂ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید تجکو ہون اے نخل ارغوان سنتا

یہ شوق بوسہ ہے مجھ اُس کا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکی ترے رُخ مین ہون وہان سنتا

مجھے وہ روشنی خانہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست مہمان سنتا

جواب اُلٹ کے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
لڑی مری لئے ہے گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا

اُن ابروؤن کو مین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون مین بال جو اُس کو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

مزاق یار کو اے صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑ تا ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا

قضا کے تیر کو دے کر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروئے خمدار سی کمان سنتا

قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رُخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

نہال قد کے ہو سودے مین جب سے زر آتش
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

لباس سُرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

تو اب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوئے
مکان یار کا دیوار درمیان نکلا

وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو
کہان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کہان نکلا

ملاحتِ ذقن یار کا ہے ہر سو شور — عجیب لطف کا کھاری ہے یہ کنوان نکلا
بندھے دہان و کمر کے ہزار ہا مضمون — زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا
کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ — وہ موہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا
تلاش ہم نے ہزاروں ہی لشکر و پن کی — قد بلند ساتیرے نہ اک نشان نکلا
سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی — کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا
شباب کھو کے گئی جان رنج پیری سے — بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا
کہا جو شاعرون نے اُس کو چشمۂ شیرین — کھلا ہمین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا
دیا نہ تم نے کبھی بوسۂ لب شیرین — مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان نکلا
سنا ہے شور سنگ کوئے یار جب ہم نے — خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا
جنون عشق مین کی کوچۂ بتان کی جو سیر — بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا
دکھائی دیتی ہین آنکھون کو صورتین ہر سو — یہ گنبدِ فلک آئینہ کا مکان نکلا
مقام شکر ہے دے آسمان جو خرقۂ فقر — کفن پہن کے ہے اِس گھر سے میہمان نکلا
شب فراق مین بے چہرۂ منور یار — ہوا ہے داغ مجھے چاند ہے جہان نکلا

کرے گا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہے جھک کر ہے آسمان نکلا

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا — بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا
نور و ضیٔ عالم ایجاد ہو گیا — ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد — مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا
حافظ رُخ کتابی محبوب کے ہین ہم — یہ احسن القصص ہے ہمین یاد ہو گیا
اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سُنا — نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا
پھر آئے رنگ رفتہ جو رُخ پر عجب نہین — اکثر ہے چہرۂ نظری صاد ہو گیا
وہ شب ہے کون سی کہ نہین لطف نوشی — فکر سخن عروس مین داماد ہو گیا
زلفون کو رکھ کے مائیہ سودا ہلو وہ شوخ — دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق — تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہوگیا
دکھلایا آب جو نے چمن مین جو آئینہ — گلچین باغ حسن وہ صیاد ہوگیا
سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ — عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہوگیا
کم حکم شرع سے نہیں ایمائے حسن بھی — بے جرم بے قصور وہ جلاد ہوگیا
کپڑے رنگے جو خون احباے یار نے — مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہوگیا
سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ — لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہوگیا
رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین — گلزار رشک خانۂ صیاد ہوگیا
خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی — جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہوگیا
اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر — اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہوگیا
ہجر صنم مین پھوڑ کے سر دل نے جان دی — فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہوگیا
نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے — دل صاف ہوکے چہرۂ آزاد ہوگیا
قد بلند یار کو شمشاد جو کہا — گیسو ملک کے طرۂ شمشاد ہوگیا
غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف — یہ اتفاق بھی ہے خداداد ہوگیا
موقوف سخت روئی ہوئی خط سے یار کے — بوٹی سے کشتہ بیضۂ فولاد ہوگیا
پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین — کوے بتان بھی گلشن شداد ہوگیا
زنجیر اس بہار مین ہلکی اگر گھڑی — ہاتھ اپنا طوق گردن جداد ہوگیا
مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے — زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہوگیا
تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح — شاگرد کرکے مجکو دل استاد ہوگیا
بلبل کے نالے لے اُڑے فصل بہار مین — دیوانہ کپڑے پھاڑ کے صیاد ہوگیا
دیوانگی نے دام خرد سے نجات دی — عشق پری کے صدمے سے آزاد ہوگیا
کرتا ہے یار دست حنائی سے قتل عام — مہندی کا خون کرکے ہے جلاد ہوگیا
ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے مست — پیر مغان کے منھ سے جو ارشاد ہوگیا
رسوا ہوا مین پر وہ کھلا تیرے عشق کا — اشکون سے رنج ناخلف اولاد ہوگیا

بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان
شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستہ فتراک تھا

بے ترے شب کو پھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سو امریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے جس سے مضمون ڈھلے گئے فکر اسکی ہے
ان نگینون کو ترا ناجس نے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

اینڈتا تھا تیرے مستون کی طرح سے باغ مین
صاحب نیست اپنے سلسلہ مین تاک تھا

بوئے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا

ہر دم دیدہ تر اور دے کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

یار کو تیرا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو ہجر مین تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی مین مرا
جوش وحشت مین غزالون سے بھی مین چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا شک
سنبل و گل اپنی آنکھو مین خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے سا عدترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اس آستین کا چاک تھا

جا ئے آب اس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رلاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا

عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کا واک تھا

رات بھر تھا چشم غزال آنکھو مین اپنے ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشت ناک تھا

کر گئی جب روح مرے کیطرف اپنے رجوع
خاک مین وہ مل گیا جو جسم آتش خاک تھا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا
شیشہ کیطرح مے سے شکم حلق تک بھرا

صحبت برار ہونے کی صورت نہین کوئی
مین بدگمان ہون اور مرا یار شک بھرا

حسن ملیح پر نہ کرو اس قدر گھمنڈ
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے نمک بھرا

رو رو کے مین نے دل نہین خالی کیا ہنوز
پانی ابھی سما سے کہان تا سمک بھرا

صحرا مین جا کے لائے حرارت جو آبلے
پانون نے اُن مین پیس کے خار خسک بھرا

آئی بہار کھدے مرے آگے ساقیا
لبریز بادہ جام پیالہ گزک بھرا

رات انتظار یار مین چھپکین جو نیند سے
آنکھون کو اپنی چیر کے مین نے نمک بھرا

قابل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے
تارون کے نقش سے ہے خوان فلک بھرا

آتش ہمیشہ سیر ہوا خوان حسن سے
نیت کو رکھے بوسہ لب کی چشک بھرا

عشق کے سودے سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
داغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا

غیر یار آنکھون مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا

روئے رنگین سا ہو گل جسمین شجر کوئی نہ تھا
باغ مین سیب زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا

جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بیشتر
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا

خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا

رہگئی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق
لکھ کے خط جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا

میرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا

دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
عیب اُلفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

کون سے حلقہ مین اُن زلفون کے تھے اک دل نہ دل
خانہ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
آشنا گردن سے اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدۂ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری مین جوانی تھی نہ اُس کے ولولے
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہان مین تیری طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ مین عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوے
واپسین دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا

یار آ نکلا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے
جھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کس کو حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونون کی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُن لب شیرین سے شیرین تر شکر کوئی نہ تھا

لے چلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہان یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا

ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اُڑائے
آنکھون سے دیا جام مے بے خبری کا

ایک بوٹے سے قد کا ہے زلیخا نقش جو بیٹھا
دل رنگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا

پیرہن رُخ اُن ابرو کا اپنی طرف چاہ
سیفی کا سا ہے حال دعاے سحری کا

تلوار کے مقتولون مین محسوب ہے وہ بھی
کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا

آئینہ نہین دیکھتے زلفین نہین بنتین
کم سن ہین وہ عالم ہے ابھی بے خبری کا

سبزہ مری تربت کا ہر اخوب ہوا ہے
ایسے مین ہرن آئین تو موقع ہے چری کا

کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمین پر
پایا نہ کہین نقش قدم رہ گذری کا

اک گل کی جدائی ہے شب و روز رُلاتی
مژگان نہین گرد آنکھ مین سبزہ ہے پری کا

لکھتا ہون جو مین شرح تری خوش رقمی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا

کرتا ہون جو مین حسرت پرواز مین نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا

بیوجہ لباس اپنا نہین سرخ یہ رکھتا
مرغ ہے پیرو تری بیداد گری کا

کس مار سیہ زلف کی ہیرن نہین نافہ کمری کا
کس مور کو دعوی نہین نازک کمری کا

گل پھولے سماتے نہیں ہیں جامہ میں اپنے
اودے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

اک کان ملاحت کے ہیں پانا نہیں ہم بھی
چکھا ہے مزا ہمنے بھی شوریدہ سری کا

دم لاکھ محبت کا تری غیر بھریں یار
باور نہ کیا چاہیے کھنڈوں کی کھری کا

اورنگ نشین ملک جنوں میں نہ ہو کیونکر
افسر سر دیوانہ کو سایہ ہے پری کا

طے مرحلۂ عشق خدا چاہے تو ہووے
اس راہ میں توشہ ہے توکل سفری کا

پیری میں رہا روشنی فکر سے عالم
خورشید لب بام چراغ سحری کا

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

اک سال میں دس دن بھی جسے عید نہیں ہوتا
وہ شہر ہے جس میں کہ محرم نہیں ہوتا

سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا
یہ پیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا

کعبہ میں رخ یار کا عالم نہیں ہوتا
محراب میں ان ابرو کا خم نہیں ہوتا

اک جام میں کھلتا ہے طلسمات جہاں کا
مستی میں کسے مرتبۂ جم نہیں ہوتا

فتنہ کی طرح چھیڑتی رہتی ہیں وہ مژگاں
کس چاہنے والے کا لہو کم نہیں ہوتا

قاتل کی موت اسکے نصیبوں میں نہیں ہے
ابرو کے اشارے سے جو بسمل نہیں ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہیں راز اس سے جو محرم نہیں ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور میں ہے یہ حال
آنکھوں میں ہے جان اور فنا دم نہیں ہوتا

فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہیں ہوتا

پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہیں ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یاں کشتہ نہ ہو جو وہ مسلم نہیں ہوتا

کم موت کے آنے سے نہیں یار کا جانا
قالب میں جو ڈھونڈھو کہیں دم نہیں ہوتا

اس زلف کی بو سونگھی ہو جس نے وہی جانے
افعی سیہ رنگ میں یہ سم نہیں ہوتا

مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتقط نیر اعظم نہیں ہوتا

شیشے میں جو ہے روشنی بادۂ گلگوں
فانوس میں یہ شمع کا عالم نہیں ہوتا

بےصرفہ ملے دولت دیدار شب و روز
معشوقون مین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا

زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکر
یہ سلسلہ درہم و برہم نہین ہوتا

افسوس ہے انسان نہ ہو علم کا جویا
وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا

ولا و سے اب تک ہے خصومت وہی باقی
ابلیس سا بھی دشمن آدم نہین ہوتا

اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم
گل جس مین کہ آلودۂ شبنم نہین ہوتا

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط
بے دیو کے مارے ہوے رستم نہین ہوتا

یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت،
الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا چند بہار آتی نہین دیکھیے آتش
کب تک شرف نیر اعظم نہین ہوتا

وصف کیجے جو تیری قامت کا
کہیے اُس کو الف قیامت کا

نیم جان چھوڑنا نہ اے قاتل
فعل ہے یہ بڑی ندامت کا

نعمت عشق بٹتی ہے لے لے
مستحق ہو جو اس کرامت کا

پیروی پیشوا کی لازم ہے
روسیہ منکر امامت کا

مرد میدان کا حال کیا جانے
راہ رو کو چہ سلامت کا

حُسن سے عشق ہے ہمین ازلی
ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا

واہ ری عاشقون کی دیجوئی
کس سے وعدہ نہین قیامت کا

وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے
تھا نہ معلوم روز شامت کا

گھر بناتے اگر یقین ہوتا
اس خرابہ مین استقامت کا

حسب دلخواہ دے مجھے آتش
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دلخواہ بھولا
باللہ بھولا واللہ بھولا

فرقت کی شب مین جانسوز دل نے
اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا

کج رکھ نہ پا کو جادل سے غافل
پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا

زنار ڈالا تسبیح پھینکی — عشق صنم مین اللہ بھولا
خور نے گرایا اُس کو نظر سے — جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
زلف رسا کو سمجھا جو افعی — چوکا وہ قصر کوتاہ بھولا
دیکھے سے تیرا روئے منور — ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
محروم رکھا ساقی نے ہم کو — اپنے گدا کو جم جاہ بھولا
بُت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے — وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا — سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا — گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا — آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا — ظلمت مین دل مرا تلاشی ہے نور کا
مُنھ کو چھپایئے نہ مرے قتل کے لئے — شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا
کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب — عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز — کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپنے — کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا
دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے — گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کے بلور کا
کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی بلند — کھینچا گیا ہے پوست ہزار دن سمور کا
لپٹا مین دوڑ کر جو پریرو نظر پڑا — دیوانہ بن کے کام کیا ذی شعور کا
قبرون کو عاشقون کی نہ کھودو ستم نکر — بیدرد یون عمل نہین کشف قبور کا

پہن قدم سے یار کے فردوس باغ ہوا — نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

اس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہوگیا — حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہوگیا
عاشقون کو رتبہ پروانون کا حاصل ہوگیا — تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہوگیا

دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہوگیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قاتل ہوگیا

ہوش اڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر
بلبلون کی فکر سے صیاد غافل ہوگیا

عہد طفلی سے جوانی مین ہوا وہ چندحسن
جب وہ خورشید تھا ہلال اب ماہ کامل ہوگیا

گرمیان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پاؤن رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہوگیا

گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین کھلونا مہرۂ گل ہوگیا

کون سا کونا نہ جھانکا کی نہ کس گھر مین تلاش
جستجو مین تیری شش در مہرۂ گل ہوگیا

چار عنصر چار رہ مین منتشر ہوش و حواس
اٹھ گئے تم کیا دگرگون رنگ محفل ہوگیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ
شمع لیلی ہوگئی فانوس محمل ہوگیا

حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور
سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبہ گل ہوگیا

نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو
قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہوگیا

قطع ہوجاوے گی گام چند مین سختی راہ
خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہوگیا

نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہوگیا

کر دیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز
دولت حاتم سے مالا مال سائل ہوگیا

شب کو دم دیدے کیا تا ہے کوے یار مین
مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مراول ہوگیا

جنبش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہوگیا

شاعرون مین کوئی آتش سا نہین گا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہوگیا

قوی دلغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس مین بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا

پھرا ہے ہم سے رخ اُس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا

اُن ابروؤن نے اشارہ ہی ہے مژگان کا
گمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا

ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا

دکھائیے گا اگر چہرہ کتابی آپ
تو اب بخشیے گا ہمکو ختم قرآن کا

جگہ ہے دل مین ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس مین نالۂ بلبل سے یہ صدا ہے بلند
بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا

دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھونکو
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا

نقاب الٹ کے دکھایا جو چہرۂ رنگین
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستان کا

وہ اپنی زلفون مین گھڑیون ہی کرتے ہین تنگی
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا

لباس ہی نہین اُس گل کا قتل کرتا ہے
برہنگی مین بھی عالم ہے تیغ عریان کا

جنون کے جوش مین روتا جو ہون مین دیوانہ
ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا

سُنا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے
اشارہ رہتا ہے لڑکون کو سنگباران کا

چھڑکنے سے رُخ پر نور پرے اے ماہ
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر مین ہے کس کے لئے دل جاتا
یار ملتا ہے تو پہلو ہی مین ہے مل جاتا

خدمت یار مین ہین جبکہ ہون سائل جاتا
کچھ نہ کچھ بوسۂ و دشنام سے ہے مل جاتا

ترے دانتون سے جو ہونے کو مقابل جاتا
صورت اشک گہر خاک مین مل مل جاتا

پھول ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو اے ترک
پھوٹ کی طرح ہر اک زخم ہے کھل کھل جاتا

رُخ کے ہوتے ہوے ڈھونڈھا نہ دہن کا تونے
سہل کو چھوڑ کے کیون جانب مشکل جاتا

پر تو کرتے ہین یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے
زمزمون سے مرے صیاد ہے بسمل جاتا

زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی
رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا

راہ بھولے ہوے حاجی ہے بھٹکتا ناحق
کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوے دل جاتا

طرفہ رکھتی ہے حزاباتِ سخن کیفیت
ہوشیار آکے ہے اس بزم سے غافل جاتا

راہ مین شان کریمی ہے تری بھر دیتی
پھر کے خالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا

اے صبا تو ہی اُڑا کر رخ لیلیٰ دکھلا
دست مجنون نہین تا پردۂ محمل جاتا

کون سی راحت جان کی ہین یہ آنکھین مشتاق
گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا

آمد یار کی کانون سے سنی ہے جو خبر
چھپکے پہلو سے ہے آنکھون کی طرف دل جاتا

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
آیا ہے جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا

غمزے نئے اے سرو گل اندام کیے جا
جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا

اے نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
تو پیروی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ یہی اس رخ سے ہے رہتا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دل احباب خود اڑ اڑ کے پھنسے ہین
اے زلف سیہ کشمکش دام کیے جا

مژگان یہی اس چشم سیہ کو ہین سوجھاتین
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا

رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو مشیت کوئی دو گام کیے جا

مشتاق لب کو کبھی تا کا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اٹکی ہے مت اٹکی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحرائے مغیلان کا مگر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

استادہ کمر باندھے ہوے راہ مین ہین ہم
لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودا ہی رہا گیسوئے پیچان کا تمھارے
شانہ کیطرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا

اک دم نہ جدا ہوتے تھے یا ہم دم و ہمراز
کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

فریاد کو میری نہ سمجھ بے اثر اے بت
کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا

بے آہ کیے جان نہین بچتی اب اے دل
بیتابی سے ہے تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق نہ بس منزل مقصود کا آتش
ملے اس کو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہے جس مین ہے جانا کھٹکا

سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا
شب وصال کی گستاخیون کا ہے کھٹکا

علاج ہی نہین کچھ تیرے نام کی رٹ کا
چھڑائے سے نہین چھٹتا زبان کا چٹکا

کسی کے سر مین ہوا اور دھن مرا چھٹکا
کسی کے پاؤن مین موج آئی مینے پٹکا

کیا ہے باغبان نے بلبلون کو مست
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے پھپھر کھٹ کا

شب فراق مین اس غیرت مسیح بغیر
اٹھا اٹھا کے مجھے درد دل نے دے پٹکا

کہون جو عرش بریں بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا

خدا نے دی ہے تجھے اے صنم فضیلت حسن
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا

شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
کمر سے کھینچ کے ٹپکے کو ہم نے دے پٹکا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجھکو
نہ مین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا

شراب پینے کا کیا ذکر یار پے تیرے
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق مین اٹکا

چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
چڑھا کے پیچ پر اُن گیسوؤن نے دے پٹکا

شراب صاف نہ باقی رہی تو اے ساقی
لوٹائیگا مجھے کیچڑ مین نشہ کھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کروٹ کا

بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہین ہے شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن منھ دکھائے گا تو کیا
یہی جو شرم پرائے بت ہے طرۂ گھونگھٹ کا

سرائے یار مین پہونچین گے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہے اُس کی چوکھٹ کا

کلاہ کج کا ہے طرۂ قبائے چسپان پر
جوان آج نہین ہے تری سجاوٹ کا

بنتیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اُسی کے گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہے جھٹکا

اُڑائی ہے تری رنگین ادائون نے نیند
عدو کے دل کو ہے مہندی کے چرکا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالائے سرو قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے نٹ کا

پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوئے یار گھونگھٹکا

یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپٹیے گا ناف کو ٹپکا

عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

عزیز روح کے دم تک ہے کالبد گل کا
خراب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا

مہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہین
سرو دکی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا

رُخ ملیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا

عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہون کیسے عزیز ہر دل کا

کہا جو مین نے مجھے ذبح کیجئے تو کہا
یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا

فراق یار مین ممکن نہین تحمل و صبر
نہو سکے گا یہ ہم سے ہے کام مشکل کا

ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم مین
نہ منھ دکھائے خدا بے چراغ محفل کا

پھرا ہون گرد مین سودائے خال مین گھڑیون
نظر پڑا ہے کہین پیڑ جو کوئی تل کا

کہے جو یوسف اُنھین کوئی تو یہ کہتے ہین
ہمین بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا

خیال زلف ہے اُس رُخ کے شوق مین آتش
دکھائی دینے لگا ہے سواد منزل کا

گئی ہے روح بدن مین سے وجد کرتی ہوئی
عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسمل کا

نظارہ رُخ لیلی کو دمیان مجنون
بٹھا کے ناقہ کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا

کھلا یہ ہم کو دم نزع کے تنفس سے
کشان کشان لئے جاتا ہے شوق منزل کا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے اے آتش
کریم روہنین کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو مور دنکی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

اے جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا

نہ تو بھوکے ہوے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا
ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

چاہیئے اشک بھی ہون نالہ کے پیچھے پیچھے
آمد قافلہ ہے بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر ہے شفق
رنگ کیا کیا ہوئے خون شہدا سے پیدا

قد کشی آج وہ سروون سے ہین کرتے جاتے
کل کی ہے بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا

تخت پریون کے اڑا لائے جو دیوانون تک
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا

دھوپ مین تو جو نکلتا ہے کبھی اے شہ حسن
سایہ ہوتا ہے پر و بال ہما سے پیدا

مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہے مقصود شکار بلبل
تتلیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

یا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہے کرامات گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا
حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہے اگر چشمہ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیدا سے پیدا

بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا انکو
منھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین حیا سے پیدا

عہد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی
کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب الٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا
تم نے کرلی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجکو ڈر ہے کہین طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا

بند کردے گی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے دے شربت دیدار کیا سے پیدا

دیکھکر آئینہ بیزار نہ ہو صورت سے
ہوتے ہین جوش جوانی مین حیا سے پیدا

بندہ عالم نہین ہو سکتے کالے دل جوئی
بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر ہے بتا سے پیدا

اے شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلیے
لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

عود ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش
کیجیے ربط کسی ماہ لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کروں
جانکاہ جان خراش و دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دکان ہے بازار دلفریب

سودائے عشق کے لئے ہے خوبجمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین محکو قاتل خونریز کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروے خم دار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پانون کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

مُنھ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے
آنکھون مین اپنے بند ہے بازار آفتاب

پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہ جبین نے رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر
عقل حکیم ہے نہین رفتار آفتاب

البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

بھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

اللہ نے دیا ہے رخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب

چلکر چمن مین بخیہ کرو میوہ ہائے خام
ظاہر ہین رخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لئے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین
وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب

بندھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف
آتے ہین دیکھنے تجھے نظار آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو
آنکھون مین رہ رہ ونکی ہو تکرار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لئے
خوبان ماہ ہون نہ طلب گار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی
بے رشک یار داغ ہے رخسار آفتاب

روشنی اُس رُخ کی کر جاتی ہے کار آفتاب
حُسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
ہم کہے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل
رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے
کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب

منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے
کیجیے اپنی گفت پا کو دوچار آفتاب

حُسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بیحساب اُن عارضون ہے شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن
روشنی طوروے پروردگار آفتاب

کیف مے سے سُرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجے خیال یار کو
دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب

دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا
طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلو گل مین گذر جاتی ہے رات
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھون کو اُنھون کے اشتیاق
ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب

جور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم
روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب

مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رُخ زیبا ترے یار
ذرّے اپنی خاک کے ہون گے نثار آفتاب

پا لون تیرے اُس مین اے محبوب دیکھو یا کیجیے
ہاتھ آجائے جو طشت زر نگار آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے اسکی بے یار اسقدر | بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روئے یار اپنی طرف سے پھیرنے اے آتش نہین
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

ردیف بائے فارسی

دکھلاتی ہے رنگینئ رخسار عجب روپ | رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ
کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر | لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ
فطارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک، | بدلے ہوے ہے مصر کا بازار عجب روپ
مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین | دیکھا نہین سنتے ہین گریبار عجب روپ
ہو لاکھونکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو | پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ
اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر | ہوتا ہے طرصورت بیمار عجب روپ
جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا | ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ
چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیلی کی چالین | ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھل جائین سبھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھا سکے نہ صورت گیسوے یار سانپ | توڑے مڑوڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا | دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھینکون مین پیرہن | سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ
افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر | دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ
موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوے | کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال | کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ
دھو دن کے زلف یار کی پائے نہ بیمت | کف لا کے زہر اگل کے ہوے تہ سمار سانپ
اُس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل | طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون | رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پہ نہین لہراری وہ زلف
بو باکے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

ہو ذی کو چاہتا ہے قوی آسمان دون
پوچا بنا یا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

ردیف تاے قرشت

قامت سے دکھایا رتماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت

اعضا سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت

دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تم کو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے رائے قیامت

اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے صحرائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہوے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم
ہم سے نہ سنا جائے گا غوغائے قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

اس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہوے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت

فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو یا نہو ہم کو نہین پروائے قیامت

ہمراہ میرے یہ بھی جہنم مین پڑین گے
اعضا جو کرین گے مجھے رسوائے قیامت

اے داغ جنون حشر کا خورشید ہی تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت

کشتے ہین محبت کے ترے زندۂ جاوید
مردون کو مبارک ہو تمنائے قیامت

آتش نہین بچ رہنے کے تم کو بھی کرے گا
صحبت کا شریک انجمن آرائے قیامت

تجب تیری ہے اے محبوب صورت
نظر سے گر گئے سب خوبصورت

صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن
اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت

نقاب الٹو رخ زیبا سے اپنے
نہین بھاتی ہمین محجوب صورت

جبین پر سے کر دچین دشکن صاف
حسینون کو ہے یہ معیوب صورت

پری رو ہو رہی رکھتے نہ ہون گے
تمھاری شکل سی محبوب صورت

وہ عاشق ہون مرے آگے ہے آتا
بنا کر حسن خوش اسلوب صورت

مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے
اگر دیکھین تمری ایوب صورت

اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا
کبوتر کی مرا مکتوب صورت

سر بازار تم سے جبکہ جا ہے
ملا لے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات
بنگئی قند کی ٹھنڈائی بات

دہن یار مین نہ آئی بات
شاعرون نے بہت بنائی بات

دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا
یہ کسی نے ہے جھوٹ اُڑائی بات

قصہ کوتہ وہان یار کا تھا
حجتون نے مری بڑھائی بات

کھیل زلفون کو ہے اُلجھ پڑنا
اُنکی آنکھون کو ہے لڑائی بات

نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے
نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات

دہن تنگ یار مین کیا کیا
تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات

درد دل کہنے مین ہے کیا پس وپیش
کہی جاتی ہے منھ تک آئی بات

تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
جب سُنائی نئی سُنائی بات

دم ہے چین جبین یار سے بند
کرنے دیتی نہین رکھائی بات

چشم پوشی ہے فہم اُن آنکھون کو
سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات

کہہ گئے تم کنا یہ مین کیا کیا
نہ کسی نے تمھاری پائی بات

تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے
غنچہ سے منھ مین رنگ لائی بات

یہ صدا آتی ہے خموشی سے
منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیرین کلام کو سنکر
پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

مہندی سے لال لال ہوے دست و پائے دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست

حصہ مین دوستون کے ہے جور و جفائے دوست
دشمن خدا نخواستہ ہون خاکپائے دوست

دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست

لاتین چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل در و دلگستر اے دوست

زندہ کئے تو مردہ ہو جائے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

ردیف تائے ہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

جل رہی ہے دلا ہوائے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار توڑا لوٹ

صف مژگان سے کہہ رہی ہے وہ چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو مل جائے
یہ عجب لے ہے من و سلوا لوٹ

گھر آ بلہ ہوے تو چلے
لین گے دیوانو خار صحرا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسو سر منگ
لین متاع دل اجبا لوٹ

جانتے ہین کہ فوج جنگی سے
نہین سردار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے نزاد ا لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر مجھ کو نہ اے یار لپیٹ

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی لپٹی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا
دل کو لیتے ہین ترے گیسو خم دار لپیٹ

قتل پر میرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تو نے
خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلوا اللہ
ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ

چاندسے منھ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین
کبک وطاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر
رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رُخ یار کے اوپر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مرہم بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو
اُس خوش انداز کو اے جانہ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر
منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل
خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

بہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم تازی

بنین گے کس کا زیور چاند سورج
گھڑا کرتے ہین زر گر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منھ پر چاند سورج
جوان ہے تو معمر چاند سورج

قسم تیرے ہی سر کی اے رُخ یار
نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین ساہوتے ہین جب دیکھتے ہین
سرائے یار کا در چاند سورج

وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل
نکل جاتے ہین دب کر چاند سورج

ترے جو یا ہین اے محبوب یہ بھی
پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج

چراغون مین ہین تیرے راستے کے
رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

وہ رُخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے
چھپاتے منھ مقرر چاند سورج

تمھارے روبرو ہو کر ہوے ہین
سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ بُکا نور کا ہے تو جو دیکھین
رہین حیران و ششدر چاند سورج

صفا تبلا کے چار ابرو کو اپنے
ہوئے تیرے قلندر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق
ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالون مین اگر کھین نہ باندھین — اڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اُس مہ خانے کے ہین مست آتش
کہ جس کے ہین دو ساغر چاند سورج

ردیف جیم فارسی

بلا اُس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ — خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ
تری دستار پر عاشق کشی کو — ستم ہے گوشوارہ قہر سر پیچ
الٰہی خیر کیجو کھا رہی ہے — اُدھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ
ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرّہ — تری دستار کے بیداد گر پیچ
اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے — گلستان جہان مین پیچ پر پیچ
نہو اُس زلف پیچان کا جو سودا — سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ
جواب خط خبرداری سے لانا — نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ
تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا — سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ
نہین دم بار ہم کو نہ دم دے — کرے جو پیچ اے یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہِ الفت مین لاکھ عزم کر خرچ — نہین ہر چند مسک بجکو ذرا خرچ
کہان اب طاقت صبر و تحمل — یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے — تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ
نہین یہ یار گیسو سی لچکتی — نزاکت کرتی ہے اُن کی کمر خرچ
خدا دے دولت قارون تو کیجے — نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ
وہی دے گا لب شیرین کا بوسہ — سخن کرتا ہے جو رازق شکر خرچ
ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین — ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ
جنون عشق ہے غارت گر ہوش — کرے کیا عقل مندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر ستم گوئی — کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
چلے دنیا سے داغ عشق لے کر — یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرچ
ملا جو اُس کو سمجھے من و سلویٰ — توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا
رہا فرمائشون سے خرچ پر خرچ

ردیف حائے حطی

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح — پڑھے وہ ست جسے یاد ہو دعائے قدح
دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفائے قدح — سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح
نکالے دل سے کدورت اگر صفائے قدح — مٹا رشیشہ کے ہو محتسب فدائے قدح
زمانہ مین نہین مجھ سا کوئی ہے دیوانوش — حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو — دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح
صراحی وار ہی گردن نہین فقط اُن کی — دو چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح
مزے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اس مین شادی ہو — مثال گریہ مینا دہ خندہائے قدح
شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی — دکھایا کرتا ہے لہر آب با صفائے قدح
بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی — بنے گی خشت سر خم کی خاک پائے قدح
سبو و شیشہ و خم کس کی کی نہ پا بوسی — کسی نے منھ نہ لگایا مجھے سوائے قدح
عوض طبیب کے میکش ہے ڈھونڈھتا ساقی — ہوا ہے خون صراحی سے استلائے قدح
جہان کی سیر دکھاتا ہے نشہ صہبا — دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح
اُن انکھڑیون مین جو کندن سی رنگ ہوویگی — کہون گا نشہ کے ڈورے نکین طلائے قدح
حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا — جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح
دو چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود — کنایہ ہے جو یہ کرتے ہین ہم ثنائے قدح
شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اڑ گئے ایسے — کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح
فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب — لڑا کے شیشہ سے توڑون یہ ہے سزائے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیئے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمون کے سودے مین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قریبون کی جدائی کے الم سے
ہوا ہون سوکھ کر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جسکے ہوے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخل توکل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جو ہم نے کہا ہے
لگائی جاتی ہے وان شیخ پر شاخ

سرائے یار کی منقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکے
ہرے ہین سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بار در شاخ

ہوا حسن سے خال سیاہ جانان سرخ
نکر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہو نیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کرین تو لب اور دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون رو تا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال دو آنکھین
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دامن سرخ

مزا وصال ہے اے ہمدم عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہید وں کے آگے نہ رنگ پکڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ

سفید کپڑے نہیں پہنتا وہ خسرو خوبان
سنی ہے جب سے کہ تاج قبائے سلطان سرخ

چمن میں لالہ و گل رہتے ہیں گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے میں وقفہ نہ کیجیو ساقی
ہوا نہیں ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہوں آنکھیں کبھی طرح مژگان سرخ

کرتا ہے زندگی کو بمقدار الحجاب تلخ
الٹو نہیں تو ہم سے سنے گا نقاب تلخ

آغاز شرح عشق کا انجام ہے نجیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ لے لیکے پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ

سائل ہوں بوسہ لب شیرین کا یار سے
شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہیں جو سنتے ہیں اے نونہال حسن
تحفل سے ہیں ترے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مذاق ہوں میں ہجر یار میں
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ

سودائے زلف یار سے نیند اڑ گئی مری
اس درد سر نے کر دیا آنکھوں کو خواب تلخ

شیرین بولنے کی کیوں نہ گوارا ہو گا لیان
ملنے سے قند کے نہیں رہتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہیں اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیوں سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے زباب تلخ

وصلت کی شب میں ہوتا ہے ہر ان پہ ترش
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
اتر یے بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات میں ہے ایک ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا عزّہ
نشاط و عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر عید
نکر سکا ترے ابرو کا یار اشارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اُڑ جائے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اُسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر کیا یوسف
طلوع تیرا عظم ہوا سدھارا چاند

ہمارے دیں نہین نقش روے روشن یار
پری کے بدلے ہے اُس شیشہ مین اُتارا چاند

ملاؤن گا تری پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کرے گا نہ کیا گذارا چاند

رُخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

وہ آستان ہے ترا اے ملک جناب بلند
کہ جسکے ذرے ہین مانند آفتاب بلند

اسیر زلف دل داغ دار ہے اپنا
ہوا ہے اُڑکے یہ طاؤس تا سحاب بلند

خیال نے قد بالا کے جب رُ لایا ہے
کیا ہے سرسے مرے ایک نیزہ آب بلند

نگہ نہ پہونچی اُٹھا کر جو آنکھ کو دیکھا
ہماری آنکھون سے اُڑکر ہوا یہ خواب بلند

یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دریا ہے
تری ہوا نے کیے ہین سر حباب بلند

شب فراق مین گھبرا کے کھو نہ جان ایدل
قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند

یہ اپنے خط کے کبوتر کو ہے دعا اپنی
نہ اُڑ کے ہو سکے تیرے لئے عقاب بلند

کیا ہے جس نے کمر مین ترے سوال اے دوست
ہوا ہے غیب سے آوازہ جواب بلند

خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز
ابولہب سے ہے قدر ابوتراب بلند

کھینچی ہے دور تشبیہ قد بالا سے
ہوئے ہین تاڑ سے بھی سرو بیحساب بلند

شرف ہے زین کو تیری نشست سے اے ترک
ترے قدم نے کیا پایہ رکاب بلند

قد کشیدہ کا مضمون ہر ایک شعر مین ہے
مطالب اپنے ہے رکھتی مری کتاب بلند
رہین حجاب و حیا کی یہ پست نظر تیان
نگاہ یار کرے نشہ شراب بلند

مری طرف سے یہ اے خواجہ کہدو آتش سے
جناب عشق ہے اے خانمان خراب بلند

پری پسند طبیعت نہ ہے نہ حور پسند
تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند
ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند
اُتارے پرزے اُڑا کر بہار مین ابکی
برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند
نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
مبصرون کی کچھ اس مین نہین ضرور پسند
نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند
ہوا ہے جب سے کہ ساقی یار گا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند
ہوئی ہے خانہ دلمین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند
گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو ہے مری ذکر یا غفور پسند
نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین اے بت
سنا نہین ہے خدا کو نہیں غرور پسند
خیال یار کا رہنے لگا ہے اُسمین بھی
ہوا ہے دل کو بھی آنکھونکی طرح نور پسند
نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو
کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ اسے بے صرف بیقصور پسند

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند
کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعہ اشعار بلند
دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند
گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی اسکی
تری آواز ہوا ہے مرغ گرفتار بلند
ایک سر خیگ مین مین ندائے ڈھاد ونگا
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند
تری درگاہ کی اللہ رے رفعت ایدوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو ہر اک قبر سے ہے — نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند
سیکڑوں مصر محبت میں مہ کنعان سے — چاہیے اختر اقبال خریدار بلند
تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب — پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند
شمع رو یار شب ہجر میں جو یاد آیا — شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند

نشۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

رو کے آب اشک سے کرتا ہے عصیاں سفید — رو سیاہی کو جو کرتا ہے تو یہ باران سفید
ان لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہیں — لعل سے لب سرخ تر الماس سے دندان سفید
خوش سیہ خانہ ہی میں اپنے ترے دیوانہ ہیں — ہوں مبارک بادشاہوں کیلئے ایوان سفید
حسن روئے یار کی ممکن نہیں ہے دلکشی — سرخ ہو مہر درخشاں یا مہ تابان سفید
دست نازک میں ترے دیکھے جو شوخی حنا — رنگ اڑے ایسا کہ موتی سے بھی ہو جائے سفید
پان سبزی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ — یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نافرمان سفید
دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو — فرش یوسف کے لئے پیدا کرے رزدان سفید
عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال — کیں ہیں آنکھوں نے ترے نظارہ میں مژگان سفید
جام بلوری صراحی نقرئی پیری میں ہو — چاندنی میں چاہیے سب عیش کا سامان سفید
خانۂ شادی کا شک ہوتا ہے مجھکو گور پر — جاتے ہیں اس گھر میں کپڑے پہن کر مہمان سفید
تازہ رکھیے سونگھکر سیب ذقن اپنا دماغ — خواب غفلت میں نہ موئے سر کرے انسان سفید

قتل آرایش کرے کیونکر نہ آتش یار کی
سرخ رنگ روغضب اسپر ہے قہرمان سفید

سول اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند — بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند
اے قصر یار خوب ہے پشتے کے واسطے — مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند
عالم فریب حسن دلاویز یار ہے — سکہ کھرا ہے کیوں نہ ہو بازار کی پسند
ہوتا ہے صبر فرقت جانان میں ناگوار — کڑوی دوا ہے میں دل بیمار کی پسند

حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے
افشان ہوا ہے یار کے رخسار کی سپند

قاضی نے حکم قتل دیا تو کہون گا مین
جلا دخوب رو ہے گنہگار کی سپند

سودے مین اُس کے شیخ و برہمن ہین ایک سے
وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی سپند

مردود نیک و بد جہن دہر مین رہے
مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی سپند

جن جن کے عاشقون کو ملاتی ہے خاکین
چل یار دیکھ لی تری رفتار کی سپند

دل خانۂ خدا جو سنا تو یقین ہوا
وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی سپند

محو تصور رخ رنگین یار ہین
آنکھون کو اپنی سیر ہے گلزار کی سپند

اے جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی سپند

کس کو یہ عشق حسن خدا داد سے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی سپند

ذرے ہماری خاک کے بر باد تو رہین
ہون گے کسی تو در و زن و دیوار کی سپند

یوسف کا مول دیکے ابھی لے جو ہاتھ آئے
جنت العنب ہے آتش میخوار کی سپند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکے گی زمستان مین مجکو ایڈھنڈ
لپٹ کے سو گیا وہ گل رہے گا بانھڈھنڈ

پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا
بدن کو دیتی ہے لرزے کی تپ کی ایڈھنڈ

بہ ہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے
پھٹکنے دیتی نہین گرد داغ سودا ٹھنڈ

دکھاتی ہے مے گلرنگ سبزۂ مینا
شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ

فراق یار مین لی ہے جو مین نے ٹھنڈی سانس
ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کے طرح پیدا ٹھنڈ

غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری ہے
نہ کرسکے گا گزند ایسی گرمے پالا ٹھنڈ

کرون گا سوز درون سے جوان مین پیدا
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

ردیف دال معجمہ

مرغوب طبع کیون نہ ہو ایسی جنس لذیذ
چکھا تو حسن کا ہے مزہ ہے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزہ نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی مین بوسے اُس لب لعلین کے نہ پوچھ
کیفیت شراب مین ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہین
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہین
شیر و شکر سے ہے یہ بلاشبہ شک لذیذ

شیرین وہ لب ہو یا نگین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہے تو شکر سے نمک لذیذ

پریشان ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

ردیف رائے مہملہ

بیت ہین دو ابرو کے زیبائے یار
مصرعۂ برجستہ ہے بالائے یار

محو کر دیتا ہے سر تا پائے یار
کیا مناسب تن کے ہین اعضائے یار

دونون ہین اپنے لئے ایذا دہند
عشق بے خود حسن بے پروائے یار

آج کل سے کچھ مین دیوانہ نہین
سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودائے یار

مصلحت ہے واسطے اپنے وہی
جور ہائے یار ہے جور ائے یار

شہر خوبان مین ہین دو میرے خطاب
عاشق دل دادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجئے
جلوہ گر ہے حسن شوق افزائے یار

ساقی دمے شیشہ و ساغر ہین سب
خالی ہے یا دش بخیر ایک جائے یار

میرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھون سے لگاؤن پائے یار

آئینہ سے یہ ہمین روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہین بینائے یار

وصف چشم سرمگین کیا کیجئے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
بے کلف بے داغ ہے سیمائے یار

باندھیے مضمون تو مضمون وہن
کیجئے پیدا تو تا پیدائے یار

خود نمی ہیچ آتش کی نہین
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دلسے
چمن کی جیسے ہو پیدا روِ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار

نمود کی خط شکین نے لالہ رو رخ پر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار

کنار جوئے چمن جھومتے ہین مست ترے
بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے سو کہان
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار

کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
ہزار یا ہو رکھتی ہے اعتبار بہار

تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
چمار فصل مین آنکھون سے ہے دو چار بہا

شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
اُٹھائے پردہ روے نقاب دار بہار

نظارہ دیدہ بلبل سے کیجئے اب کی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاندسے رخسار و بسر
لوٹنے کبک نظر آگئے انگارون پر

ابروے یار کا سر مین ہے جنون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح نالان
ٹوٹی پھولونکی چھڑی ہم سے گنہگارون پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نماز کی ختم ہے اُن پھول سے رخسار و بسر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوار و بسر

جگر و دل ہین کبابون کی طرح بھنتے
کثرت داغ جنون رکھتے ہین انگار و بسر

عشق بازون کو دکھا رخ رنگین تم بھی
مست بلبل ہوے ہین رنگ ہے رخسار و بسر

سُن جو پائین ہین تری ابر سیہ سی زلفین
رقص طاؤس کیا کرتے ہین کہسار و بسر

کر رہی ہے شب ہجران کی سیاہی اندھیر — چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تارون پر
بزم خوبان مین تکلف نہین کسکو ہے پسند — طرے ہی طرے نظر آتے ہین دستارون پر
مُردنی چھائی ہوئی دیکھین گے منھ پر جو طبیب — خشمگین ہون گے تری چشم کے بیمارون پر
جا نکلتا ہے جو بازار مین وہ شوخ مزاج — پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریدارون پر
خاک چھنوائی ہے سودائے گلستان نے بہت — ایڑیان برسون ہی رگڑا کیے ہین خارون پر
دل احباب کا دم بند ہے اُن زلفون مین — کیا تعدی ہے شکنجے کے گرفتارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

ردیف زائے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز — ایجاد دئے ہوتے ہین شام و سحر انداز
موسیٰ کو عشق آجائیگا جلوے سے تمھارے — دم دوگے مسیحا کو یہی ہے اگر انداز
دیوانہ ہوا جسنے رخ یار کو دیکھا — رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز
دل صید گہ عشق مین کب سے ہے نشانہ — للہ اُڑا دے اسے کوئی قدر انداز
یا بوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین — ٹپکا کیے سر کو پس دیوار در انداز
منھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم — دل توڑ کے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ برانداز
دکھلائی ہے دانتون کی صفا یار نے جیسے — موتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز
بیباک نہ کوئی ہو دیگا نہ دل تسے لگا کر — جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز
واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے — یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اُڑایا ہے تمھارا اگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ — دیدنی ہے جہان رنگا رنگ
سامنے تیرے روئے رنگین کے — لالۂ گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلف یار کا دھیان — کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ
تم جو خمخانہ مین نہین آئے — مے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ
زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین — ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ
مست تیرے نہ لین جو نذر بھی دے — مے سرخ آسمان مینا رنگ
حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا — مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیری اے آتش
کیسے کیسے کئے ہین پیدا رنگ

ردیف لام

کانون مین ترے دیکھکے سو نیکے کرن پھول — اے سرو رواں بھول گئے مرغ چمن پھول
پیدا کرے سو رنگ کے گو خاک چمن پھول — ممکن نہین رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ — پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق من پھول
دل سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا — جھکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول
زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل — نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
سنتے ہین جو شہرت تری تاوک فگنی کی — ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول
دکھلائے گی کیا شام غریبان کے شگونے — ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول
عشرت کدۂ عاشق و معشوق نہین باغ — دولھا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دھن پھول
تلوون کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا — سونگھے ہوے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول
بلبل سے جو کی ہے کبھی اس شوخ نے گرمی — جھلکوا لئے گئے بھاڑ مین ہین سیکڑون من پھول
بیفائدہ قمری کا ہے یہ درد سر عشق — پھل ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول
جو دیکھے بہار چمنستان کو وہ رو دے — ٹھیک آئین تو ہین ترے مشتونکے کفن پھول
آنکھون کو نہ دکھلائین ترے غصہ کی صورت — صاف اپنی جبین پر کی کرین چین و شکن پھول
ہو جو یہ انکار ہم آغوشی کا کیسا — کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول

قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین — آتش سے سخن گو کے ہین اے اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
نبی آدم نہ لے یہ در دسر مول

پسند دل ہوا ہے حسن صورت
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول

تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول

ہوا صف بندی مژگان سے ظاہر
لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول

لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہے تری زلفونکا جس کو
سیاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول

بہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتے
کرے کالا جو منھ وہ بے سپر مول

اُٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم
ہماری جان کی تھی ایک نظر مول

ملین گی گالیان قیمت کے بدلے
نہ دے گا لیکے دل وہ مفت بر مول

لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا
لئے ہم نے ہزارون نیشکر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے
بستر کو بھی ہے لے لیتا بستر مول

سونگھا زلفون کو پیچھے پہلے لے لے
جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول

حوض مین دلکے بوسہ دیکے ہمکو
خدا کا لے لیا اُس بت نے گھر مول

یہ حُسن یار نے قیمت بڑھائی
نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بھر و ساز زندگانی کا نہین کچھ
کفن لے رکھے اے آتش بستر مول

درگاہ مین کریم کے ہے انجا قبول
دست دعا بلند تو کر ہے دعا قبول

باندھے گرہ مین اپنے مرے دلکو زلف یار
حاضر یہ گنج ہے جو کرے اژدہا قبول

شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش
ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول

داغ فراق ہوے کے بجا قبل صبح کے
سب کچھ قبول ہے یہ نہین مہ لقا قبول

یہ وقت ہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی
کرتا ہے بندگی کو جو اُنکی خدا قبول

ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے
جو کچھ کہون کہے وہ مرا دلربا قبول

وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا
کرتی نہین ہے اُنکی طبیعت دوا قبول

عالم سے کچھ غرض نہیں اے جان جان ہمیں
دل کو نہیں ہے کوئی تمہارے سوا قبول
کہنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب
کرتے ہیں آشنا سخن آشنا قبول ۱۲

ردیف میم

ڈھلتی ہے عاشقانہ ہماری غزل تمام
چھائے ہوئے ہیں کوئے فرنگی محل تمام
وہ پھول کو نسا ہے کہ سونگھا نہیں جسے
چٹکے ہوئے ہیں باغ جہان کے یہ پھول تمام
زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب
تا تک مہک رہی ہے ہماری بغل تمام
دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہیں اثر
اپنے کئے ہوئے ہیں یہ جب کے عمل تمام
اہل جہان برادر مومن ہیں ہزار
یوسف کے واسطے ہیں یہ گرگ بغل تمام
ڈھونڈھا ہے جس جگہ وہیں پایا ہے آپکو
اس شش جہت میں ہیں یہ تمہارے محل تمام
مضمون بستہ آئین سراپائے یار کے
ہو جائے اس علاقہ میں اپنا عمل تمام
داغوں نے بھر دیا ہیں سینہ مرا ہنوز
روشن نہیں ہوئے ہیں ابھی یہ کنول تمام
ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو
آنے نہ پائے تو کہ ہو یمیں اے اجل تمام
آتش قدم وہ ہوں مری ٹھوکر جو کھائے کوہ
پتھر ہوں نرم ہو کے روئی کے پہل تمام
شیرین شکر سی جان گئی سودائے خال میں
مکھی کے چاٹنے نے کیا یہ عسل تمام
شانہ کا کام لیجئے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کے عقدے ہوں حل تمام
کیونکر کریں نہ ناز وہ حسن و جمال پر
کبر و غرور رکھتے ہیں اہل دول تمام
عالم کے دل لبھاتے ہیں خال رخ حبیب
سمجھے ہیں اپنے حصہ میں بھنورے کنول تمام
آنکھوں میں جان حسرت دیدار لائی ہے
آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجل تمام
کہتا ہے سنکے حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب میں ہوگی تمہاری نزل تمام
دوڑا کے راہ سخت محبت میں پاؤں کو
ایسا تھکائیے کہ بدن ہو دے شل تمام
ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام
دل کو لگا ہے روگ محبت کا بیطرح
جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام
حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا
کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھائے جسے وہ مسیح وقت | صورت سے اُس کی بھاگین واعظ خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اے زمین سخن
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اگل تمام

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جلکے دل تمام | کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام
حقا کے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر | دم بھرتے ہین ترابت چین و چگل تمام
ٹپکا تے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین | خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام
دیکھا ہے جب تجھے عرق آآگیا ہے یار | غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے | تھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے | مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
در و فراق یار سے کہتا ہے بند بند | اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ | مہر و نسے ہے پسی ہوئی اپنی سجل تمام
کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال | الفت سے ہوگئے ہین موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا | چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام
ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا | وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تھین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

ردیف نون

رہا کرتا ہے ورد اک رات دن بے یار پہلو مین | دل نالان ہوا ہے خانۂ بیمار پہلو مین
تپ ہجران کی گرمی دور ہی سے پھونکے دیتی ہے | ٹھہر سکتا نہین دم بھر کوئی غمخوار پہلو مین
کسی کروٹ سے نیند آئی نہ اُس بیدرد کے سو مین | نہ رکھی مین نے جب تک کھینچکر تلوار پہلو مین
عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اُس روئے رنگین کے | وہ گل ہے کونسا رکھتا نہین جو خار پہلو مین
شب مہتاب ہو ہر چند سمعین لاکھ روشن ہون | اندھیرا ہے نہ ہو جو چاند سا رخسار پہلو مین
کھڑا رہکر جو مین حسرت سے دروازے کو تکتا ہون | بٹھا لیتی ہے قصر یار کی دیوار پہلو مین

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے
سولاوے یار کو اے طالع بیدار پہلو مین

قبائے یار کو دستے کے ٹکنے نے ہے چمکایا
جگہ طرہ کو بھی دے پٹی دستار پہلو مین

بھولا وین شاخ گل پہ چھپون کو تیرے اے بلبل
ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین

بری سی شکل انھون نے آئینہ مین جبسے دیکھی ہے
لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دو چار پہلو مین

اڑا دیتا ہے بیتابی دل سے تکیہ پہلو ۷
فراق یار بن بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین ۷

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین
کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین

پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین

ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کے سینہ کا ابھار
کہتے ہین توڑیے جنکو یہ وہ نارنج نہین

تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ
ہم سے ہے رنج تمھین تمسے ہمین رنج نہین

دل سے آتی ہے محبت کے مجوے مین صدا
جان پر کھیلنے والون کو کشش و پنج نہین

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہونچ اے آتش
نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پائینچے سے ہون اس گلبدن کے پاؤن
پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب بنکے پاؤن

ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم
اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤن

یک سالہ راہ سے ہے چلی آئی باغ مین
تسلیم دھو لا رہی ہے بہار چمن کے پاؤن

بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین
کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن

کوشش سے راہ عشق کے باز آئینگے نہ ہم
ہر چند سوج سوج کے ہرن لاکھ من کے پاؤن

جوش جنون مین پھٹ کے نہ رہجاتا ساتھ سے
ہوتے مری طرح جو مرے پیرہن کے پاؤن

سارا یہ شعبدہ ہے ترا اے حنائے یار
مرجان کے ہاتھ ہین نہ عقیق یمن کے پاؤن

حاصل ہو لطف رقص بھی ہر جو کرے یکے ساتھ
سو نیکے گھونگھرؤن کے ہین قلقل ہر تنکے پاؤن

کوئی جو پوچھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا
خلوت مین چلیے پوچھیے اس انجمن کے پاؤن

صحرا مین خاک چھانتا پھرتا ہون ہر طرف
چھلنی ہوئے ہین خار مغیلان سے چھنکے پاؤن

مرجع کو اپنے کسکی نہین ہوئی بازگشت
غربت سے جب پھرے تو ہین اندر وطن کے پاؤن

پھر جائے سوئے کعبہ جو منھ اُس گناہ پر
کونچون سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤن

دنیا کو تھوکتے نہین مردان راہ عشق
نامرد رکھین آنکھون پہ اُس بیزن کے پاؤن

آتش زمین شعر ہو ہر چند رنگ لاخ
لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

آرزو ہے مجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان در و ترا نام کرین

میرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا نہ ہون مجکو بھی بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین

منھ پسارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین

رُخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی جھلک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

دیکھین جز یاد خدا کفر بتون کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

اِک نظر حسن رُخ زلف جگہین تو دکھلائے
نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد پھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہے عشرت کا سرانجام کرین
شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کرین

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
سرو قمری کو عنادل کو گل اندام کرین

مہر کن دیکھ کے کہتے ہین تجھے اے محبوب
وہ نکلتے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین

ہم فقیرون کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہین وہ جو کہ خمخانہ مین آرام کرین

گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین

بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اے محبوب
چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کریں

دوپہر گرمیوں کی لطف سے گذرے گر آپ
ساتھ لیکر ہمیں خسخانہ میں آرام کریں

نرگس یارہ آشوب زمانہ تو ہے
آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کریں

دل کو پھندے میں نہ اُن گیسوؤں کے پھنسنا تھا
جسقدر چاہیں اب کشمکش دام کریں

کیونکر اُن گیسوؤں سے جان بچے اے دل
جھٹکے زنجیر کے دیں کشمکش دام کریں

یہی اے کعبۂ مقصود تمنا ہے ہمیں
سجدۂ شکر تری راہ میں ہر گام کریں

حُسن نے چودھویں کے چاندسی صورت دیکھے
کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کریں

غیرت آتی ہے ہمیں بوسہ کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کریں

کشمکش دل عمل جب کا اثر رکھتی ہے
چاہئے خود وہ ملاقات کا پیغام کریں

ہم تو کہتے ہیں وہ ہوگا جو خدا نے چاہا
وہ بھی سنتے ہیں منجم جو کچھ احکام کریں

آتش آغاز محبت کا ہو انجام بخیر ۴
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کریں

خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن
اندھیر ہے جو کیجئے اس کو چراغ روشن

دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل میں
شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن

بلبل ہزار ہا ہیں جبتک بہار گل ہے
پروانے بھی ہیں حاضر تا ہے چراغ روشن

پروانے بنکے مضمون آتے ہیں عرش پر سے
رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن

اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے
دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن

کوئے حبیب میں ہے چلتی ہوائے جنت
مردے ہیں زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن

طرز نگہ ہمیشہ دکھلائیں موجۂ مے
شیشہ مدام رکھیں چشم ایاغ روشن

مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہیں اُن کو
قید حیات میں ہے حال فراغ روشن

آتش کے استخوان کو کھا یا تو دیکھ لینا
مشعل کی طرح ہوگی منقار زاغ روشن

موسم گل ہے جنون ہے شور قہر ہر ان دنوں
جن چڑھا رہتا ہے دیوانوں کے سر پر ان دنوں

روئے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کسکی پڑتی ہے شمس و قمر پر ان دنون

بوسۂ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر ان دنون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پر ہاتھ ہے گاہ ہے جگر پر ان دنون

بادشاہِ وقت ہے حسن جوانی نے کیا
لال پردہ ہے ٹکتا اُنکے در پر ان دنون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آجکل
کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر ان دنون

رُخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوئے یار
شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر ان دنون

بانس لگوا تا ہے اکثر جا کے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر ان دنون

سُرخ کندن سے ہے رکھتا نشۂ مے رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر ان دنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے مجنون گھر پر ان دنون

کوٹ کر ہی زور سودائے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر ان دنون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوئے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین ہ بھی کمر پر ان دنون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
مار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر ان دنون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر ان دنون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانہ کے در پر ان دنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
کریبان پھاڑ کر چل بیٹھے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو مین آپ مستی ملکے گلشن مین
ستارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان دسون مین

جزا نہین بلبلون سے رکھیے بہت نالہ گلشن مین
شرارت کیجیے ماتم زدون کی چلکے شیونمین

لگائی آگ بجلی کی چمک ہے خانہ تن مین
برستا مینھ نہین بے یار خاک اُڑتی ہے ساونمین

یہ سوائے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردنمین

سُنا ہے عاشقون سے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان و چشم کا اُس گل کے دھوکا کھا چکے عاشق
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسنمین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
کریا نمین بجھی ہے جب لگی ہے آگ دامن مین

بلاتا ہے نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو
پھری دیتا ہون اپنے ہاتھ مین دست دشمن مین

پریشان عاشقون کی خاک کے ذرے نہین دیکھین
جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین

جنون کے جوش مین بیکل نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا دان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین جین زندونکو نہ مردونکو ہے مدفن مین

ملا کرتے ہین آنکھین اپنی دیوانے رکابون سے
پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین

کھلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کانے ہین گلشن مین

گوارا ناگوارا بھی ہو بدگردی دوران سے
بلا پر قناعت کرتے ہین سب فحطار و غمنین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتونکے گھر نیکو جاتے ہین دیر برہمن مین

ردیف واؤ

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو
گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو

مطلب ہے رخ صاف سے خط سے نہین مطلب
آئینہ ہو رنگار سے کیا کام ہے ہم کو

گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو

دیوانے ہین صحرائے جنون خیز محل ہے
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

خواہان سے ترے رشک ہے اے غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو

کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ
زنار سے جنار سے کیا کام ہے ہم کو

جب جوش جنون نے ہمین گھر سے نکالا
پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

اللہ ہے مشکل مین مددگار ہمارا
اعوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو

مرتا ہون جو کہتا ہون تو کہتے ہین وہ ہنسکر
عیسیٰ نہین بیمار سے کیا کام ہے ہم کو

حسرت شادی نہین جان غم الود کو
لالہ سمجھتا ہے دل داغ تمک سود کو

داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجے
ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر باز کے بوسہ مین کیونکر نہ لون — کوئی نہین چھوڑتا حلوہ بیدود کو
پردۂ غفلت اُٹھا پیش نظر یار ہے — ویرد حرم مین نجا ڈھونڈھنے موجود کو
سجدہ کے انکار سے فرق نہ ہو جائیگا — خاکی مقبول پر ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی — ایک شرارہ ہے بس توڈہ بارود کو
سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین — رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا — آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز — بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھر یے اُسے چاہ جو بے آب ہو — آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو
جھاڑ دوئے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے — خاک برابر کیا پھٹے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرہ یا ہو کیا، — بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو
ہجر کی ایذا سے چھٹ دل کو جلا بہر وصل — داغ کے اچھا کر اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان
سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ — سنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ
توفیق خیر رکھتی ہے جو تیغ یار کچھ — زخم اتنے کھاوے گا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات — ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ردیف یائے تحتانی

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجئے — عریان بدن وہ لائے جو تھے خار لیجئے
سر مین ہوائے کوچۂ دلدار لیجئے — باغ جہان سے حسرت گلزار لیجئے
نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے — آنکھون کے جام شربت دیدار لیجئے
کرتے ہین سیر چشم خریدار سے مدام — یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجئے
سودا بنا نہ یار کے حسن و جمال کا — اُس لالہ رو کا داغ خریدار لیجئے

مقصود دل ہے تو لزم خون مین شناوری
جس گھاٹ چاہے یار کی تلوار لیچلے

اے نونہال حسن جو اُنکی نظر پڑے
عناب لب کو توڑ کے بیمار لیچلے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارۂ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لیچلے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیچلے

جاسہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے
تشریف اب تو پیرہن یار لیچلے

کیف شراب سے دو جہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتئ مے پار لیچلے

دوڑا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس دیکھ اُڑا کے جو رفتار لیچلے

دار السرور مین بھی کرون سجدہ پائے خم
مسجد سے شوق خانہ خمار لے چلے

شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا
چلے جدھر وہ ابرو خم دار لے چلے

ایسی رسائی کیجئے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت مین انجمن سے ہمین یار لیچلے

سایہ نے دی ڈھئی جو تیرے آستان پر
گھر سے اُٹھا کے ہم پس دیوار لے چلے

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لے چلے

بازار دہر مین نہ رہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لے چلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودائے خواب فتنۂ بیدار لے چلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
بلوا اپنے ساتھ گنہگار لے چلے

تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
بازار آکے رونق بازار لے چلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے
دل مین غبار کا فرد و نیدار لے چلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
انھین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرایا سر کو ترے زمزمون نے بلبل
خفا نہ ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خم دار ہم نے تلوارین
تمھاری ابرؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے
کمر سے بڑھ چلے گیسوئے یار قہر کیا عدم سے دو قدم آگے رہائی مشکل ہے
ولایتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا نمش تری سی کہان میرزائی مشکل ہے
پھیرین گے ہم نہ ہرگز آپ ہم سے منھ پھیرین تمھین سے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے
بلا کیا کرین آئینہ ساز آ کے منے صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے
جیاے یار نے بدلا جو کیف مے مین رنگ یقین ہوا یہ ہمین بارسائی مشکل ہے
عنایت اُس کو ہو بے مانگے بوسۂ لب حسن فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہے
ہزار پنجۂ مرجان کا چھپا ہو رنگ وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے
کنارہ کش نہ ہوا اے بہر حسن عاشق سے نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہے

خلیل کا رے کعبہ بجا نیوا آتش
خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

ورد زبان جناب محمد کا نام ہے قابل ورود پڑھنے کے اپنا کلام ہے
مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے
حق ہے جو شوخگان کا اس مین کلام ہے دیکھا کمر کو یار کی نازک مقام ہے
اک حال پر کبھی نہین اُسکو قیام ہے دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے
عاشق کا نالہ سنکے یہ اُن کا کلام ہے باقی دھوان ہے جو دمین جنبک خام ہے
زنجیر ہے وہ طرۂ مشکین نہ دام ہے شاعر کہا کرین اُنھین سودائے خام ہے
آزاد کردہ سرو اک اُس کا غلام ہے قد بلند یار کا عالی مقام ہے
مطلب ہے دفتر گل و لالہ مین مختصر دو دن کی سیر مین یہ گلستان تمام ہے
صبح بہار ہے مجھے ساقی پلا شراب سب جانتے ہین عید کا روزہ حرام ہے
اُس شاہ حسن کو یہ سجھاتی ہے تمکنت وہ کام اشارے سے ہو زبان کا جو کام ہے
حسن و جمال یار کی شہرت کہان نہین روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے
عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کرون یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے

دکھلا رہی ہے سیر چمن گفتگوئے یار
جھڑتے ہین پھول منہ سے یہ رنگین کلام ہے

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
مشتاق جوئے آب ہے جو تشنہ کام ہے

زمینبوہ چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی
کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے

ایک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا
مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے

ہم چشم تر کو سانے کرتے ہین ابر کے
تم ہنس پڑو تو برق کا نقصہ تمام ہے

رہتے ہین جبہہ سا جو ترے آستان پر
آنکھون مین انکی پست بلندی بام ہے

خونریزی نقاب رخ یار سے کھلا
جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے

بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
وہ جسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے

نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
پھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے

سودائی زلف یار کا جیسے ہوا ہے دل
قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہے

جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو
قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے

رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین حکم رج
پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے

کیا کیا شگون پھولتے رہتے ہین رات بھر
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے

دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی
محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے

اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

مہندی ہمارے قتل کی خاطر ہے لگ رہی
خون حنا کا ہم سے انھین انتقام ہے

معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو
جاہے جو تجھسے پختگی عہد خام ہے

خلخال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا
مردے سے لیجئے وہ جو زندہ کا کام ہے

بتخانہ کھود ڈالئے مسجد کو ڈھایئے ؛ ؛
دل کو نہ توڑیے یہ خدا کا مقام ہے

جس مسئلہ مین شک ہو جسے آکے پوچھ لے
مسجد ہے وقت صبح ہے موجود امام ہے

ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار
یہ شت پر بھی شاعرون کا احتلام ہے

انگشتری ہنوز نہین دست یار مین
تا آشنا نگینہ کی صورت سے نام ہے

بیباکئی زبان سے نہین کون خونفاک
ہر عضو اٹھکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برا نہ مانیو حق حق جو پوچھیے
شاعر ہین ہم ورنہ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا چاہیے
بیچنی اُسکو زر گل کی سچایا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانون کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھاؤ جمائی ہے جو مسی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئینہ مین خط نورس کا نظارہ کیجئے
آہو ان چشم کو ریحان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہے قوت بخش روح ملتمس
ایسی باتون میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رکھتا ہے قدم
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین چل کر اسے بلبل سنایا چاہیے

فصل گل ہے چار دن ساقی تکلف بر طرف
پر جواہر کے بطے مے کو لگایا چاہیے

خم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہے آتی ہے
ظرف مستی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

حال دل کچھ کچھ کہا مین نے تو بولا اُنکے یار
بس عبارت ہو چکی مطلب پر آیا چاہیے

شیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجئے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہے سو ہے
اُن سیہ چشمون کو چوپہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین فقیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے گئیے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے

حسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین دنگ رہا کرتا ہے

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہے

محتسب کو ترے مستانون سے خوف سر چنگ رہا کرتا ہے
دل مرا ہی کے محبت کی شراب نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے
عار سی عار ہے مجھ مجنون کو ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن عشق چوٹ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
لعل لب رخ مین ترے خالون سے شکر رنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانون کے سینہ پہ سنگ رہا کرتا ہے
عالم وجد ترے مستون کو بے دف و چنگ رہا کرتا ہے
فندق دست صنم سے نادم گل اور رنگ رہا کرتا ہے
تیرے گوش شنوا کا مشتاق ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے

بندش چست ہے تیری آتش
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے
رخ ترا بیداغ ہے روئے قمر مین داغ ہے دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے
عشق کی دل سوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے
دیدۂ احباب سے پوشیدہ نہین لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے
آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار بوے گل دیتا ہے جو اپنے بر مین داغ ہے
اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے اے چشم تر گر یون ہی سے سوزش دل کی جگر مین داغ ہے
تا کسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز میل تانے کا ہوا جس سیم و زر مین داغ ہے
گل ترے چھلے کا سینے پر نہین اے تیغ زن چار پھولون کے عوض اک اس سپر مین داغ ہے
اشتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے
کوتہی کرتے نہین راہ دشت و حشت مین قدم آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہے
زلف و خال یار پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ مشک چین عنبر سارا نظر مین داغ ہے

دان تلاش ایذا ہے دیتی اور یہان شوق وصال
زخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے

ناگوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر کے
سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر مین داغ ہے

دیتے ہین تشبیہ روئے روشن محبوب سے
داغ ہے اُس کا ہین وہ جو قمر مین داغ ہے

زاہد سا وس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا
لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر مین داغ ہے

کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ
خوش نما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہے

داغ کھانے نے فزا ایسا دیا ہے عشق مین
دوڑتی ہے روح اُس پر جس ثمر مین داغ ہے

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دنین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے تو کی ہم سے کیے رکھے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہے

نشہ نے نقاب رخ زیبا اُلٹا
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے

کس کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے

پاؤن تک یار کے پہونچی تک کر سر سے
پھرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامہ سے ہوئین میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

نالہ کا بت کدہ مین ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

ہنس کر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنائے فرخندہ فال کرتے

حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے
بڑا ساتھ دکھاتے جس کو نہال کرتے

حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جو یہ ہیں
دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے

ماہ چہار دہ ہے رخسار ۂ منور
ایک دم نقاب اٹھتے تو تم کمال کرتے

اگر وہ دل سے جان ہے دا جانسے کا
تم درمیان پڑکر رفع ملال کرتے

منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین
اندیشہ کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا اُنکو صاحب
بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے

چشمی آہوؤن سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر
چشم سیہ کو کیف مے سے زلال کرتے

سو وازدہ جو تیرے خالونکا جا نکلتا
قربان مشک نافے اُسپر غزال کرتے

رُخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا
اندھیرا بروؤن کے دونون ہلال کرتے

سو وازدہ سے اپنے پھرجاتی ہین وہ آنکھین
مجنو نے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے مکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنے کمال کرتے

ہمپایہ ہے دوغالی بندوق سے وہ بینی
چھرون کا کام روئے قاتل کے خال کرتے

لاشہ پڑا ہے میرا صحرا مین زخم کھاکر
حصے پلنگ و شیر و گرگ و شغال کرتے

بوسے کے مانگنے پر مُنھ کو نہ پھیرتا تھا
حاتم تھے تم نہ رد جو میرا سوال کرتے

فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہلی کی
یاد ش بخیر ذکر روز وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

حرم سے زیادہ پیدا کر اے ماہ طرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یان خار خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
مگر کعبہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے

طبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہونچے تو اُسکو شربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

صباحت سے ہے رشک صبح نوروزی و فیروزی
ہلال عید سے وہ ابرو خمدار بہتر ہے

سُنا ہے شاعرون سے جبتیر قند کر بھی
سب شیرین کے بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہے

نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم یہ سمجھاتی ہین
ملے لوٹے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے

بہار باغ ایسی نہین کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے

اسیر عشق کو ہے فوق آزادان عالم پر
جہان کے تند رستون سے ترا بیمار بہتر ہے

رہے جاتے ہین عاشق نیمجان کیا فکر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے

چلیگا بک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے

بہار باغ ہے نظارۂ محبوب دکھلاتا
وہ قامت سرو سے و گل سے وہ رخسار بہتر ہے

کہان نظارۂ روزن رہا پر وہ نجب باقی
تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے

سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

عناب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
کس درد کے ہین آب و دوا کچھ نہ پوچھیے

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہون
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
چلتی ہے کسطرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے

جامہ سے باہر اپنے جو ہونین عجب نہین
کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے

آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
ہمسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے

اللہ نے کیا ہے کسے بادشاہ حسن
سر پر ہے کس کے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے

رنگین کیے ہین یار نے جبسے کہ دست و پا
کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے

آگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
اہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے

کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہے یہ خیال
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے

کوتاہ خال روئے منور ہے کس قدر
کتنی ہے زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون
مشفق جو کچھ ہے اس کی سزا کچھ نہ پوچھیے

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے
باہر ہین اس جوے مین ہم اپنی بساط سے

حیران اُن ابروؤن کو ہین معمار دیکھکر
وہ طاق ہین بلند فلک کے رباط سے

حلقہ مین آہوؤن کے ہین دیوانے جسطرح
عاقل حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون
خوش روے خوش جمال سے خوش اختلاط سے

کھا کھا کے خم کرتے ہین مستونکی طرح رقص
سیکھی تمھاری تیغ کے کسکس نشاط سے

خواہان مرگ دل ہے جلدی ہین یا کمی
بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

زندے وہی ہین جو کہ ہین تم پر مرے ہوے
باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوے

مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین
مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوے

اللہ رے صفاے تن نازنین یار
موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوے

دو دن سے پاؤن جو نہین دبوائے یار نے
بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوے

اُن ابروؤنکے حلقہ مین وہ انکھڑیان نہین
وہ طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوے

بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند
بے خشت خم لحد مین سرہانے دھرے ہوے

نکلین جو اشک بے اثر انکھو نسے کیا عجب
پیدا ہوئے ہین طفل ہزار دن مرے ہوے

لکھے گئے بیاض مین اشعار انتخاب
رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوے

اُلٹا صفون کو تیغ نے ابروے یار کی
تیر مژہ سے درہم و برہم پڑے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریاے عشق مین
کودے جو ایکبار ہم تو دور سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مرے ہوے
جوش جنون نے زر دکیا جب ہرے ہوے

ناقوس مین سے آئی صدائے ہوالغفور
ہم تبکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوے

خطر پر جو آئینہ مین پڑی ہے نگاہ یار
آہوے چشم مست ہین سبزے چرے ہوے

شوق شکار مجکو جو اے ترک ہے سُنا
چر چر کے سبزہ آہو ہین کیا کیا ہرے ہوے

مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوے

آرایش اُنکے حسن کی موقوف کب ہوئی
نوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوے

کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوے

وہ صید سخت جان ہون مین جسپر ہزار بار
خالی ہوئے ہین تیر دنے ترکش بھرے ہوے

دینے مین جام کے ہے تامل کا کیا سبب
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوے

بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا
تربت سے اپنی بید مو لکر ہرے ہوے

کہتے ہین ذکر لیلی و مجنون جو چھیڑیے
چپ رہیے بس نہ گور کے مردے اکھیڑیے

خوشحال ہین مٹا کے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھاکے ہوگئے ہین شیر بھیڑیے

ساقی ہے مے ہے یار ہے بزم نشاط ہے
چھیڑے جواب نہ ساز تو مطرب کو چھیڑیے

تدبیر ہے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑیے

آئی بہار گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن مین ہے اُسکو اُدھیڑیے

آتش قمار عشق مین تیرے حضور یار
چالون کو اپنی بھول گئے ہین بکھیڑیے

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچہ ہوے بوے گل صبا نے دی

دکھائے روے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو تنپوشی خدا نے دی

گئی ہے دیر سے اب تک نہین پھری شاید
در قبول کے اوپر ڈھئی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے
نقاب کی جو تھین مشورت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا
طواف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی

لڑانے آئے تھے آنکھیں غزال چین ختن
شکست انکو تری چشم سرمہ سا نے دی

جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان ایک شکستہ پانے دی

محال کیا کوئی سو وازدہ جو دم مارے
گلو مین پھانسی ہے اُس کاکل سانے دی

یہ جا ہا دیکھیے دونون مین چھپا ہے کون
ہمارے خون کی رغبت انھین خانے دی

فقیر ہو کے جو پھر مو اہے اے شہ حسن
جگہ ہے سایہ مین اپنے اُسے ہمانے دی

کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بے خود
پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی

رہِ عدم مین سب آوازا پنی بھول گئے
صدا نہ قافلۂ اشتک مین درانے دی

وہ بحر حسن ہے کس لہر مین رہا کرتا
خبر کچھ اُسکی نہ لا کر اک آشنانے دی

مریض عشق کو ہے مرگ زیست سے اولیٰ
گلے کو کاٹیے صحت اگر دوانے دی

ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا یہ اُس شہ خوبان کو کس گدانے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبانے دی

یا علی کہکر بت پندار توڑا چاہیے
نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے

تنگ آکر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے
قفل جیون کے لئے سستی کا گھوڑا چاہیے

زلف کے سو دمین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
جب بلا کا سانا ہو منھ نہ موڑا چاہیے

گھورتی ہے تم کو ترکس آنکھ پھوڑا چاہیے
گل بہت رہتے ہین کان اُنکے مروڑا چاہیے

آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پنہان آشکار
پک چکا ہے خوب اب پھوڑے یہ پھوڑا چاہیے

مانگتا ہون مین خدا سے اپنے دسے داغ عشق
بادشاہ حسن کے سکے کا توڑا چاہیے

اُن لبون کے عشق نے ہے جیب دیوانہ کیا
پڑھی اپنی ہے ایک لالون کا جوڑا چاہیے

دے رہا ہے گیسوئے شکین سودے کو جگہ
کسکے آگے جاکے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے

بادۂ گلگون کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجکو گھوڑا چاہیے

یہ صدا آتی ہے رفتار سمند عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جسکو کہ کوڑا چاہیے

قطع مقراض خوشی سے زبان کو کیجیے
قفل دیکر گنج پر مفتاح توڑا چاہیے

اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل
یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیے

زلفین روے یار پر ہیں جو ہوا تی نہین
کچھ نہ کچھ ہر گز گلے یہ کالے کا جوڑا چاہیے

باغبان سے چھپ کے گل چینی جو کی بلبل نے آج
آنکھ بلبل کی پھاکر پھول توڑا چاہیے

فصل گل مین بیڑیان کاٹی ہین میرے ہاتھ مین
ہاتھ مین صدا کے سونیکا توڑا چاہیے

باغ عالم مین یہی میری دعا ہے روز و شب
خار خار عشق گلرخسار توڑا چاہیے

عشق کی مشکل پسندی سے ہوا یہ آشکار
خوبصورت کو غرور حسن تھوڑا چاہیے

زمزمے سنکر مرے صیاد گلرو نے کہا
ذبح کیجے ایسے بلبل کو نہ چھوڑا چاہیے

پیر ہوا آتش کفن کا سامنا ہے عنقریب
توبہ کیجے دامن تر کو نچوڑا چاہیے

گر اس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے
الٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے

نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا
دہن تک اپنے بکتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

خراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گذری
جو اشک آنکھ مین آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے

بگڑے کیطرح کسکس خوشی سے خاک اڑاتا ہون
تلاش گنج مین جو سانے ویرانہ آتا ہے

سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نامفہم فرزانہ ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے

طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے

تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے

صبا کیطرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے

زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
کہی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے

خیال آیا ہے آئینہ کا منہ انمین وہ دیکھینگے
اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہے

پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف پیچان مین
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین والف ہمین شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہیں آتش
مقام آشنا ہے یاں نہیں بیگانہ آتا ہے

بیان بخیہ لب کے عشق میں ایذا اُٹھائیے
بیمار ہو کے نازِ مسیحا اُٹھائیے

قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہیں
آنکھیں تو سوئے عالمِ بالا اُٹھائیے

اب کی بہار میں جو ہیں پیچھے جنون
جُن جُن کے داغ لالۂ صحرا اُٹھائیے

خامہ سے کام لیجئے ہنگام فکرِ شعر
میدانِ کارزار میں گھوڑا اُٹھائیے

دکھلائے حُسنِ یار کا جلوہ ہمیں جو عشق
کس کس طرح سے لطف تماشا اُٹھائیے

تجھ سا حسین ہو یار تو کیونکر نہ اُسکے پھر
ناز بجا و غمزۂ بیجا اُٹھائیے

مفلس ہوں لاکھ پر یہی دل کو بندھی ہے دھن
یوسف کو قرض لیکے تقاضا اُٹھائیے

سختی راہ کھینچئے منزل کے شوق میں
آرام کی تلاش میں ایذا اُٹھائیے

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب
بس ہو چکی نماز مصلا اُٹھائیے

جام شراب ناب ہے ساقی لئے کھڑا
گردن تو مثل گردنِ مینا اُٹھائیے

آواز کو سُنا کے کہے کان مستفیض،
چشم آنکھوں پر بھی کیجئے پردہ اُٹھائیے

جوشِ جنوں میں دیکھیے پیچھے نہ مڑ کے پھر
سنھ بسطرف کو صورتِ دریا اُٹھائیے

شمشیر زن ہو یار بہادر جوان ہو
آتش جہادِ عشق پر بیڑا اُٹھائیے

دہن پر ہیں اُن کے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہیں دریان کیسے کیسے

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمھارے شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

بہار آئی ہے نشہ میں جھومتے ہیں
مُریدانِ پیرِ مغان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ میں کاروان کیسے کیسے

تپِ ہجر کی کاہشوں نے کئے ہیں
جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے

نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا،
تڑپتے رہے بیجان کیسے کیسے

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے

توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کئے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہے
تمھارے لئے ہین مکان کیسے کیسے

غم و غصہ و رنج واندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

تری کلک قدرت کے قربان آنکھین
دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے

کرے جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے
آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے

کبک کی آنکھون نے نظارہ کو عاشق آئے ہین
چاندسی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے

درد دل سے دم فنا ہوتا ہے جائے رحم ہے
جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے

جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے
ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے

پاس رسوائی کا دونون جانبونسے شرط ہے
مین بھتین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی
ٹھہر گیا جو کہین بوے آشنا آئی

بہار گل مین ہین دیوانے جامہ سے باہر
پری کا بھیس ہے بدلے ہوے بلا آئی

لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا
خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی

شراب اُن کو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

لباس کعبہ کا حاصل کیا شرف اُس نے
جو کوئے یار مین کالی کوئی گھٹا آئی

سر و بہان ہین نہین دونون ابرو خمدار
وہ منھ چڑھے ترے جسکی کہ ہو قضا آئی

ہماری خاک رہی کوئے یار کی مشتاق
پہونچتی اُڑ کے نہ ایسی کوئی ہوا آئی

نہ روز حشر بھی فریاد ہو سکی مجھ سے
جتائے یار کے آڑے مری وفا آئی

مریض عشق کیا حسن یار نے جب سے
مزاج سے نہ موافق کوئی دوا آئی

سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُگلنے والے
آہوے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
لو زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیر کے چلنے والے

حُسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھلے کیا ہے جو کبھی تم نے بنا دُر
خاک مین ملگئے ہین دیکھ کے چلنے والے

پانون تک تیرے جو پہونچے نہین اے مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہون گے کمر باندھ کے چلنے والے

یہی سوزش یہی گرمی ہے اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہے ہر صبح
رہین سرسبز پھولنے پھلنے والے

اُن سے کہدو نہین آہستہ جو رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

نعمت عشق کا راعب نہین کوئی پاتا
مرگئے کیا غم و غصہ کے نگلنے والے

اشک باقی جو آنکھ مین نہ رہے تو نہ رہے
جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے

بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اُٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اُٹھ کھڑے ہوے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوے

نالون سے میرے ہلگئے رنگین ادائے دہر
بلبل کو سنکے کان گلونکے کھڑے ہوے

بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اب تو ہین ہم بھی اڑے ہوے

ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوے یا بڑے ہوے

جو بچگئے ہین جنبش مژگان یار سے
آرہ کے بیچ حشر مین ہونگے کھڑے ہوے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سونے کی بیڑیون مین ہون ہیرے جڑے ہوے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے پڑے ہوے

کشتون کی طرح زیست مین تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے بے دم پڑے ہوے

آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا
گردن مین اُن کی ہاتھ ہین اُنکے پڑے ہوے

باتون مین اُن کی ہو گئے عاشق غریب قتل
تلوار کی طرح جو وُہ مُنھ کے کڑے ہوے

روز وصال آنکھ نکو اپنی دکھائے گا
روز شب فراق کے پھن جھڑے ہوے

ساقی کی بندگی سے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدے مین ہم گڑے ہوے

اب پاؤن رکھتے وہ نہین چلتے زمین پر
اِک اِک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اِس تل کا تیل پیکے ہو چکنے گھڑے ہوے

نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خوبصورت اڑے ہوے

طاق ابرو ہین پسند طبع اِک دو خواہ کے
عمر ہوتی ہے بسر گنبد مین بسم اللہ کے

جاؤن کیونکر بن بلائے اُس بت دلخواہ کے
بے طلب کوئی نہین پہونچا حضور اللہ کے

روئے نورانی کا تیرے ہو گیا ہے شک مجھے یار
رات بھر دو راہون کیا کیا پیچھے پیچھے ماہ کے

شام وصل آئی اِدھر موجود تھی صبح فراق
کم گھڑی سے بھی پہر ہین اِس شب کوتاہ کے

داغ عشق حسن کا لقمہ نوالہ ہے کڑا
سیر دل ہین کھانے والے اس غم جانکاہ کے

کہتے ہین شاعر قیامت ہو گی قد یار سے
مرد عاشق ہین مُقر ہین ہم تو اِس افواہ کے

ناتوانی سے ہے حالت غیر ہجر یار مین
دم نکلجاتا ہے اپنا ساتھ ہر اک آہ کے

عشق بت مین کوہ پر جا جا کے سر ٹکا کے
پاؤن کو صدمے رہے پست و بلند راہ کے

سالہا عشق رخندان نے لہو پانی کیا،
مدتون روئے ہین جا جا کر کنارے چاہ کے

حشر تک یونہی رہینگے غمزہ انداز و ناز
عشق عالی منزلت سے حسن والا جاہ کے

جانکلتا ہے جو مجھ سا تشنۂ دیدار حسن
ذکر یوسف کرنے لگتے ہین کبو تر چاہ کے

منزل مقصود مین چلکر نکالونگا انھین
آبلون مین یہ جو ہین پیوست کانٹے راہ کے

اُس بت بے دین کی زلفون کا شارہ ہے یہی
اِس بلا مین وہ پھنسین عاشق ہلن جو اللہ کے

لب سمائی ہے نظر مین روشنی آفتاب
چشم بینا رکھتے ہین ذرے تری درگاہ کے

ہوائے دور مے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہے

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے

طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہے شرط
کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

طریق عشق کا سالک ہے واعظونکی بن
بھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہے

جگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اُس کو بھی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے

نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے

نجائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

تلاش یار مین کیا ڈھونڈھئے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

جنون مین خاک اُڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہے

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہے

کوئی تو دوش سے بار سفر اُتارے گا
ہزار راہ زن امیدوار راہ مین ہے

مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے
خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ مین ہے

بہت سی ٹھوکرین کھلوائے گا یہ حسن اُنکا
بتونکا عشق نہین کوہسار راہ مین ہے

بلائے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی
یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ مین ہے

پتا یہ کوچۂ قاتل کا سن رکھ اے قاصد
بجائے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہے

پیادہ پا ہون روان سوئے کوچۂ قاتل
اجل مری مرے سر پر سوار راہ مین ہے

چلا ہے تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک
خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہے

ٹھکین جو پاؤن تو سیل سر کے بل نہ ٹھہرا تش
گل مراد ہے منزل مین خار راہ مین ہے

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
ہوائے گل ہمین کس وادی پر خار مین آئے

نہ بیٹھین اے ترک بیرحم ابر دمدار مین آئے
نگاہ خامی کا دھبا بھی جہان تلوار مین آئے

اُٹھائے بارِ عشق اس عالمِ غدار میں آئے
کہاں سے ہم کہاں پگھڑے ہوئے بیگار میں آئے

اشارہ ہے یہی اُٹھے لبِ شیریں کے خالو نکا
ملانیکو نمک ہم شربتِ دیدار میں آئے

ندی بولا یک نے اے گلبدن تیرے پسینے کی
ہزاروں عطر کھینچکر طبلۂ عطار میں آئے

کمندوں سے نہیں کم سبحۂ زنار کے حلقے
پھنسے وہ جو فریبِ کافرِ دیندار میں آئے

خریدارو ں میں عاشق اپنے نامونکو ہیں لکھواتے
تماشا ہے وہ یوسف بنکے ہیں بازار میں آئے

نموئے سبزۂ نورس نہیں اُس روئے رنگیں پر
نجابِ خضر بہرِ سیر ہیں گلزار میں آئے

ہر اک حلقہ میں اُن زلفونکے ہیں سودائی عاشق
بہت سے مشتری مشک ہیں تاتار میں آئے

بہارِ حسن دکھلائی نہ مشتاقوں کی آنکھوں کو
نہ نکلے گھر سے ہم گل باغ سے بازار میں آئے

رہا اے بادشاہِ حسن تو جس قصرِ عالی میں
ہما بہرِ سعادت سایۂ دیوار میں آئے

گئے جس بزم میں روشن چراغِ حسن سے کر دی
بہارِ تازہ آئی تم اگر گلزار میں آئے

وضو ہوتے ہیں مے سے خشتِ خم پر شکر کے سجدے
نمازی لوگ بھی ہیں خانۂ خمار میں آئے

کیا ہے حسن نے سلطانِ خوبان چاہے تمکو
لے داد انکی فریادی جو ہیں سرکار میں آئے

اُڑے ہوش اپنے نظارہ میں اے گل تیری صورت سے
غش آیا جب مقامِ نرگسِ بیمار میں آئے

جوانی ہے کہاں اب یار کی وہ صورتِ مخملی
ہوئے ڈھنگ اور ہی رنگ اور ہی رخسار میں آئے

مشقت کر کے دیوانے نہ تھے جو بے سبب آئے
پری کو ڈھونڈھنے اس قصرِ مینا کار میں آئے

بجا کرتے ہیں نخوی احتمالِ صدق و کذبِ آتش
بہت سے مختلف احوال بھی اخبار میں آئے

معرفت میں تیری ذاتِ پاک کے
اُٹھتے ہیں ہوش و حواس و ادراک کے

گل کھلے پرزے اُڑا پوشاک کے
پاؤں پھیلا تا بدامن چاک کے

نام لے سکتے نہیں محبوب سے
کیا کہیں کشتے ہیں کس سفاک کے

وہ گریبان آگ میں رکھ دیجئے
موسمِ گل میں جو ہوں بے چاک کے

خوشنویسو نے میں لکھواتا ہوں وصف
لام سے کاکل الف سے ناک کے

قید رکھتے موسمِ گل کی نہیں
ولولے تیرے گریبان چاک کے

صید گاہ عشق مین مردار ہے — صید جو قابل نہین فتراک کے
مست ہو کر جائینگے اے منعمو، — آئے ہین بنت العنب کو تاک کے
تیرے دیوانونسے بننے کی نہین — آگ کی پریان ہین انسان خاک کے
توڑنے والے گل زنبق کے ہین — کاٹنے والے چمن کی ناک کے
بحر الفت مین بہار باغ ہے — پھولتے ہین دست و پا تیراک کے
نیشکر کی پورا ے شیرین دہن — پھیکی ہے آگے تری مسواک کے
آفرین صد آفرین دست جنون — خوب ہی لتے لئے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بے باک کے

تمت

الحمد للہ والمنۃ کے اس زمان میمنت اقتران مین کلام افصح الفصحا خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش مرحوم لکھنوی نہایت سعی اور اہتمام سے شایع ہوا اور اُس پر نظر ثانی کر کے ایک بہت قدیم نسخہ سے اس کا مقابلہ کر کے بہت سی غلطیون کو درست کیا اور بعض اون شعرون کا جو اس نسخہ مین نہ تھے اور اُس مین موجود تھے اضافہ کیا اب یہ **کلیات آتش** مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماے جناب منشی نرائن صاحب مالک مطبع و باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بماہ ستمبر ۱۹۲۹ء بحسن و خوبی طبع ہو کر شائع ہوا۔

ابوالحسن الفقیر

قطعہ تاریخ طبع ثانی

قطعہ تاریخ از تتبع مرحوم مغفور کاظمی جو بزبان اصفہانی قال

پیچیا کیا کلیات شاعر معجز بیان ایچا

طالب مین طالبونکا آگین دواوین صدما

الرعاقل کویی پیسان باوبا یاخشا شاعرت کا

تیرون بیس یتمش کہنالہ بہ نظم طرب افزا

ماہ اپریل ۱۸۸۱ع

رحم اکنجب مطبع ہذا

تاریخ ادب اُردو

اگر آپ چاہتے ہین کہ اُردو زبان کی درجہ بدرجہ ترقی اُردو کی نشو و نما کے ابتدائی مناظر ملاحظہ فرمائین۔ اگر آپ کو شوق ہے کہ اُردو کے قدیم سخن گو اور سخن سنج حضرات کے حال اور ہر طبقۂ شعرا کے مفصّل سوانح دیکھین اگر آپ کو تمنّا ہے کہ تمام نثاران جدید و قدیم کے واقعات و تصنیفات کا حال ملاحظہ فرمائین تو مندرجہ بالا کتاب ملاحظہ ہو جسے انگریزی سے مرزا محمد عسکری صاحب بی اے نے مطبع کی جانب سے ترجمہ کر کے مقبول عام بنایا اور بہت سی ضروری باتون کا اس مین اضافہ فرمایا۔ یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک دو صفحہ پڑھنے کے بعد ہرگز آپ چھوڑ نہین سکتے یہ مصوّر چھاپی گئی ہے اور قریب ایک سو کے اس مین مشاہیر شعرا و نثارون کی تصویرین نہایت عمدہ کاغذ پر دی گئی ہین۔ ایک فہرست مضامین اور ایک مفصّل انڈکس دیا گیا ہے۔ کاغذ و لکھائی چھپائی نہایت نفیس ہے کتاب دو حصّون مین ختم ہوئی ہے فرخت یکجائی ہے قیمت مجلد لعہ ۱ ابتک اس قسم کی کوئی کتاب شائع نہین ہوئی ہے۔

المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ